DUE DATE

Late Fine Ordinary books 25 p. per day, Text Book Re 1 per day, Over night book Re 1 per day.

فیوچر آف اسلام

یعنی

اسلام کی حالت آیندہ

مصنفہ ولفرڈ اسکاون بلنٹ صاحب

جسکو

منشی سید اکبر حسین منصف علیگڈھ نے

مسلمانان ہند کی اطلاع کے لئے اُردو مین ترجمہ کیا

مصنف نے اس شعر عربی کو اصل کتاب انگریزی کا زیب عنوان کیا ہے

لَا تَقنَطُوا الدُّرُّ یُنثَرُ عِقدُہٗ

لِیَعُودَ اَحسَنَ فِی النِّظَامِ وَاَجمَلَا

نہ ہو تو مایوس و دل شکستہ بکھر گئے ہین اگر یہ موتی ٭ زیادہ تر حسن عمدگی سے گوندہینگے بار دگر یہ موتی

مطبع جماعت تجارت متفقہ اسلامیہ لمیٹیڈ مین کارپردازان نے چھاپا

قیمت فی جلد مع محصول ڈاک ... صہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اپنے برادران اسلامیہ کے سامنے کتاب فیوچر آف اسلام کا ترجمہ پیش کرنے مین مجھکو کچھہ زیادہ تمہید کی ضرورت نہین ہے - مصنف نے جو خیالات ظاہر کئے ہین عام اس سے کہ وہ ہمارے حسب مراد ہون یا نہ ہون یا اونکی صحت تمامتر لائق تسلیم ہو یا نہو ایسے نہ تہے کہ مجھکو مسلمانون کی اطلاع کے لئے اس ترجمہ کا شوق نہ پیدا ہوتا - زمانہ کی رفتار نے مسلمانون کے دلونکی ایک غیر معمولی حالت کردی ہے ایسے وقت مین مجھکو امید ہے کہ مین نے اپنا وقت ضائع نہین کیا اگر سوچنے والی طبیعتون کے دائرہ خیال کو وسیع کرنے کے لئے کچھہ محنت اوٹہائی اور اسلام کی مجموعی پولیٹکل اور مذہبی حالت کی نسبت انگلستان کے ایک عالی رتبہ اور ذیعلم شخص کی رائے سے اونکو مطلع کیا +

مصنف نے یہہ کتاب صرف اپنے ہم ملکون اور بالخصوص پارلیمنٹ انگلستان کو اسلام کی حالت پر توجہ دلانے کے لئے تصنیف کی تہی - اونکا یہہ مقصود نہ تہا کہ یہہ کتاب ہندوستان مین شائع ہو یا اوسکا ترجمہ کیا جائے - مسٹر حمید اللہ سلمہ اللہ نے ایک جلد کتاب انگلستان سے اپنے پدر عالی رتبہ مولوی سمیع اللہ خانصاحب کے ملاحظہ کو بہیجدی تہی -

مولوی صاحب ممدوح کی اجازت سے مین نے اوس کتاب کو پڑہا اور اوسکے مضامین نے اوسکے ترجمہ پر مجہکو مجبور کیا ۔ ہنوز ترجمہ ختم نہ ہوا تہا کہ مسٹر بلنٹ صاحب ہندوستان مین تشریف لاے اور بمقام کلکتہ مجہکو اون سے ملنے کی عزت حاصل ہوئی ۔ انہون نے ایک دوسرا دیباچہ بطور ضمیمہ دیباچہ اول کی تحریر فرما کر مجہکو دیا جسکا ترجمہ مین اس کتاب کے ساتہہ شامل کرتا ہون ۔ سلطنت ٹرکی کے قائم رہنے کی نسبت مصنف کو جو مایوسی تہی یہہ دیباچہ اوس مایوسی کو ضعیف کرتا ہے ۔ مصنف نے مجہہ سے یہہ بہی فرمایا کہ سلطنت ٹرکی کی نسبت بعض اطلاعین اونکو خود علماے مصر و عرب سے حاصل ہوئی ہین اور وہ اونکی صحت کے ذمہ دار نہین ہین ۔ اس ترجمہ کے حاشیہ صفحہ ۷ کی سطر آخر مین پندرہ سو کی جگہہ پندرہ ہزار پڑہنا چاہیے مصنف کو معلوم نہین کہ کتاب انگریزی مین کیونکر یہہ غلطی واقع ہوئی ۔

مین نے ارادہ کیا تہا کہ مسٹر بلنٹ صاحب کی اُن تمام اسپیچونکو جو ہندوستان کے بڑے بڑے شہرون مین اونہون نے کہین اور اُن تمام ایڈریسون کو جو مسلمانون اور دیگر مذہب کے علماے اسلام کی جانب سے اونکی خدمت مین پیش ہوئی اور اوس خط وکتابت کو جو بابت رضاے لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند کے درمیان مسٹر بلنٹ صاحب اور گورنمنٹ حیدرآباد کے درباب قائم کرنے ایک یونیورسٹی یعنی دار العلم کے وقوع مین آئی ۔ مسلمانونکی اطلاع کے لئے اس کتاب کے ساتہہ شامل کرون ۔ لیکن اس ترجمہ کے شائع ہونے مین بہت دیر ہو چکی تہی اور زیادہ دیر نامناسب تہی ۔

جہان تک ممکن تہا مین نے لفظی ترجمہ کیا ہے اور مصنف کے سلسلہ خیالات کو ذرا بہی برہم نہین ہونے دیا ۔ فقرون کے ترکیب کی پیچیدگی دور کی ہے معانی کو کامل اور روشن کرنے کے لئے ایک لفظ کے ترجمہ مین حسب ضرورت دو دو اور تین تین لفظ لکہہ دیے ہین لیکن

خیالات پیچیدہ کا سہل کرنا میرا کام نہ تھا - بااین ہمہ ناظرین کتاب سے امید ہے کہ میری بے بضاعتی اور کم فرصتی کے لحاظ سے وہ مجھکو معذور رکھینگے اگر اس ترجمہ مین کچھ غلطیان پائی جائین - چھاپا اور کتابت کی غلطی تو ایک ضروری چیز ہے -

اب مین اون دوستونکا شکریہ ادا کرتا ہون جنکے ارشاد و تحریک سے مجھکو محنت ترجمہ پرستعد کیا **جناب کنور لطف علیخانصاحب** رئیس طالب نگر و اسپیشل مجسٹریٹ کول نے ایک فیاضانہ مدد کی اور ایک بڑا حصہ مصارف طبع کا عنایت کیا جسکا مین دل سے شکر گذار ہون - اب ناظرین ورق اولٹین اور مصنف کی باتین سنین فقط

سید اکبر حسین الہ آبادی
مقام علی گڈھ
۲۵ - مارچ ۱۸۹۶ء

حضرات معینان اشاعت تمہ

کنور محمد لطف علیخانصاحب رئیس طالب نگر
کنور محمد اعظم علیخانصاحب رئیس خورجہ
محمد عبدالشکور خانصاحب رئیس بھیکن پور
شیخ غازی الدینصاحب رئیس اترولی
محمد نورالدینصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گونڈا
آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی
حاجی محمد مصطفے خانصاحب رئیس پوڑہ گانون
محمد احمد سعید خانصاحب رئیس بھیکن پور
مولوی محمد عبدالقیوم خانصاحب جج ماتحت
کنور محمد عبدالغفور خانصاحب رئیس دہرم پور
کنور محمد عبدالعلیخانصاحب رئیس چھتاری
مولوی سید واحد علی صاحب وکیل
مولوی رفیع الدینصاحب وکیل
محمد عنایت الرحمن صاحب وکیل
مولوی منصور شاہ خانصاحب وکیل
مرزا تاج محمد بیگ صاحب رئیس اترولی
شیخ مظفر حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری

سید واجد حسین صاحب تعلقدار گدیا ضلع بارہ بنکی
مولوی محمد عبدالرزاق صاحب وکیل جبلپور
مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب جج ماتحت علیگڈہ
مولوی محمد کریم صاحب ڈپٹی کلکٹر علیگڈہ
منشی صفدر حسین خانصاحب جج ماتحت ہردوئی
مولوی شاہ احمد اللہ صاحب منصف بنارس
کنور محمد یوسف علیخانصاحب رئیس میڈو
سعید الملک راجہ امیر حسن خانصاحب بہادر
مولوی فریدالدین احمد خانصاحب سب جج
منشی سید عیوض علی صاحب ڈپٹی کلکٹر اٹاوہ
مولوی سید محمد میر صاحب وکیل عدالت میرٹھ
مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس کول
مولوی محمد عبدالغفور صاحب منصف تلہر
منشی سید سراج الدین حیدر صاحب سررشتہ دار کلکٹری بنارس
مولوی عبدالجلیل صاحب وکیل کانپور
مولوی محمد عظمت علیخانصاحب منصف بلندشہر
مرزا محمد عباس صاحب سول سروس اسسٹنٹ کمشنر ہردوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ اول

مصنف کو امید تہی کہ قبل شائع کرنے ان مضامین کے اپنے اوقات فرصت مین ایک ایسی تصنیف کریگا جو بلحاظ اپنی ترتیب و تکمیل کے نکتہ چینون کی مقبولی کی لائق اور اوس عالی شان بحث کے شایان ہو جسکو اوسنے منتخب کیا تہا - چنانچہ یہہ مضامین اخبار فورٹ نٹلی ریویو کے لئے صرف اوس تصنیف کے ابتدائی مسودات کی طور پر ۱۸۶۸ع کی موسم تابستان و خزان مین لکہی گئی تہی لیکن وقوع واقعات نے ایسی تیز رفتاری کی جسکا اوسکو پیشتر سے کچہہ بہی خیال نہ تہا اور مصنف کے لئے یہہ امر ضروری ہو گیا کہ جن خیال کا ان مضامین سے اظہار مقصود ہے اون خیالات کو فی الفور پوری شہرت دیدی - اہل فرانس نے ٹیونس پر حملہ کر کے شمالی افریقہ مین مسلمانون کی حرکت و شورش پیدا کر دینے مین جلدی کردی مصر نے قومی اور مذہبی اصلاح مین ایک بڑی کوشش کے لئے برانگیختگی پیدا کی ہے اور ہر طرف اسلام پولیٹیکل بدفالیون سے جنکی شدت اور سختی بڑہتی ہے چلی جاتی ہے تہ و بالا اور پیچ و تاب مین نظر آتا ہے - مصنف کی دانست مین اوسکے ہم وطن لوگونکو چند مہینون مین اپنا اخیر انتخاب و پسند کرنا ہوگا کہ آیا جو موج مذہبی سرگرمی کی مشرق مین پہیل رہی ہے وہ لوگ اوسکی ہادی بنین گے یا اوسکے پیرو اور مصنف کے قیاس مین یہہ بات نتیجہ خیز ہے کہ کم سے کم اوسکی ہم ملک اوس مسئلہ کی اصلی

مباحث کا علم حاصل کریں جو اونکے سامنے پیش ہے ۔ تاریخ معاصر کے بڑے بڑے واقعات سے
یہ سمجھکر آنکھہ بند کر لینا کہ اوس تاریخ کو ہماری روزانہ زندگی کے مشاغل سے کوئی صریح تعلق
نہیں ہے ایک ایسی بات ہے جو ایک بڑی قوم کے شایان حال نہیں ہے اور انگلستان میں
جہاں معاملات کی رفتار خلائق کی رائے کی پیروی کرتی ہے خرابی ڈالنے میں کوتاہی کریگی
یاد رکہنا چاہئے کہ حال کی برٹش امپائر یعنے شہنشاہی برطانیہ جو مختلف نسلوں کا ایک مجموعہ ہے اور جسے
عوام کی رائے ایک دور و دراز جزیرہ سے حکمرانی کر رہی ہے دنیا کی تاریخ میں ایک نیا تجربہ
ہے اور اوسکے جواز کے لئے ایک خاص وسعت بیدارمغزی اور دانشمندی لازمی ہے اور یہ
بہی ضرور یاد رکہنا چاہئے کہ کسی سلطنت پر کبہی بغیر ایک زندہ حکمت عملی کے اب تک فرمانروائی نہیں
ہوئی ۔ لہذا مصنف نے اپنی تصنیف خام و ناکمل کو بلا تاخیر شائع کر دینے کا ارادہ اس امید سے
کر لیا ہے کہ قومی رائے کے قائم ہونے اور ایک امر کے اختیار کئے جانے کے لئے وہ تصنیف
ذریعہ اور واسطہ ہو ۔ باایں ہمہ مصنف اپنی تصنیف کے نقص پر جو صحت و تکمیل دونوں اعتبار سے
ہے بخوبی مطلع ہے اور اوسکو صرف یہہ امید ہے کہ جو تصویر اوسنے کہینچی ہے اور جو حالت دکہائی
ہے اوسکی عام صحت و درستی کے لحاظ سے اوسکے عیوب تصنیف سے چشم پوشی کیجائیگی اور وہ
معاف رکہا جائیگا ۔ اخیر مضمون کے لکہنے کے بعد مصنف نے مصر کو معاودت کی اور اوسکو
یہہ اطمینان ہوا کہ جن خیالات کی اوسنے متزلزل طور پر پیش بینی کی تہی اور یہہ تصور کیا تہا کہ بعض آزاد
رائے علمائے ازہر کے وہم میں ایسی باتیں ہیں تو اون خیالات نے ایک عملی اور واقعی صورت قبول
کر لی ۔ قاہرہ نے اب اپنے تئیں روز افزوں ترقی کرنے والے خیالات اسلامیہ کا معدن و مرکز
اور اپنی دار العلم کو ایک مرتبہ بہ آزاد اور خود مختار مقام اہل عرب کے علم دینیات کا ظاہر و مشتہر کر دیا ہے
اہل عرب کے قومی جوش اور تحریک کی وجہ سے ترکوں کی دست اندازی سے محفوظ و مامون ہو کر علمائے ازہر

یہ جلا نیوول فرلیق مصلح کے ساتھ ہو گئے ہیں - اس بڑی بات کی بڑائی اور عظمت پر جہانتک زور دیا جاے مبالغہ نہ ہوگا اور اب جیسا کہ قیاس مقتضی ہے اگر ایک (لبرل) آزاد طبع گورنمنٹ اسلامیہ مسلمانوں کی ایک آزاد خلقت سے ساحل نیل پر باستحکام قائم ہو گئی تو اسباعمین کوئی محل شبہ نہین ہے کہ تمام اسلام کی سوشیل اور پولٹیکل اصلاح کے لئے ایک بنیاد قائم ہو گی - یہ نسبت اور سب باتون کے یہہ ایک ہونہار علامت ہے کہ پیشوایان واکابر مصر کا خیال خلافت کی نسبت نہایت ہی ملایمت و تحمل کا ہے - اس فرلیق کا مقولہ آزادی اور خود مختاری ہے مخالفت نہین ہے اور اسلام کے شرعی پیرایہ مین اونہون نے کوئی رخنہ نہین ڈالا - ایسا اونکے خیال مین ہے - سلطان عبدالحمید خان اب تک واقعی امیرالمومنین تسلیم کئے جاتے ہین اور ایک جائز اور مشروع خلافت کا قائم ہونا اوس وقت پر منحصر ہے کہ شہنشاہی عثمانیہ کی اخیر ساعت آجاے - بیشک ایسا ہی ہونا چاہئے تہا - نزاع اور اختلاف سے بہر کیف مذہب ہی کا ضعف متصور ہے جسکی تاک مین اوسکے ہزارون دشمن لگے ہوے ہین اور مصر یا عرب مین کسی مخالف خلیفہ کا قبل از وقت ظاہر ہونا گو باعتبار نسل کے وہ خلیفہ خلافت کے لئے کتنا ہی مستحق جائز ہو دنیای اسلامیہ کو خواہ مخواہ دو مخالف گرہون پر منقسم کر دیگا اور اس سبب سے اسلام کی عام اور مشترک حالت کو ضرر پہونچیگا - لیکن اس اثنا مین آزادانہ خیالات کو وسیع ہونیکا پورا موقع ملیگا اور جہان کہین عربی زبان بولی جاتی ہے وہان اور اون نسلون مین جو اظہر کو اپنی عقلی اور باطنی زندگانی کا مرکز سمجھتے ہین وہ خیالات ضروری اپنا اثر ڈالینگے - یہہ ایک ایسی نمایان بات حاصل ہوگی جو صبر و استقلال کے ساتھہ شاید چند برسون مین زیادہ تر عام فتحمندی اور کامیابی کی طرف منجر ہو - اب اس بات مین بہت کم شبہ ہے کہ سلطان عبدالحمید کی وفات یا اونکی شہنشاہی کے زوال سے وہ وقت آجائیگا کہ خلافت قاہرہ کیطرف عود کرے اور وہان عرب کی طبیعت اپنی گم شدہ مذہبی پیشوائی کے ایک پیرایہ مین تجدید کرے - مصنف کو

مسلمانون کی خدمت مین چند الفاظ معذرت کی پیش کرنے ضرور ہین - وہ اونمین ایک اجنبی و بیگانہ ہے اور سادہ انداز سے اونکے نازک تہ و دقائق مشکلات کی توضیح و تصریح کی جرات کی ہے اور کسی کسی مقام پر اوسنے اونکے سفینہ مذہب کو اُس تہمت مس کیا ہے جو اونکو نجس و ناپاک معلوم ہوگا - لیکن مصنف کی نیت شروع سے آخر تک خالص و پاکیزہ رہی ہے اور مصنف کو یقین ہے کہ بوجہ اُس ہمدردی کے جو اوسکو اونکے ساتھ ہے اور جو اوسکی تصنیف کی ہر سطر سے ٹپک رہی ہے مسلمان لوگ اوسکو معاف رکھینگے -

مصنف نے عین زمانہ مابعد مین اونکے لئے بڑے بڑے پولٹیکل نقصانات کی پیشینگوئی کی ہے کیونکہ اوسکی دانست مین روحانی اور باطنی ترقیون کی راہ طے کرنے مین یہہ ضروری منزلین ہین لیکن مصنف کو اسلام پر ایک پورا اور اعلی درجہ کا بہروسہ ہے - نہ صرف روحانی طور پر بلکہ دنیاوی طور و طریق پر بہی کہ جو ورثہ او عطیہ نسل عرب کا ہے اور اس لائق ہے کہ اونکی اعلی درجہ کی شائستہ خواہشونکو پورا کر سکے اور مصنف کو اُس وقت پر بہی پورا یقین ہے جب مسلمانونکی پولیٹکل قوت عود کریگی لیکن اسکے ساتھ ہی مصنف نے اپنی دانست مین اونکے لئے بہتری کی ہے کہ اوسنے اُنکی حالت کی نسبت جن باتونکو سچ اور صحیح قرار دیا ہے اونکو ظاہر کر دیا ہے انکی شہنشاہی کا دن بہرکیف گذر گیا لیکن اونکے لئے سوشیل آزادی کا دن جو شہنشاہی سے بہتر ہے ہنوز باقی ہے ذیعلم اور روشن ضمیر ہوکر اور اپنی اصلاح کرکے اور باہم ہمدرد اور متفق ہوکر مسلمانونکو اپنے اصلی گہرون یعنے عرب مصر و شمالی افریقہ مین پولٹیکل بربادی کا کچہہ خطرہ نہین ہے اور تا وقتیکہ اونکے اچہے دن نہ آئین یہہ مقامات اونکے لئے بطور دار الاسلام کے کافی ہین - اگر مصنف اُنکی اوس آزادی قائم رکہنے مین اونکو کچہہ مدد دے سکتا ہے تو وہ بلا تکلف مصنف پر وہان تک بہروسہ کرین جہان تک اوسکی حد قوت مین ہے اور مصنف کو یقین ہے کہ ان مضامین کے شایع کرنے کی نسبت مسلمانونکی کوئی اور عمدہ اور بڑی خدمت کر سکے اور نہ اپنا خلوص ثابت کرے -

قاہرہ - ۱۵ - جنوری سنہ ۱۸۸۲ء

دیباچہ ثانی

جسکو مصنف نے بمقام کلکتہ تحریر کیا

کتاب فیوچر آف اسلام کو زبان اردو مین ترجمہ کرنے کی اجازت دینے کے ساتھہ ہی مین اپنی بے انتہا مسرت ظاہر کرتا ہون کہ میری ناچیز تصنیف کو ایک لائق اور تعلیم یافتہ مسلمان نے دنیا مین سب سے بڑی مسلمانون کی جماعت کے پڑھنے کی لائق سمجھکر پسند اور منتخب کیا - اور میرے دل پر اس بات کا ہی بڑا اثر پڑا کہ میری محنتون کو مسلمانان ہندوستان نے تسلیم کیا اور مجھکو ایک بیگانہ محض اور خواہ مخواہ دخل در معقولات کرنیوالا انہین سمجھا بلکہ دوست سمجھا - لیکن اسکے ساتھہ ہی میرے دلمین شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید مین نے اپنی کتاب مین ایسے الفاظ اور فقرات مندرج کئے ہین جنپر اب تین سال کے بعد کہ اس عرصہ مین مجھکو اسلام سے زیادہ تر واقفیت و محبت پیدا ہوگئی ہے مجھکو افسوس کرنا چاہیے بلاشبہ مین جانتا ہون کہ اوس کتاب مین بعض ایسی عبارتین موجود ہین جب مین نے ان مضامین کو کسیقدر عاجلانہ طور پر لکہا تہا اوسوقت میرے دلائل کا منطقی سلسلہ مجھکو ایک تیز رو اور بیچین گہوڑے کی طرح ایک خطرناک زمین پر کہینچ لیگیا تہا - ایسی خطرناک زمین کہ اوپر زیادہ حزم و احتیاط کا آدمی امن و عافیت سے راہ طے کرنے کی امید نہ کرتا - بعض الفاظ بالخصوص خلافت عثمانیہ کی نسبت مجھکو یاد آتے ہین جنکو مین نے کسیقدر ناشائستگی و سختی کے ساتھہ تحریر کیا ہے اور مین اب تہ دل سے اونکو واپس لیتا ہون - کیونکہ اب مجھکو زیادہ تر امید اس بات کی پیدا ہوگئی ہے کہ سلطان عبدالحمید اس گیارہوین گہنٹے یعنی ساعت آخر مین ہی شاید اوس مذہبی اصلاح کے جوش تحریک کی رہبری و پیشوائی پر راغب ہوسکتے ہین کہ وہی ایک ذریعہ اونکی شہنشاہی کو اور اونکی خاص حالت کو

اسلام مین محفوظ رکھنے کا ہے - جب مین اون حالات کو یاد کرتا ہون جنمین عجیب عجیب امیدون اور جوش مسرت کے ساتہہ مین نے بمقام قاہرہ اس کتاب کا پہلا دیباچہ لکھا تہا تو نہایت رنج والم مجہپر طاری ہوجاتا ہے - اوسوقت میرے چارون طرف جو دنیا تہی وہ زندہ دلی سے بہری ہوئی تہی اور اسلام کی شام غم مبدل بہ صبح مسرت ہوتی نظر آتی تہی - مین جس خیال مین دیباچہ لکہہ رہا تہا کہ مین مذہبی آزادی کی آب و ہوا مین اسوقت ہون جسکا پتہ صدیون سے مسلمانون کے خیالات مین نہ ملتا تہا اور یہہ سمجہہ رہا تہا کہ چند برسون مین بلکہ شاید چند مہینون مین مین خود اپنی آنکھون سے دیکہہ لونگا کہ ازہر کی یونیورسٹی نے اپنی قدیمی شوکت وعظمت پہر حاصل کرلی اور تمام دنیا کے لیے روز افزون ترقی کرنیوالے علوم دینیہ کے مرکز بنگئی - مگر افسوس! وہ سب امیدین خواب و خیال ہوگئین - افسوس! ہمکو پہر صبر کرنا پڑا اور بعوض متمتع ہونے کے انتظار کرنا ضرور رہا - تاہم یہہ بات بیوقوفی کی ہوگی کہ بوجہ مذکورہ ہم آخر نتیجہ کی نسبت نا اُمید ہوجائین - اور بلاشبہہ جو باتین بہروسہ کے ساتہہ مین نے اوسوقت کہین تہین مین ہرگز ہرگز اونکو نہین چہوڑتا - اب بہی مجکو اسلام کی حالت آیندہ پر ویساہی اعلیٰ درجہ کا یقین اور بہروسہ ہے جیسا کہ ۱۸۸۲ء کی فصل بہار مین تہا - اور اگرچہ لوگون کو تحمل اُمید سے پہل پانے مین کچہہ تاخیر ہوگئی ہے لیکن مین بیدل نہین ہون - گو سردست ناکامی ہوئی ہے لیکن ہمکو خدا پر بہروسا اور یقین رکہنا چاہئے - الحق یعلو ولا یعلیٰ علیہ

ولفرڈ اسکاون بلنٹ

کلکتہ یکم جنوری ۱۸۸۴ء

اگرچہ اسوقت خاموشی کا عالم ہی لیکن امید ہی کہ عنقریب انگلستان مین مختلف فریقون کی باہمی بحث چھڑ جائے ایسے وقت مین غالبًا یہ امر ناممکن نہین ہی کہ ان باتونکی جلد جلد تجزیہ جانیکی طرف عوام متوجہ کر دیئے جائین جو چند سال سے ایشیا کے مذہبی طبائع مین ایک ہیجان پیدا کر رہے ہین اور کچھہ شک نہین کہ وہ باتین عنقریب مدبران انگلستان کو سخت تردد مین مبتلا کرینگے اور اگر وقت پر اونکی جانب توجہ نہوگی تو پھر اونکا تصفیہ مدبران موصوف کے اختیار سے باہر ہوگا گو اسوقت اگر ایک مضبوط پالسی[۱] اختیار کیجائے تو ممکن ہی کہ اون دقتون کا حل اس ملک[۲] کے بڑے فائدہ کے ساتھہ ہو جائے ـ مسلمانون کی دنیا مین جو ایک جان تازہ پڑتی جاتی ہی بلاشبہ وہ اس لائق ہی کہ ہر انگریز اوسپر توجہ کرے اور اس بات پر یقین کرنا مشکل ہی کہ اون لوگون نے اسپر بہت غور اور خاص توجہ سے نظر نہین کی جو باعتبار اپنے عہدہ کے معاملات ایشیا کی رفتار کے ذمہ دار ہین لیکن مین واقف نہین ہون کہ ہنوز امر مذکورہ بیچے اور صحیح پیرایہ مین عوام انگلستان پر ظاہر کیا گیا ہی یا یہ کہ موجودہ حلقہ وزراے سلطنت مین اوسکی نسبت کوئی خاص

۱ حکمت عملی ـ ۲ یعنے انگلستان ـ

اور محدود پالسی اختیار کرلی گئی ہی بلکہ جلسہ وزرا کا حال تو بالکل برعکس معلوم ہوتا ہی
ہم جانتے ہین کہ انگلش مدبران ملک اون پالسیون کو بہت شبہہ کی نگاہ سے دیکھنے لگتے
ہین جنکو اونکا فریق مخالف محض وہمی اور خیالی بتاتا ہی پس نہایت قرین قیاس ہی کہ اسلام
کی حالت آیندہ پر غور کرنے مین جس عظیم مسئلہ کا حل کرنا لازم آئیگا خود اوسکی عظمت باعث
اسکی ہوئی ہو کہ وہ یہ کہکر بالای طاق کردیا گیا ہو کہ عملی تدابیر مملکت کے احاطہ سے مسئلہ مذکور
خارج ہی — یہ فقرہ تو بہت سہل اور مختصر ہی اور اکثر اون لوگون کی زبان زد ہی جو ہم مین
ذی اختیار ہین اور اہم فیصلون کی محنت اور ذمہ داری سے بچنا چاہتے ہین لیکن تاہم مین
بلا تامل کہتا ہون کہ مسئلہ مذکور ایک جدید اور نہایت عظیم پیرایہ مین پیدا ہوگیا ہی اور موجود
اور مین خیال کرتا ہون کہ کوئی شخص جو چند سالہای گذشتہ مین ایشیاے مغربی کے مسلمان
خلقت سے ملا جلا ہو میری بات کے صحیح ہونے پر شبہہ نکریگا ایشیاے مغربی مین صاف
نمایان ہی کہ بڑی بڑی تبدیلیان کمربستہ ہین — ایسی تبدیلیان جو غالبًا اون تبدیلیون کے
مشابہ ہین جو چارسو سال گذری عیسائیت پر ہوئین تھین اور سخت ضرورت ہی کہ انگلستان
نئی چال چلے اگر صرف چند سال تک ہی اوسکو منظور ہو کہ مین ایشیائی رفتار کی رہنما اور پنچ
رہون — موسم سرما سے گذشتہ کے ابتدائی حصہ مین جن مین جدہ گیا تھا تو اس مطلب سے بالکل
خالی نہ تھا کہ مسلمانون کے اس نئے جوش کی نسبت زیادہ تر صحیح اطلاعین حاصل کرون
بہ نسبت اسکے کہ وہ اور جگہہ حاصل ہون — یہی غرض میری مصر اور شام جانے سے
تھی جہان مین نے چند مہینے کلیۃً مسلمانون کی سوسٹی[1] مین بسر کیئے — مینے خیال کیا کہ

---

[1] صحبت اور جماعت —

جدہ جو مکہ کا بندرگاہ ہی اور تمام دنیا کے مسلمانون کی اوس نامور مرکز اور مرجع سے صرف
چالیس میل کے فاصلہ پر ہی موزون ترین مقامات سے ہوگا جہان سے مین اسلام کی
اوس حالت پر جسکی مجکو تلاش ہی ایک مجموعی اور وسیع نظر کرسکونگا اور یہ تصور صحیح تہا
کہ وہان کی ہوا اور رنگ مین بہ نسبت قاہرہ یا بغداد یا قسطنطنیہ کے صرف ایک صوبہ
ہونے کی حالت کم ہوگی بیشک حج کے دنون مین جدہ ایک بڑی دارالسلطنت کا
سواد بن جاتا ہی اور ایک یورپین مسافر کو بھی یہ بات محسوس ہونے لگتی ہی کہ مین
اب ایسی دنیا مین نہین ہون جہان صرف چھوٹے چھوٹے خیالات اور مقامی ہمتین[1]
وجود پذیر ہون -- ہر طرف سے اوسکے کانون کو ملک داری کی بحثین سنائی دیتی ہین
جو بڑی دنیا سے متعلق ہین جس مذہب کا اظہار کیا جاتا ہے وہ بہ نسبت اوس اسلام کے
جس سے وہ ٹرکی یا ہندوستان مین واقف ہوا ہے زیادہ تر وسیع ہے - ہر نسل اور
ہر فرقہ اور ہر زبان کے لوگ وہان موجود ہوتے ہین - ہندوستان کے لوگ - فارس
کے لوگ - افریقہ کے مور لوگ وہان ملتے ہین - نائیگر کے حبشی اور جاوا کی قوم ملائی -
ریاستہای خوانین کے تاتاری لوگ - صحراے فرنج کے عرب لوگ - عمان اور زنجبار کے
لوگ - چینیون کے لباس مین ہی مسلمان ملتے ہین جو اوس آسمانی[2] سلطنت کے بقیہ باشندون
سے مطلق ممیز نہین ہوتے - اندرونی چین کے مسلمان بھی نظر آتے ہین - جب یہہ خلقت
گلیون مین چلتی پھرتی نظر آتی ہے تو دفعۃً دیکھنے والے کی نظر مین اسلام کا اندازہ وسیع
ہوجاتا ہے اور جیسا کہ سر ٹامس برون صاحب کا قول ہے وہ اپنے دل مین یہہ کہہ اوٹھتا ہی
کہ "کچھہ شک نہین ہے کہ مسلمانون کی دنیا کی حدود اون حدود سے وسیع تر ہین جو مولفان

---

[1] یعنے ایسے منصوبے جو صرف ایک شہر یا صوبہ پر محدود ہون - [2] چین کی سلطنت کو یہی ادعا ہے -

جغرافیہ نے ہمکو بتائے ہین ہ۔ جدہ کی مستقل آبادی بہی ایک خلاصہ دنیای اسلامی ہے علاوہ پیدایشی عرب کے جنہون نے اپنی زبان اور طرز خیال کو بقیہ خلقت کیطرح کردیا ہے ایک مخلوط گروہ اُن باشندونکا ہے جو اُن بیشمار حاجیون کی اولاد ہین جوان مقدس شہرون مین عمر بسر کرنی اور وفات پانے کی غرض سے رہجاتی ہین یہ لوگ ایک حدتک اور کم سے کم دو ایک پشت تک اپنی حالت شخصی کو محفوظ اور اپنی اصلی سرزمینون سے اور اسپنے پہلے ہموطنون سے تعلق قائم رکھتے ہین - لہذا جدہ مین ہمیشہ واقعات دنیا کی خبرونکا بازار گرم رہتا ہے - اور بازار کی عام بات چیت مین دنیای اسلامی کی ہرگوشہ کی خبرونکی تفصیل ملتی ہے - شاید یہہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ زمانہ حال کے اسلام کا حال جسقدر جدہ مین ایک ہفتہ مین معلوم ہوجاے اُسقدر دوسری جگہہ سال بہر مین بہی نہ معلوم ہو یہان تو دوکاندار تک آسمانی باتونکی گفتگو کرتے ہین اور غیر ملک کے وایس کانسل تک پیشین گوئیان کرتے ہین - بنسبت اور جگہہ کے مسلمانون کی اہل حجازکو معاملات مذہبی کی بحث مین کم رکاوٹ ہوتی ہے مذہب تو گویا اُنکی جنس تجارت مین داخل ہے اور وہ اُسکو اجنبیون کے سامنے نمایان کرنے کے خوگر ہورہے ہین - اہل یورپ کے ساتھہ حجاز کا آدمی مذہبی بحث کو کراہیت کے ساتہہ کرتا ہے اور گویا اہل یوروپ کو اس لائق نہین سمجھتا کہ اُنسے ان اُمور مین مخاطبہ کرے لیکن تاہم وہ بحث مین ضرور آتا ہے اور چکنی چپڑی باتین نہین کرتا جیساکہ اکثر ریا یا خوشامد کے طور پر کیجاتی ہین - علاوہ برین (اور یہہ نہایت اہم بات ہے) جدہ کا تاجر ہمیشہ مباحث مین بلحاظ اُنکی عملی پہلو کی در آتا ہے - وہ پولیٹکل[1] اور اکانومیکل[2] طور پر باتونکو دیکہتا ہے نہ محض اصول کے طور پر اور اگر اوسکو تعصب و سرگرمی ہے تو اُسکی اسباب وہی ہین جنہون نے ایک مرتبہ اہل فنس کو تحریک دی تہی کہ اپنے معابد مین پرستش کی حمایت مین اوٹھہ کہڑے ہون

[1] ملکداری - [2] انتظامی -

باستثنائی قاہرہ اور قسطنطنیہ کے اور شہرون مین علما و فضلا سے اگر کوئی اجنبی ہدایت طلب کرے تو معلوم ہوگا کہ وہ زیادہ تر اصولی باتون کی بحث مین مشغول ہین جو آج کے دن ہر محل پر سودمند نہین ہین - وہی قرآن مجید کی تفسیر کے متعلق پرانی باتین جنپر بحث ... یہ خارج از یاد سے مذاہب مختلفہ مین بحث ہو رہی ہے - لیکن جدہ مین ان باتون پر عملی حالت کے لحاظ سے نظر ہوتی ہے اور یہہ دیکھا جاتا ہے کہ پولیٹکل امور پر انکا کیا اثر پڑتا ہے - مین نے تو فوراً دیکھہ لیا کہ واقفیت حاصل کرنے کا یہہ نہایت عمدہ مقام ہے اور ہر موقع پر مین نے جی لگا کر باتین سنین اور بحثین کین اور اگرچہ مجھکو دعوی نہین ہے کہ ایک سمجھدار شائق تحقیق سے میرا رتبہ زیادہ ہے لیکن مینے ایک ایسا ذخیرہ معلومات یکجا کر لیا کہ مین اسکو بہرکیف نہایت قیمتی سمجھتا ہون اور بوجہ انہین معلومات کے میرے خیال نے مسلمانون کے ان مذہبی امور مین بصیرت کے ساتھہ رائی کی جگہہ لی جن سے شمالی ملک مین بعد ازان مجھکو برتاؤ ہوا - جدہ سے میری تمام امیدین پوری کردین اور قریب قریب مجھکو سب باتین حسب اطمینان دریافت ہوگئین - اور مین ضرور کہونگا کہ مین وہان سے اپنی تمام مشکلین حل کرا آیا اور اس سرزمین مین جسکو اپنے تصور مین مین حالت انحطاط مین شمار کرتا تھا زندگی اور خیالات کے نئے نئے عالم پائے - مجھکو اسلام کی نہایت قومی زندگی پر - اوسکی عملی اور واقعی امیدون پر - اس انیسوین صدی مین اسکی خطرون پر - اور سب سے زیادہ اس بات پر کہ اسمین ایک بڑی اخلاقی قوت ہے - نہایت تعجب ہوا - مختصر یہہ کہ جدہ نے میری توجہ کو اسقدر رجوع کر دیا جسکا مجھکو ہرگز خیال نتھا اور مین نے اوس مقام کو اس بڑی کشمکش مین چھوڑا جو اسلام کی طرز سابق کی بازگشت و بحالی چاہنے والے اور اسلام مین ریفارم اور اصلاح چاہنے والے فریقون مین تھی اسباب ظاہر قریب الوقوع معلوم ہوتی ہے اور مین اس بات سے مایوس نہین آیا کہ اسکا نتیجہ عمدہ ہوگا - اب مین ارادہ کرتا ہون کہ اس بات پر بحث کرون کہ وہ کیا ہوگا -

لیکن اولاً مین یہ مناسب سمجھتا ہون کہ مجمل اور مختصر طور پر اجزای عالم مسلمانان پر نظر ڈالون۔ اسلام کی حالت آیندہ کا قیاس اسی بات کے علم پر مبنی ہوسکتا ہے کہ وہ کون اجزا (یعنے اشخاص) سے مرکب ہے اور یہی بات لوگونکو کم معلوم ہے۔ یہ مین کہہ چکا ہون کہ یوروپ سے اگر کوئی اجنبی حجاز مین وارد ہو تو وہ اوس مذہبی دنیا کی عظمت اور وسعت پر جسکی وسط مین وہ کھڑا ہے بے اختیار حیران رہجائے گا ہمارے مغربی نگاہون مین معلوم ہوتا ہے کہ محمدیت صرف سلطنت عثمانیہ کی حدود سے محدود ہے۔ ہماری عین پیش نظر صرف ترک لوگ کھڑے ہین اور سلطان بایزید[1] کے وقت سے یہی حال ہے۔ اور ہماری دہقانی زبان مین بایزید کا نام لفظ مسلمان کا مرادف ہے اور ہم بایزید کو اسطور پر دیکھتے ہین کہ اگر اسلام صرف اُنہی سے مقصود نہین ہے تو پھر کیف اسلام کا جزو اعظم وہی ہے لیکن عرب مین پہونچکر حقیقت حال منکشف ہوتی ہے اور معلوم ہوجاتا ہے کہ حدود سلطنت عثمانیہ کو چھوڑکر اور اُس سے باہر بھی ایسی قومین ور ملین موجود ہین جو پیغمبر کی پیروی مین کسیطرح کم نہین ہین اور جنکی تعداد کے آگے ترک لوگ کسی شمار قطار مین نہین ہین گویا پہلی پہل قدیم ایرانی اور مغلیہ سلطنتون پر اور چالیس ملین[2] مسلمانان ہند پر اور تیس ملین اہل ملایا پر اور پندرہ ملین اہل چین پر اور وسط افریقہ کی عظیم الشان خلقت پر جسکا ہنوز شمار نہین ہوا ہماری نظر پڑتی ہے۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہین کہ عرب کیسا ایک جزو اعظم ہے اور کسقدر ضروری ہے کہ اسلام کی حالت آیندہ کا تخمینہ کرنے مین ہم اسکا لحاظ کرین ترکی اور قسطنطنیہ تو بہت دور جا پڑے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کی عظمت کا مرکز گویا شمال اور مغرب سے جنوب و مشرق کی طرف منتقل ہوگیا ہے۔ چند روز تک مین نے جدہ مین محنت کی کہ صحیح نقشہ جات

---

[1] اس بادشاہ نے ۱۳۸۹ع سے ۱۴۰۲ع تک زور شور سے سلطنت کی۔ بمقام نکوپولس اُسنے عیسائیون کی جہادی فوج کو بڑی شکست دی تھی سلطان تیمور نے بالآخر اُسکو شکست دی۔ من مترجم

[2] ملین دس لاکھ کو کہتے ہین

شمار حجاج بہم پہونچاؤن جن سے انکی مختلف نسلون اور اُن آبادیون کی مردم شماری معلوم
ہو جن مین سے وہ آئی ہین - بیشک حاجیون کو دیکھکر ٹھیک جانچ اجزای دنیای مسلمانان
کی نہین ہوسکتی کیونکہ بہت سے امور متعلق بہ فاصلہ و مصالح پولیٹیکل اُس تخمینہ کو غلط کردے
سکتے ہین - لیکن تاہم ایک حد تک حاجیون کی تعداد مین اور اُن آبادیونکی شمار خلائق
مین جن مین سے وہ آتے ہین ایک مناسبت قایم رہتی ہے اور ہرگاہ اور کوئی بہتر ذریعہ نہین
ہے تو یہہ نقشہ جات حج ہمکو ایک ایسی فہرست مہیا کردیتے ہین جو خالی از فائدہ نہین ہے اور جس سے
مسلمانون کے مختلف ممالک کے مذہبی زندہ دلی کی مقدار معلوم ہوتی ہے - بہ نظر تسہیل
مین نے اعداد کو ایک نقشہ مین مندرج کردیا ہے اور یہہ نقشہ خاص کر اُس باضابطہ دفتر سے
مرتب کیا گیا ہے جو بابت اُن حاجیون کے جو وہان جہاز سے اوترتے ہین چند سالہای
گذشتہ سے جدہ مین قایم ہے اور جہان تک رعایای برٹش کو تعلق ہے مین نے نقشہ کی
جانچ وہانکی کانسل کے دفتر سے کرلی ہے لہذا اُسکی صحت پر کسیقدر اطمینان کرنا چاہیے اور بہ نسبت
اُن حاجیون کے جو براہ خشکی آتے ہین کچھہ تو مین نے اپنے معائنہ پر بھروسا کیا ہے جو تین
سال گذرے وقوع مین آیا تھا اور کچھہ اُن تفتیشات پر جو قاہرہ اور دمشق سے مجکو حاصل ہوئے -
لیکن مختلف ممالک اسلامیہ کی آبادیون کے نقشہ کی نسبت مجکو زیادہ تر یوروپین تحقیقات پر اعتبار
کرنا پڑا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جدہ مین ایسا کوئی نقشہ قابل اعتبار مل نہ سکتا تھا - لیکن اعداد
کو اہل یوروپ کی یادداشت کی کتابون سے لیکر مین نے پھر اُنکی تصحیح و ترمیم ایسے لوگون
سے کرلی ہے جو مجکو ملے اور جنہون نے اُن ملکون کو دیکھا ہے لہذا مین اُمید رکھتا ہون
کہ ناظرین کو سارے اجزا کی شمار کا خیال پیدا کرنے مین مین قریب صحت کے ہو گیا ہون - کامل صحت کا
مین دعوی نہین کرتا لیکن اگر وہ میسر نہی تاہم موجودہ بحث مین مجکو اس سے کیا

نقشہ شمار حاجیان مکہ بابت ۱۸۸۰ء

قومیت حجاج	سفر بحری کے ذریعے	سفر بری کے ذریعے	اُن آبادی کا شمار جس میں سے حاجی آئے
رعایای عثمانیہ مع حاجیان شام و عراق - (لیکن مصر و خاص عرب شامل نہین ہین)	۸۵۰۰	۱۰۰۰	۲۳۰۰۰۰۰۰ دو کروڑ تیس لاکھ
مصری	۵۰۰۰	۱۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰ پچاس لاکھ
اہل مغرب یعنی مسلمانان ممالک باربری - ٹرپولی ٹیونس الجیرس و موراکو - جو زبان عربی متکلم ہین اور جو ہمیشہ ایک فرقہ مین اخل کئے جاتے ہین اور انکے باہم آسانی سے امتیاز نہین ہوتا	۶۰۰۰	۰	۱۸۰۰۰۰۰۰ ایک کروڑ اسّی لاکھ
عرب (یمن کے)	۳۰۰۰	۰	۲۵۰۰۰۰۰ پچیس لاکھ
عرب عمان اور حضر موت کے	۳۰۰۰	۰	۳۰۰۰۰۰۰ تیس لاکھ
عرب - نجد او رعاصر او حسا کے جو اکثر وہابی ہین	۰	۵۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰ چالیس لاکھ
عرب حجاز کے جس مین تخمینا ۱۰۰۰۰ اہل مکہ شامل ہین	۰	۲۲۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰ بیس لاکھ
حبشیان سوڈان	۲۰۰۰	۰	۱۰۰۰۰۰۰۰ (۲) ایک کروڑ
زنجبار	۱۰۰۰	۰	۱۵۰۰۰۰۰ پندرہ لاکھ
اہل ملابار کیپ آف گوڈ ہوپ کے	۱۵۰	۰	۰
اہل فارس	۶۰۰۰	۲۵۰۰	۸۰۰۰۰۰۰ اسّی لاکھ
اہل ہند (رعایای برٹش)	۱۵۰۰۰	۰	۴۰۰۰۰۰۰۰ چار کروڑ

اُس آبادی کا شمار جسمین سے یہہ حاجی آئے	[illegible]	[illegible]	قومیت حجاج
۳۰۰۰۰۰۰۰ تین کرور	۰	۱۲۰۰۰	اہل ملایا خاص کر جاوا سے رعایای ڈچ
۱۵۰۰۰۰۰۰ ایک کرور پچاس لاکھہ	۰	۱۰۰	اہل چین ... ...
۶۰۰۰۰۰۰ ساٹھہ لاکھہ	۰	۰	منگول (مغل) ریاست ہای خوانین سے جو حاجیان عثمانیہ مین شامل ہین -
۵۰۰۰۰۰۰ پچاس لاکھہ	۰	۰	لازی و کیشیا اور تاتاری وغیرہ رعایای روس جو حاجیان عثمانیہ مین شامل ہین -
۳۰۰۰۰۰۰ تیس لاکھہ	۰	۰	آزاد افغان و بلوچی جو حاجیان ہندوستان و فارس مین شامل ہین -
۱۷۵۰۰۰۰۰ ساڑہے سترہ کرور	اسلام مردم شماری ۹۳۲۵۰	۰	مجموعہ حاجیان جو عرفات پر ہوتے ہین

ضرور ہے کہ ان مجموعی اعداد کی توضیح کیجاے تاکہ مجموعی حالت اسلام پر سرسری نگاہ مین انکا پورا فائدہ مترتب ہو - جہان تک ممکن ہے مین اونکی توضیح اُسی ترتیب کے ساتھہ کرونگا جو اُنکے قائم کرنے مین ملحوظ رکھی گئی ہے لیکن بغرض تسہیل مزید انکو بلحاظ اُنکے مختلف طرق وملل کے جماعتون پر شامل کرونگا کیونکہ یہہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کی ابتدائی نظم وترکیب مین یہہ مقصود تہا کہ پولیٹکل (ملکداری) اور مذہبی اعتبار سے وہ ایک ہی مجموعہ ہو لیکن اب اسلام نہ صرف بہت سی قومون پر بلکہ بہت سے طریقون پر منقسم ہوگیا ہے - لیکن بعض اصلی باتون پر سب کے سب یکسان یقین رکھتے ہین اور سب کے سب

مکہ معظمہ کا حج کرتے ہین اور وہان اپنی مشترک سرزمین پر ملتے ہین اور حج کو جو بڑی وقعت ہے
اوسکا اصلی باعث یہی پچھلا امر ہے - اصلی عقاید جو تمام مسلمانون مین مشترک ہین یہہ ہین -
۱ ایک سچے خدای واحد پر جو خالق ہے اور جملہ اشیا کا مالک و منتظم ہے یقین کرنا ۲ آیندہ
زندگی مین جزا و سزا پر یقین رکھنا ۳ اس بات پر یقین رکھنا کہ بذریعہ وحی و الہام کے خدا نے
اپنی باتین پہلے حضرت آدمؑ پر ظاہر کین اور انکی تجدید کچھہ عرصہ کے بعد حضرت نوحؑ و حضرت ابراہیمؑ
و حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ پر ہوتی رہی اور آخر مین نہایت مکمل طور پر محمدؐ پر وہ باتین ظاہر ہوئین -
یہہ وحی صرف اصولی و خیالی باتونکی نہین ہے بلکہ عملی باتونکی - اسکو دعویٰ ہے کہ اسنے زندگی
کے قواعد کلیہ سکہاے ہین جو تمام انسانون سے بلحاظ ملکداری اور وضع قانون اسیطرح متعلق ہین
جسطرح بلحاظ عقائد و اخلاق کی - یہی اسلام کہلاتا ہے ۴ یہہ یقین رکہنا کہ قرآن مجید خدا کا خاص
اور خالص کلام ہے اور اسکی تعبیر بمدد وحی و الہام رسول و اصحاب رسول نے کی ہے اور جو
حدیثون مین محفوظ ہے - اس سبکا ماحصل مشہور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے جو ہر گروہ
اسلامیہ کے عقیدہ مشترک کی بنیاد ہے اور اسیطرح صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ و حج چار اعمال مذہبی
بہی سب مین مشترک ہین جنکا حکم خود قرآن مین موجود ہے - لیکن دیگر امور مین جو عقائد اور
اعمال دونون سے متعلق ہین اُن لوگون مین بڑا اختلاف ہے ایسا بڑا اختلاف کہ اونکے
فرقہ صرف ایک دوسرے سے جدا او رممیز ہی نہین ہین بلکہ بالضرور ایک دوسرے کے مخالف
خیال کئے جائینگے لیکن تاہم اسبات کو تسلیم کرنا چاہیے کہ اونکے مذاہب باہم اسطرح قطعی
بے میل نہین ہین جیسا کہ عیسائی فرقون کا حال ہے کیونکہ ہر فرقہ دوسرے فرقون کو صاف
صاف حدود اسلام مین داخل تسلیم کرتا ہے اور موقع پر وہ لوگ ایک دوسرے کی مسجد و نہین

۱ اسلام کو -

نماز پڑھتے ہین اور وقت حج و زیارت کے ایک ہی درگاہون پر سر جھکاتے ہین - وہ لوگ ایک دوسرے کی خطاؤن کو قطعی سزاوار جہنم کرنے والی بھی نہین کہتے البتہ وہابی لوگ میری دانست مین اس سے مستثنیٰ ہین اور دوسرے مسلمانون پر شرک اور بت پرستی کا الزام لگاتے ہین - مردم شماری چار بڑی فرقوکی تخمیناً حسب ذیل ہے -

۱	اہل سنت وجماعت	۱۴۵۰۰۰۰۰	چودہ کروڑ پچاس لاکھ
۲	شیعیان علی	۱۵۰۰۰۰۰	ایک کروڑ پچاس لاکھ
۳	عباسیہ	۷۰۰۰۰۰	ستر لاکھ
۴	وہابی	۸۰۰۰۰۰	اسی لاکھ

اہل سنت وجماعت یعنے اہل طریق کا فرقہ بیشک ان سب مین زیادہ اہم اور عظیم ہے اونکو دوسرے فرقون سے وہی نسبت ہے جو کیتھلک چرچ کو دیگر مختلف عیسائی فرقون سے ہے اور صرف وہی لوگ اس مسلسل پولیٹکل و مذہبی اہل حدیث جماعت کی قائم مقام ہونے کا دعوے کر سکتے ہین جو ایک زندہ چرچ (معبد) کی علامت ہے - اصول مسلمہ مذکورہ بالا کی علاوہ سنیونکی عقیدہ مین بعد پیغمبر خدا اور اُنکے اصحاب کے اور بھی معتبر ذریعہ تبلیغ احادیث کے موجود ہین جو کچھہ کم مستند نہین ہین - خلفائی اربعہ کے اقوال کو جو پہلی صدی اسلامیہ مین جمع کیے گئے تھے اہل سنت وجماعت الہامی اور ناقابل اعتراض سمجھتے ہین اور اسی طرح ایک حد تک اون چار بڑے بڑے ائمہ اسلام یعنے امام ابوحنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام حنبل کی کتابونکو خیال کرتے ہین - اُنکے بعد فتوونکا درجہ ہے یعنی نامور و متبحر علما کے فیصلونکا جو آج تک صادر ہوتے ہین - گویا باعتبار مستند ہونے کے ان فتوونکا درجہ بہت کم ہے - وہ مجموعہ ہدایات و تعلیم جو ان ذریعون سے مرتب ہوا ہے شرعیت اور ٹرکی مین شرعیت شریفہ کہا تا ہے

اور وہی اسلام کا مذہبی قانون ہے۔ خلاف اس قانون کے رائے دینا ناجائز ہے۔ اور ائمہ موصوف کو ہم عیسائی گرجاؤن کے پادریون سے تشبیہ دیتے ہیں۔ سنیونکا یہہ بھی ایک غیر اختلافی مسئلہ ہے کہ وہ لوگ نہ صرف ایک مذہبی بلکہ پولیٹکل جماعت بھی ہیں اور پیغمبر کی دنیاوی طاقت کا ایک زندہ قائم مقام خلیفہ کے وجود میں اونکی جماعت میں موجود ہے گو اس باب میں بڑا اختلاف رہے ہے کہ زمانہ سابق میں صحیح سلسلہ قائم مقامی کا کیا تھا اور زمانہ حال میں منصب اور لقب خلافت کا استحقاق جائز کس کو پہونچتا ہے۔ لیکن یہہ ایک بڑی پیچیدہ اور اہم بحث ہی اور اسمقام پر میں اُس سے علیحدہ رہتا ہون۔ پس سنی لوگ ایک عالمانہ اور عاملانہ جماعت ہیں اور بمقابلہ ہر سہ دیگر فریقون کی مجموعہ کی اسقدر زیادہ ہیں جیسا ساڑھے چار بمقابلہ ایک کے لہذا انکو ایک عمدہ حق حاصل ہے کہ دوسرونکو اہل عقاید باطلہ قرار دین۔ لیکن سنیونکی نسبت بھی ہرگز یہہ نہ سمجھنا چاہیے کہ کامل و قطعی طور پر وہ باہم متفق الرائے ہیں اسلام کی شرعی راہ پختہ سڑک نہیں ہے جیسا کہ عیسائیونکا کیتھلک چرچ اب ہوگیا ہے بلکہ منازل حج کیطرح وہ بھی پیچ در پیچ ہے الگ الگ ڈھری بنی ہوئی ہیں کوئی نزدیک ہے کوئی ایسی دور ہی یا پیچیدگی میں ہے کہ اوروں کی نگاہ سے صاف غائب ہے۔ یہہ سچ ہے کہ وہ سب ایک سمت کو روان ہیں اور جہان کہین سخت زمینوں میں کوئی سلسلہ کوہ حائل ہوگیا ہے یا جہان کوئی تنگ گھاٹی واقع ہوگئی ہے وہ لوگ ملجاتی ہیں لیکن عام طور پر ہر گروہ نے اپنی نسل یا مزاج کی خاصیت کے اثر سے اپنی اپنی راہ اختیار کی ہے۔ اونکا کوئی مشترک مستند مفتی دنیا میں نہیں ہے جسکو سب کے سب بالاتفاق لقب پر خوشی دیتے ہون نہ اُن میں کوئی ایسا عہدہ یا منصب ہے جسکو ذرا بھی مشابہت پوپ کے مسلمہ منصب سے دیجاسکے۔ اکثر مسلمانون کی ہر قوم اپنا اپنا مذہب رکھتی ہے جو خود اُسی قوم کے علما سے مرکب ہوتا ہے اور خود

اُسی کا مفتی اعظم یا شیخ الاسلام اوسکا سرگروہ ہوتا ہے اور یہہ لوگ بیرونی دباؤ سے بالکل آزاد
ہوتے ہین ۔ اگرچہ وہ لوگ کبھی ملتے بہی ہین تو مکہ مین لیکن مکہ مین بہی کوئی جماعت تعلیمی نہین ہے اور
اور نہ کوئی ایسا مفتی ہے جو سبکا مرکز و مرجع ہو اور اگرچہ کبھی کبھی وہان یا قسطنطنیہ یا قاہرہ مین
استفتا بہیجے جاتے ہین لیکن جو فتوے دئے جاتے ہین اونکی کامل و قطعی پابندی اوس سرزمین کے
مسلمانون پر فرض نہین ہو جاتی ۔ علاوہ ان قومی امتیازات کے ان مین تین مسلمہ مذاہب فقہا
کے ہین جنہون نے اتحاد شرعی کو تقسیم کردیا ہے اور اگرچہ باعتبار بنیاد خیال کے مخالف یکدیگر
نہین ہین لیکن بحقیقت مین انہون نے مذہبی خیال کی تین جداگانہ راہین بنادی ہین ۔
مصنفان یورپ مین ان مذاہب کو بلفظ (سکٹ) گروہ یا فرقہ کے موسوم کرتے ہین ۔
لیکن بلاشک لفظ سکٹ غیر صحیح ہے کیونکہ جو فرق ان ہر سہ مذاہب کے مسائل مین ہے وہ
بہ نسبت اُس فرق کے زیادہ صاف و نمایان نہین ہے جو خود ہمارے چرچ (گرجا) کے فریقون
ہائی (بلند) (لو) پست اور (براڈ) وسیع - مین ہے بیشک ان تین اقسام مسائل چرچ
انگلستان و ان تین مذاہب شرع اسلامیہ مین ایک عجیب مشابہت نکلتی ہے - یہہ تین مذہب
حسب ذیل ہین حنفی - مالکی - شافعی - ایک چوتہا مذہب حنبلی بہی حسب معمول اضافہ کیا جاتا ہے
لیکن[۱] زمانہ موجودہ مین اسکے پیرو اسقدر کم ہین کہ ہمکو اُسکی نسبت لکہنا کچھ ضرور نہین معلوم ہوتا -
حنفی مذہب عالی طبقہ والونکا مذہب کہا جاسکتا ہے اور اگر اسلام کی نسبت مصطلحات عیسائی
کا استعمال ہوسکتا ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ مذہب کو رچرچ (گرجا) اور اسٹیٹ (سلطنت) کا ہائی
(بلند) اور ڈرائی (خشک) فریق ہے مین یقین کرتا ہون کہ نسل عثمانیہ جو فرمانروائے شمال مین
اور اسکے قرابتدار جنہون نے وسط اور جنوبی ایشیا مین طرح سلطنت ڈالی بلا استثنا اسی مذہب کے پیرو ہین

[۱] مذہب حنبلی اب زیادہ تر صرف مدینہ اور قسیم واقع وسط عرب مین محدود ہے - من مصنف -

اہل عہدہ و منصب بہی دنیا کے کثیر حصہ مین حنفی ہین جن مین وزارت مصر و تریپولی و ٹیونس اور ظاہرا اکثر ہندوستانی روسا کے دربار شامل ہین - غالبًا بہ نسبت وجوہ ہونے کے زیادہ تر یہہ امر اوسکا نتیجہ ہے کہ یہہ مذہب جملہ مذاہب سے زیادہ کانسرویٹو ہے اور کانسرویٹو پورے معنون مین ہے یعنی "ہر بات کو ٹہیک اُسی طور پر رہنے دینا جیسی کہ وہ ہے" علمائے ترک نے ہمیشہ اس بات پر سخت اصرار کیا ہے کہ اجتہاد یعنی نئے مسائل کا اخذ کرنا قطعًا مسدود ہو گیا ہے اور موجودہ مجموعہ قانون مذہبی مین کچہہ بہی کمی یا بیشی نہین ہوسکتی اور کوئی مجتہد یا مفتی اسلام ایسا نہین ہوسکتا جو اُس قانون کو زمانہ حال کی زندگی کے موافق کرے - لیکن ہرگاہ رایون کے قائم کرنے مین اسقدر ضد اور سختی ہے باعتبار عمل کے مذہب حنفی نہایت ڈہیلا ہو گیا ہے -
اُسکی اخلاقی تعلیم کی نسبت کہا جاتا ہے اور میری دانست مین بہی صحیح ہے کہ وہ زیادہ تر اوسکے خاص موئدون کے مذاق کی موافق موضوع ہے - اسکے دشمن اس پر یہہ الزام لگاتے ہین کہ اِسنے اُن اخلاقی برائیون کو جو عام طور پر ترکون مین ہین برداشت کر لینا منظور کر لیا ہے - یعنی مشروبات منشی کا استعمال ورحد اعتدال سے زیادہ حرم سرا مین عورتین لانا اور اس سے بہی زیادہ بداعمالیان - فی الواقع مذہب حنفی (افیشل) سرکاری یا باضابطہ مذہب ترکان عثمانیہ کے شرع کا ہے - اس مین گروہ کثیر اُن لوگونکا شامل ہے جو آج کے دن قسطنطنیہ کے مذہبی و روحانی افسری کی ادعا کی تائید کرتی ہین - پس ہمارے نقشہ مین جو مد حجاج عثمانیہ کی ہے وہ زیادہ تر اسی مذہب کے لوگون سے مرکب ہے - لیکن یہ ہرگز نہ خیال کرنا چاہئے کہ آٹہہ ہزار یا پانچسو حجاج کی جماعت یا وہ دو کروڑ بیس لاکہہ آبادی جسمین سے وہ آتے ہین صرف ترکون سے مرکب ہے اصلی ترک عثمانیہ تو غالبًا شاذ و نادر ہے مکہ مین آتے ہین اور یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کُل ترکون کی مردم شماری یوروپ اور ایشیا مین چالیس لاکہہ سے زیادہ ہے - حاجیون مین

اونکا شامل ہوتا کوئی متعجب خیز امر نہین ہے بلکہ وجوہ معقول موجود ہین۔ ٹرکی مین صحیح و توانا نوجوان لوگ جو اصلی اور ابتدائی جزو حج کی ہو سکتی ہین فوجی خدمت کے لیئے دوسرے کامون سے علیحدہ کر لیئے جاتے ہین اور ان مین سے شاید ہی اب کوئی شخص کعبہ کا سفر کرتا ہو بجز اسکے کہ سلطانی وردی مین جائے۔ مالدار تاجر جو دوسری سرزمینون مین حج کے جزو ثانی ہوتی ہین ترکون مین قریبًا کالعدم ہین اونکا وجود ہی نہین ہے۔ اب رہے عہدہ دار لوگ کہ سلطنت مین وہی ایک فرقہ آسودہ حال لوگونکا ہے سو اونکو نہ تو فرصت ہے نہ اونکو یہ خواہش ہوتی ہے کہ اپنی دنیاداری کے کاٹھ باندہ اور ساز و رخت سے علیحدہ ہون علاوہ برین ترکان ذی عہدہ کی شائستگی اب ایسی نہین رہی کہ وہ حج کی واقعی سختیون کی اٹہانے پر جلدی سے آمادہ ہو جائین۔ اگرچہ بحر قلزم کے دخانی جہازون نے سفر کی دقتین کم کر دی ہین تاہم حج کرنا کچھہ کھیل نہین ہے۔ اور جدہ مین قدم رکھتے ہی تمام باتین وہی نظر آتی ہین جو سو برس پیشتر تہین حالانکہ ترک لوگ بدل گئے ہین اور بیشک لباس اور آسایش کے خیالات جدیدہ کے ساتھہ ترک معذور رکھے جا سکتے ہین اگر وہ جامۂ احرام کی برہنگی اور آفتاب خط استوا کے نیچے کھلے سر کوہ عرفات پر چلنے سے جان بچائین۔ علاوہ برین مدینہ (منورہ) پہونچنے کے لئے پھر بہی تین سو میل خشکی کا سفر کرنا ہوتا ہے اور بعض کو زیادہ تر سختی اس مین معلوم ہوگی کہ بعد ازان حجاز کے مضر صحت بندرگاہون مین مقیم و منتظر رہنا پڑیگا۔ کہیں ترکی عہدہ دارون نے مذہبی پیرایون کو غیر ضروری قرار دینا بہی ایسا سیکھہ لیا ہے کہ اس محل مین اونکو عذر پیدا کر دینا کچھہ مشکل نہین ہوتا۔ حج عثمانیہ بہ نسبت اصل ترکون کی زیادہ تر کردون اور شامیون اور اہل البانیا اور اہل سرکیشیا اور لازیون اور تاتاریان روس و ریاست خوانین وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے اور جو آستانہ کے ہین وہ باعتبار اپنے علم یا عمل کی کچھہ مقدس و ممتاز نہین ہوتے۔ قسطنطنیہ کی اسکول سینٹ صوفیہ کے نامور

جو بطور مذہبی دار العلم کے بہتی مدت ہوئی کہ وہ جاری رہی اور یہہ بات معلوم ہے کہ اوسکی
علما بہ نسبت اسکے کہ کسی اور علم کی طرف متوجہ ہون زیادہ تر عواطف دربار سلطانی کی خواہش
وجستجو مین مشغول رہتے ہین حقیقت مین یہہ بات اتنی بڑھ گئی ہے کہ سچے طالبان علم اکثر بخارا
کی سکونت کو بلکہ ایران کی مدرسہ ہاے عقائد غیر مسلمہ کو ترجیح دیتے ہین اور اونکو زیادہ
تر اصلی راہ تحصیل علم کی سمجھتے ہین - آجکے دن ٹرکی یہہ دعوی نہین کر سکتے کہ اُس مین کچھہ
زیادہ نامور علماے مذہبی ہین اور آزاد خیال لوگونکا اوبھی کم دعوی کر سکتی ہے - اہل مصر
کا حج کہین زیادہ پر رونق ہوتا ہے - اہل قاہرہ جو عربی زبان بولتے ہین ان مقدس شہرون
مین بہ نسبت کسی باشندہ بلاد شمالی کے زیادہ تر بے تکلف اور مطمئن ہوتے ہین حجاز کی زمین
قریب قریب ونہین کی زمین ہوتی ہین ور وہان کی آب وہوا اونکی آب وہوا سے زیادہ
تر سخت نہین ہوتی - قاہرہ یہہ لاف زنی بھی کر سکتا ہے کہ بہ نسبت قسطنطنیہ کے ہمارا پولیٹکل
تعلق مکہ کے ساتھہ قدیم ہے - کیونکہ بارھوین صدی مین سلاطین مصر مقدس مقامات کے حامی
تہے بلکہ فتوحات عثمانیہ کے بعد بھی عرب مین خلیفہ کی حکومت مین خلیفہ کا قائم مقام مقیم قاہرہ
بلا انقطاع دست اندازی کرتا رہا ہے ١٨٤٠ء تک مکہ مین یہی حال رہا اور صرف نہر سویز کے
کہلنے کے زمانہ سے حقیقت مین قسطنطینیہ نے بلا وساطت اور براہ راست انتظام کرنے کا
قصد کیا ہے - اب تک وزراے مصر سلطان کے ساتھہ اس امتیاز مین شریک ہین کہ وہ بھی
ہر سال ایک محمل معہ غلاف خانہ کعبہ کے بہیجا کرتے ہین - علاوہ برین قاہرہ کی مسجد اظہر ایک بڑی
دار العلم عربی بولنے والی نسلون کی ہے اور وہان کے علما تمام اسلام مین سب سے زیادہ
نامور وممتاز ہین - لہذا مسلمانون کی مستند رایونکی مجموعہ مین مصریونکی راے کا زور ایک بڑا
اہم اور قوی جزو ہے - یہہ سچ ہے کہ خدیو سابق نے اپنی نا راستیون سے اور یورپ کے ساتھہ بیجا عجز و

قوت مذکورہ بالا کو بہت کچھ گھٹا دیا اور اونکی دارالحکومت مین مصری حج کی شان پست ہو گئی لیکن محمد توفیق بے جو اگرچہ آزاد خیال لیکن ایک راست باز او سچے مسلمان ہین اپنے ملک کی وقعت و افسری کو پھر بہت کچھ مکہ مین قائم کر دیا ہے اور کچھ تعجب نہین کر زمانہ آئندہ مین مصر واقعی شاداب اور آسودہ حال ہو کر ایک دفعہ پھر اسلام کی میدان ملکداری (پالٹکس) مین علم پیشوائی بلند کرے ۔! لیکن اس باب مین مین بعد کو بحث کرونگا ۔ مسجد اظہر مین ہر سہ مذہب کی تعلیم ہوتی ہے اور اہل مصر بموجب انہی مختلف جماعتون کے ان پر منقسم ہین ۔ وائسراے (وزیر) اور فرمانروا النسل کے لوگ اور وہ لوگ جو نسل عثمانیہ سے ہین حنفی ہین اور سرکیشیا کے بے (ایک منصب و لقب ہے) بہی یہی مذہب رکہتے ہین ۔ شہر قاہرہ کے بڑے بڑے تاجرونکا اور عام خلقت کا مذہب شافعی ہے ۔ لیکن منصلات کے عوام الناس قریبا کل کی مالکی ہین ۔ دریاے نیل کی جانب مغرب کی قومین بہی مالکی ہین اور اسی عام اصول ابادی افریقہ کے پیرو ہین ۲ مذہب مالکی کے خیالات مذہب حنفی سے بہت مختلف ہین ۔

۱ یہ تحریر قبل وقوع مین آنے وقعات ماہ ستمبر گذشتہ کی لکہی گئی تہی اُن وقعات نے آزادی مصر مین ایک نئی حرکت پیدا کی ہر اگرچہ خدیو کے ہاتہ سے وہان کے مسلمانون کی عنان خیال جاتی رہی ۔

۲ یونیورسٹی (دار العلم) اظہر کی ہیئت کیب حسب ذیل ہے ۔ منجملہ پانچسو کی شیخ یا پروفیسرونکے دو سو شافعی ہین اور دو سو مالکی اور حنفی نوے اور پانچ حنبلی ۔ ان مین سے ہر ایک جماعت کا ایک شیخ الشیوخ ہے جسکو خود اس جماعت نے منتخب اور نامزد کیا ہے اور اوسکا فتوی اوس مذہب کے مسائل کی نسبت قطعی ہوتا ہے اسکے بذریعہ انتخاب کے ایک شیخ الاسلام بہی ہے جو عظیم مسائل مذہبی کو جنکا تعلق اور جسکی وقعت و ضرورت عام ہے فیصلہ کرتا ہے اور ایک مفتی اعظم منجانب گورنمنٹ مقرر ہے جو امور متعلقہ قانون پر فتوی دیتا ہے ۔ یہہ مفتی حنفی ہے اور اسوقت شیخ اسلام شافعی ہے کہ جو مذہب طالب العلمون کے کثیر گروہ کا ہے جو قریب پندرہ سو کے ہین ۔

اگر حنفی مذہب کے تشبیہ ہائی چرچ پارٹی سے دیگئی ہے تو مذہب مالکی کی تشبیہ لوچرچ پارٹی
سے بالضرور دیجائیگی - یہہ مذہب اپنے اصول مین نہایت ہی خالص و تیز و تند او رمہیب
اور اخلاقی مسائل مین نہایت سخت و مضبوط ہے اور جو لوگ اسکے پیرو ہین وہ نہایت ہی سرگرم
اور پکے مسلمان ہین - بہ نسبت اور مسلمانون کے ان مذہب والون سے وہ قدیمی خلوص
اور جوش اور حرارت مذہبی جو اصحاب رسولؐ مین ہتے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے اور اپنے
ہاتہہ کی تلوار کو وہ ہمیشہ سیف الہی بنائے رکہتے ہین - مالکیون مین ہر جگہہ ظاہری و باطنی زہد
وتقوی ہی پایا جاتا ہے - عبدالقادر سپاہی درویش اونکا نمونہ ہے - اور ایسے لوگ جو پشتہا
پشت سے مقدس ہین اُن مین کثرت سے ہین - مالکی لوگ خلاف نیچر باتون پر کامل عقیدہ
رکہتے ہین - واقعات آیندہ کے خواب دیکہا کرتے ہین اور معجزہ اور کرامت تو انکی نظر مین
روزمرہ کی باتین ہین - افریقہ کے عرب لوگ برخلاف اپنے بہائیون کے جو خاص عرب
مین ہین نماز اور روزہ کو اب تک ایک سخت فرض سمجہتے ہین اور کوئی جماعت مسلمانونکی
اون سے زیادہ بدل وجان ارکان حج کو نہیں ادا کرتے - الجیریس اور موراکو مین ایک
ذی مقدور نوجوان کو مسجد کا تعمیر کرنا ایک ایسی ہی معمولی بات ہے جسطرح گہوڑونکا ایک بڑا
گلہ رکہنا - ایسا کرنا اوسکو دنیا مین ڈراتا ہے اور عابدانہ زندگی گویا اوسکی فرض اور عہدداری
مین داخل ہے - اخلاقی مسائل مین جہان قرآن سخت ہے وہ بہی سخت ہے جہان قرآن نے
رعایت کی ہے وہ بہی رعایت کرتا ہے - شراب سے اسکو اکراہ ہے اور اکثر گوشت و تماکو سے
بہی وہ احتراز کرتا ہے - الغرض وہ لوگ قابل عزت ہین اور معزز ہین - لیکن اسلام مین جو کچہہ ریفارم
یعنے ترقی تہذیب کی تجویز وہ کرتے ہین وہ محض ایک اعادہ ہے اور ایسا نہین ہے کہ گروہ کثیر
مسلمانون کا اسکو بالکل قبول و پسند کر لی یا یہہ کہ وہ زمانہ حال کی سخت ضرورتونکی مطابق ہو - لیکن تا

ذہن مین آسکتی ہے کہ اگر اسلام کا کروٹ بدلنا مذہبی لڑائی کا پیرایہ اختیار کریگا تو افریقہ کی نسلین کہ وہ لڑائی مین آگے آگے رہین گے - ٹرپولی - ٹیونس - الجیرس اور موراکو مین سخت اور قوی نسلین لڑنے والی آدمیون کے ہین کہ جو آپ ہی یوروپ کو وقت مین ڈال سکتے ہین - پچاس برس کی حکومت سے ہنوز صحرائی فرنچ کو ہموار نہین کیا - ان مختلف ممالک سے جو لوگ حج کو جاتے ہین اونکا صحیح شمار نسبت ہر ملک کے دریافت کرنا مشکل ہے لیکن ظاہرا اہل الجیریا سب سے کم ہوتے ہین - اور اسکی وجہ وہ اُمور مانع ہین جو گورنمنٹ فرانس نے پیدا کر رکھے ہین - فرانس کی حکمت علی یہہ ہے کہ اپنے صوبہ کو بقیہ دنیای مسلمانان سے الگ تھلگ رکہین اور وہ گوشہ عزلت مین پڑا رہے - الجیریا کی حاجی کو قبل اسکے کہ وہ بعزم سفر جدہ جہاز پر سوار ہووے پاوے ایک ہزار فرانک داخل کرنا ہوتا ہے اور علاوہ اسکے اور بہی طرح طرح کے غیر ضروری ضوابط اوسکو برتنے پڑتے ہین - باایں ہمہ حاجیونکی ایک بڑی تعداد ہو جاتی ہے اور اونکی صدق اور سرگرمی مین کچہہ شبہ نہین ہوتا گو اعلی طبقہ کے لوگ حکام فرانس کی ناخوشی کے خیال سے کسیقدر علیحدہ رہتے ہین (یعنے حج کو نہین جاتے) - اہل مغرب کے حاجیون مین بڑا جزو مور لوگونکا ہے - مکہ معظمہ مین بلحاظ حمیت اور جرات مذہبی اور اُس کامل احتیاط کی جسکے ساتہہ وہ اپنی فرائض مذہبی کو بجالاتے ہین اُن لوگونکا بڑا نام اور بڑی نمود ہے - بنسبت اکثر مسلمانون کے مور لوگون مین تعلیم مذہبی کی سطح بہی بہت وسیع ہے - جب مین جدہ مین تہا تو مین نے ایک جوان عرب سے جو شنعینات واقع سینگال سے آیا تہا ملاقات پیدا کی - یہہ جوان بدوی تہا اور عالم تہا یعنی علم شرع مین ایک ایسا کافی اور عمدہ ذخیرہ معلومات کا اوسکو حاصل تہا کہ کئی مرتبہ میرے سامنے مذہبی مسائل اصولی و فروعی مین لوگ اوس سے رجوع لائے - مین اُس بدوی کی ایسی ذی علمی پر متعجب ہوا کیونکہ ظاہرا منجملہ عوام عرب کی وہ بہی ایک عرب تہا لیکن اُسنے مجھسے کہا کہ میری حالت

مستثنی نہین ہے بلکہ جنوبی مورا کو مین گروہ کثیر بدونکا قرآن مجید کو پڑہ سکتا ہے - مور لوگون کی شان اسلام مین اونہی بلند ہوئی لیکن ایک امر مین اونکو سنیونکی عام جماعت سے اختلاف ہے - یعنی وہ بلند حال کی خلافت کو تسلیم نہین کرتے اور اسوجہ سے ان سنیون سے جنہون نے دعوی عثمانیہ کو مان لیا ہے اس باب مین اونسے مخالفت ہے - لیکن بلحاظ تمام دیگر امور کے مور لوگ بہی ایسے ہی سنی ہین جیسے اور سب - مور اور (نگرو) حبشی مین ایک قدم کا فرق ہے وہ فرق نسل کا بلکہ غالبا جنس کا ہے - مورا کو کو سوڈان سے پولٹیکل اور مذہبی امور مین ایک تعلق قریبہ ہے اور ان صوبہ ہاے میڈیٹرنین[1] کی جو ساحل سپین کے محاذ مین واقع ہین آئیندہ جو کچہہ حالت ہو لیکن اس بات مین شبہ نہین ہوسکتا کہ مور لوگونکے طریقہ محمدیت کو وسط افریقہ مین مداومت ہوگی - مذہب اسلام کی شاخونکی پہیلاؤ کے لئے وہ موزون ترین مقامات سے ہے اور بیشک وہان دائرہ اسلام وسیع ہوتا رہے گا - مردم شماری کی صحیح نقشی اگر میسر آئے تو مجکو یقین ہے کہ اونسے گذشتہ صدی مین نگرو نسلون مین ایک عظیم ترقی مذہب اسلام کی ثابت ہوتی اور یہہ کچہہ تعجب کی بات نہین ہے - اسلام اپنے خزانہ سے حام[2] کی اولاد کے سامنے اسقدر نعمتین پیش کرسکتا ہے کہ یقینا اونکے دلونکو جیت لیتا ہے - کسی طریقہ عیسائیت یا یوروپین ترقی کو یہہ بات حاصل نہین ہوسکتی عیسائی واعظ آہستہ آہستہ افریقہ مین جاتا ہے وہ نگرو سے یہہ نہین کہتا کہ تم سچ مچ میری برادری مین داخل ہوجاؤ گے صرف عالم آخرت مین وہ اونکو اس بات کا امیدوار کرسکتا ہے - وہ جنکو اپنے مذہب مین داخل کیا چاہتا ہے اونکی طبیعت پر کسی فوری قدر و منزلت کا خیال دلا کر زور نہین ڈال سکتا - کون عیسائی واعظ ایسا ہے کہ نگرو عورت کو اپنی بی بی بنالے یا مساوی الدرجہ دوستونکی طرح نگرو کی ہمنشینی اختیار کرے - اونکے تعلقات باہمی زیادہ سے زیادہ

---

[1] بحر روم - [2] پسر نوح -

وہی رہتے ہین جو معلم کو متعلم سے آقا کو نوکر سے اور بڑے بوڑھونکو بچون سے ہوتی ہین -
لیکن ہوراکو سے جو مسلمان واعظ آتا ہے اُسکی حالت ہی کچھہ اور ہوتی ہے - وہ نگروسے کہتا ہے
آؤ اور میرے پہلو مین بیٹھو - اپنی لڑکی مجھے دو اور میری لڑکی تم لو - تمام انسان جو اسلام
کا کلمہ پڑھ لیتے ہین وہ دنیا اور آخرت دونون عالمون مین بھائی بھائی بن جاتے ہین -
مسلمان ہو جانے پر غلام بھی قدر و منزلت حاصل کر لیتا ہے اور اوسکو حق ہو جاتا ہے کہ تمام
انسانون کو جو مسلمان نہین ہین بلا لحاظ رنگ کے حقیر سمجھے - قرآن کا وعظ کہنے والے کے ہاتھہ
مین یہہ عجیب ثبوت ہے جسکا وار دنیا کی عملوک لنلون پر کبھی خالی نہین جاتا - پس وسط افریقہ
بھی اسلام کے حصہ مین آیا چاہتا ہے اور اُسکے لئے کچھہ بہت زمانہ درکار نہین ہے - دس ملین
یعنے ایک کرور مسلمانونکا شمار تو اسی وقت وہان بتایا جاتا ہے - مذہب شافعی جو منجملہ چار شرعی
گروہون کے تیسرا گروہ ہے باعتبار تعداد کے سب سے زیادہ پر رونق ہے اور بلحاظ اپنی خصائص
کے زیادہ تر قابلیت اس بات کی رکھتا ہے کہ اُن جھگڑون اور کشمکش مین جو اسلام کے مذاہب
مختلفہ مین قریب الوقوع ہین پڑکر بالآخر زندہ و سلامت رہے - مذہب شافعی کو ہم اپنے
برادر مسیح سے تشبیہہ دیکتے ہین لیکن اُسکا میلان الحاد کیطرف نہین ہے - شافعیونکا میلان خاطر
بہ نسبت اسکے کہ دائرہ دینیات تنگ و محدود کیا جاوے زیادہ تر اُسکے وسیع کرنے کی جانب ہے
حنفی اور مالکی بالاعلان پکار رہے ہین کہ سرچشمہ تحقیق بند ہو گیا اور تبدیلی ناممکن ہے لیکن
شافعی ایک نئے مجتہد کے تجسس کیطرف مائل ہین کہ جو اسلام مین اور دنیا کی حالت جدیدہ
مین میل اور موافقت پیدا کرا دے وہ لوگ یہہ دیکھہ رہے ہین کہ کوئی نہ کوئی غلطی اور برائی حالت
موجودہ مین ضرور چھپی ہوئی ہے کیونکہ باعتبار پولیٹیکل عظمت کے اسلام سرسبز و شاداب باقی نہ رہا
پس اونکی خواہش ہے کہ اسلام کو پھر ایکدفعہ دیکھین کہ قوت متفقہ اُس مین پیدا ہو گئی اور پھر نظم و ترتیب

سانچہ مین ڈہلکرا دسے ایک شان پیدا کی - گو بعض مسائل مسلمہ اپنی حالت پر باقی نہین - مین
جانتا ہون کہ خود شافعی لوگ ہی اس بات سے انکار کرینگے - کیونکہ کوئی مسلمان خوشی سے اس بات
کا اقرار نہ کریگا کہ وہ اپنے مذہب مین تبدیلی کا خواہان ہے - لیکن ہمین مطلق گفتگو نہین ہے کہ
کہ بنسبت دیگر اہل مذاہب کے شافعی مذہب والونمین اکثر اس قسم کے خیالات پائے جاتے ہین
درستی و تہذیب اخلاق کی خیالات نے ہی شافعیونمین جگہہ پائے ہے اور یہ بنسبت اورونکی وہ
زیادہ تر کہل کر اپنا شبہہ ظاہر کرتے ہین کہ خاندان عثمانیہ کی عیاشیون اور وحشیانہ خصلتون اور
تحقیر معدلت نے اسلام کو تباہ کیا ہے - اس باب مین عرب کا دستور اونکی خیال کی بنیاد ہے -
کیونکہ افریقہ کے اکثر عرب اگر کچہہ ہین تو شافعی ہین - بیشک یہہ مذہب بہ نسبت نفس پرست
دولتمندون کے زیادہ تر ایماندارونکا مذہب ہے یہودیون اور عیسائیون سے اس مذہب کا برتاو
زیادہ انسانیت کے ساتہہ ہے اسنے اُن سب کو ایک سچے خدا‌ے واحد کی پرستش مین
اپنا شریک سمجہا ہے - اور یہہ سمجہا ہے کہ دراصل وہی ایک اخلاقی قانون ہے جو مختلف زمانون
مین انسانون کو بتایا گیا ہے اور اچہائی اور برائی کے درمیان مین ایک نیچرل (طبعی) امتیاز
اوسی سے پیدا ہوتا ہے - شاید اس بیان مین مین نے کچہہ مبالغہ کیا ہو لیکن کچہہ شک نہین ہے
کہ کچہہ تو اسکا وجود ہے اور یہہ خیال نشو ونما پاتا جاتا ہے - مذہب شافعی کا بڑا زبردست
مقام قاہرہ ہے جہان شیخ اسلام ہمیشہ شافعی رہا ہے - لیکن ایشیا کا بہی مذہب مروجہ یہی ہے
جہان کہین محمدیت نے بذریعہ عرب واعظون کے گذر کیا ہے - ہندوستان مین ایک کثیر
حصہ مسلمانونکی آبادیکا مذہب شافعی کہتاہے خصوصاً حیدرآباد اور پریزیڈنسی بمبئی مین جہان
عرب کا جزو قوی تر ہے اگرچہ بڑی لوگونکا مذہب حنفی ہے جنکی بنیاد فتوحات مغلیہ نے قائم کی ہے
اور اکثر علما کا مذہب بہی حنفی ہے جو اپنے دینی تعلیم کو بخارا کے مدارس حنفیہ مین پورا کرتے ہین

اس صدی مین وہابیت نے بھی غربا اور فروتر درجہ کے لوگون مین بہت زور پکڑلیا ہے اور چند سال سے ایک ترکی واعظ کیقدر کامیابی کے ساتھہ وہابیون مین اپنا عمل کر رہا ہے - لیکن اس باب مین مین آیندہ بحث کرونگا - ہندوستان کل حج شمار مین زیادہ تر ہے اور سب سے بڑی بادی مندرجہ فہرست کا قائم مقام ہوتا ہے اور علاوہ برین سب سے زیادہ دولتمند ہے - ہندوستانکا مسلمان عرب کی آب وہوا سے بہ نسبت زیادہ شمال کے باشندونکے کم خوف رکھتا ہے اور بہت کم ایسے ہین کہ باوجود مقدرت کے کم سے کم ایک مرتبہ بھی اپنی زندگی مین حج نہ کرین - گورنمنٹ انگریزی توجہ کو روکتی ہے نہ اسکی رغبت وجرات دلاتی ہے اور یہین گذشتہ حال مین تو اوسنے حقیقت مین ایک قابل الزام بیخبری اُن رعایاے برٹش سے کی ہے جو سفر حج مین ہوتے ہین بہرکیف جدہ مین تو ہمیشہ مین نے سب کی یہی راے سنی اور اکثر واقعات حال سے ظاہرا یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کیقدر زیادہ خبرگیری مناسب ہے - مجکو افسوس ہے کہ وہ قصہ جو سال بہر کچہہ زیادہ ہوا ہمارے اخبارون نے چہاپا تہا یعنی ایک انگریزی کپتان بحر قلزم مین حاجیون کے ایک جہاز کو چھوڑکر چلدیا تہا صحیح ہے - مین نے اس واقعہ کے تمام حالات سنے جن سے الزام کی سختی زیادہ ہوتی ہے - کپتان نے خوف زدہ ہوکر بلا کسی واقعی اور معقول وجہ کے جہاز کو چھوڑدیا اور اسکا نوجوان بہتیجہ اگر عمدہ طرز عمل نہ اختیار کرتا تو کچہہ شبہہ نہین کہ جہاز تباہ ہوجاتا - اُسنے اپنے بہتیجے کو بہی الگ جانے کا حکم دیا تہا لیکن اُسنے براہ انسانیت اس حکم کو نہ مانا - مین جدہ ہی مین تہا جب خبر پہونچی کہ ایک انگریزی عدالت نے اس کپتان کی تمام کردار کی صرف یہہ سزا دی کہ اسکو دو سال کے لیے معطل کردیا - اور اس خبر نے اہل جدہ کو بہت ناخوش کیا - علاوہ برین سال گذشتہ مین حجاز مین حاجیان ہند کے ساتہہ بہت درشت برتاو حکام مقام کی جانب سے ہوا صرف اس وجہ سے کہ وہ حاجی برٹش رعایا تہے اور پہر اُسکے نہ کچہہ داد نہ فریاد - بہرکیف مینے تو شہر مین یہی بات چیت سنی - اسکی اصلیت جو کچہہ ہو لیکن بیشک مجکو اس بات پر تعجب

ہوتا ہی کہ ہندیون کے حج کا سا معاملہ عظیم اس طرح کیون محض اتفاقات کے ہاتھہ مین چھوڑ دیا گیا
ہی اہل ڈچ نے اپنے جاوہ کے حاجیون کے انتظام کو جسکا درجہ باعتبار شمار کے ہماری فہرست
مین صرف ہندوستان کے بعد ہی اسطرح پر نہین چھوڑ دیا۔ اونکی حکمت عملی خوب محدود ہی اور بلحاظ
نتائج کے معقول معلوم ہوتی ہی۔ اونکا یہ قول ہی کہ اس سے زیادہ بہتر کوئی بات نہین ہی
کہ مسلمان کو مکہ کا سفر کرآنی دین تاکہ اوسپر اصل حال کھل جائے۔ وہ کہتے ہین کہ سفر حج سے واپس
اگر شاید کوئی حاجی جاوہ مین اپنی نسبت کی شکایت کرے کہ مین ایک عیسائی سلطنت کا رعایا ہون
قطع نظر اوس افسردگی کے جو سب حاجیون کو ہوتی ہوگی جو اونگون کے ساتھہ آتے ہین لیکن اپنے
مقدس سرزمینون مین دنیا کے دوسری زمینون سے کوئی حاجت میسر نہین پاتے۔ زائر مکہ
یقیناً مسلسل خطرات اور پریشانیون کا سامنا کرنا پڑتا ہی اور اونکو خواہ مخواہ وہ مسلمان سلطنت کی
بدنظمی کا نتیجہ تسلیم کرتا ہی۔ جو نہین کہ اوس نے مقدس ساحل پر قدم رکھا مصائب نے اوسکو
گھیر لیا۔ افسران ترک اوسکو مونڈ لیتے ہین۔ قصبات کے مذہبی سائل اوسکو دیوانہ بنا دیتے
ہین اور کبھی کبھی بالکل کھلا قزاق لوگ اوسکو لوٹ لیتے ہین۔ مذہبی حکومت مقامی اوسکی کچھہ فریاد رسی
نہین کرسکتی اور ترکی محافظان امن جنہون نے اپنی دانست مین اپنے تئین حاکم بنا رکھا ہی صرف
محصولون کے ادا کرنے کا تقاضا کرنے مین مرد ہین۔ ہر قدم پر وہ بیچارہ لوٹا جاتا ہی اوسکو
دھوکا دیا جاتا ہی اور اوس سے بدسلوکی ہوتی ہی۔ بجاے ایک ایماندار عابد کے۔ حجازی
مجاوران درگاہ اوسکو زیادہ تر ایک چالاک دنیادار نظر آتے ہین اور بالآخر وہ شخص سفر کعبہ
سے زیادہ غمگین ہوکر اور بہ قول اہل ڈچ زیادہ عقلمند ہوکر پھرتا ہی مین یہ نہین کہتا کہ ڈچ لوگون
کے یہ اقوال صحیح ہین لیکن اونکا عمل اسی اصول پر ہی اور وہ اوسکی کامیابی پر نازان ہین۔ ہم
لوگون نے ہندوستان مین نہایت بے پروائی سے ان تمام باتون کو اتفاقات پر چھوڑ

دیا ہی لیکن تاہم اتنکے جمع مین ہندوستان کا اول درجہ ہی اور بلحاظ جمیع حالات کے سرزمین
ہند ایک اعظم ترین مقامات مین سے ہی جہان دین محمدی موجود ہی - اپنی عظمت و شوکت کے
زمانہ مین شہنشاہی مغلیہ بھی سلطنت اسلامیہ سے دوسرے درجہ پر تھی اور اگرچہ پولٹیکل
قوت معرض التوا مین ہی لیکن مذہب کو یہان کسی طرح انحطاط نہین ہی غالبا اسوقت ہندوستان
کو نسبت اور کسی ملک کے مکہ سے قریب تر تعلق ہی اور وہان سے اکثر لوگ مکہ کو بطور آئندہ
سرزمین اسلام کے دیکھ رہی ہین اور بلا شبہہ بھروسہ کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہی کہ بہ نسبت
اور کسی امر کے زیادہ تر ہندوستان ہی کی صورت معاملات پر تصفیہ اسکا منحصر ہوگا کہ
عین مابعد نسل موجودہ اور نسل آئندہ کے اسلام کی قسمت مین کیا ہی - اسلام کی مجموعی کیفیت
مین اگرچہ اہل ملایا کی حالت کچھہ بلند نہین ہی لیکن وہ لوگ بلحاظ اپنی کثرت اعداد اور کاروبار
تاجرانہ کے اور ایک یورپین کی نگاہ مین سب سے زیادہ بلحاظ اس امر کے کہ اونمین کا ایک
کثیر گروہ رعایای ڈچ مین سے ہی اہم ہین - اگر ہسٹری سے آئندہ کے لیے کوئی سبق حاصل
ہوسکتا ہی تو وہ یہ ہی کہ چند سالون مین ہالنڈ کی قسمت جرمنی کے ساتھہ شامل ہوجائیگی
اور یہی حال اوسکی ریاستہای متعلقہ کا بھی ہوگا - مین اس امر کی نسبت کچھہ زیادہ نہ لکھونگا
لیکن اوس سے بیشک خیالات پیدا ہوتے ہین اور اس لائق ہی کہ اونپر نہایت الوسع توجہ کیجاتی
اسوقت اہل ملایا اور زائرون سے درگاہون پر گویا الگ تھلگ بستے ہین - اونکو دنیات
مین یا کسی خاص مذہبی حالت مین کچھہ دعوے نہین ہی اور حاجیون مین اونکی کچھہ زیادہ
وقعت نہین ہی - لیکن زمانہ آئندہ مین اونکی حالت دھندلی نظر آتی ہی اور اوسکو حقیر سمجھنا
یا عظیم سمجھنا یکسان آسان ہی - چونکہ ابتداءً اہل عرب اونکو مذہب اسلام مین لائے ہین
اور کسیقدر وہ لوگ اہل عرب کی اولاد مین بھی ہین لہذا مجکو جہان تک علم ہی وہ لوگ مذہب

شافعی کے پیرو ہین اور اونکا میلان طبع بہ نسبت تنگ و محدود راہون کے اسلام کے وسیع و فراخ طریقون کی جانب ہی - جدہ مین ڈچ کا جو کانسل ایجنٹ ہی اوسکے دفتر کی روسے اہل ملایا کا شمار ۳۰ ملین (۳ کروڑ) ہی اور اونکی تعداد جاوا مین اور ملایا کے دیگر جزائر مین بہت جلد بڑہتی جاتی ہی - اب ایک اور رہا ہی یعنی اہل چین - اونمین سے بعض کو مین نے گلیون مین دیکھا اور آنکے حالات دریافت کیے - لیکن مجکو ٹھیک ٹھیک اطلاع حاصل نہ ہوئی - اونکا تخمینہ ۲۰ ملین سے ۵۰ ملین تک میرے سامنے کیا گیا لیکن اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ وہ بڑی کثیر التعداد ہین - کہا جاتا ہی کہ دوسری صدی اسلامیہ مین ان لوگون نے اپنے تئین چین مین قائم کیا اور اونکے واعظ نسل عرب کے لوگ تھے یہ لوگ گروہ گروہ تمام چین مین پھیلے ہوئے ہین لیکن زیادہ تر اندرونی چین مین یعنی ساحل سے علیحدہ ہین - اور اپنے مذہب کا پورا برتاو کرسکتے ہین کیونکہ اونکی ایک ایسی جماعت متحدہ ہی جو معزز ہی اور خود اپنی عزت کراتی ہی یہان تک کہ یہ لوگ جو وہان اہل قیامت کہلاتے ہین سلطنت کے اعلی مناصب پر مامور ہین - لیکن یہ بات صاف ظاہر ہی کہ زمانہ حال کے اسلام سے اونکو نہایت ہی کم تعلق ہی کیونکہ صرف بعض سنین گذشتہ مین اون مین کے بعض نے حج کیا اور مین نے جو اونکو اپنی فہرست مین سنیون اور شافعیون مین شمار کیا ہی اسکی یہ وجہ ہی کہ اور کوئی مداونکے لیے نہین ملی - بمقابلہ عالم اسلامیہ کے اونکی حالت غالبًا ایسی ہی متصور ہوسکتی ہی جو حالت عیسائیت مین باعتبار علیحدہ ہونے کے ابیسینین چرچ کی ہی - لیکن تاہم یہ لوگ بھی ایک دن اپنی ہستی دکھا سکتے ہین کیونکہ چین مردہ قوم نہین ہی صرف سو رہی ہی -
اس مقام پر اسلام کے متشرع گروہون کی جانچ پڑتال ختم ہوتی ہی اب صرف معتزلہ یعنی جدا شدہ فرقہ

یونان اور کاشغر مین مسلمانون کے بلوہ کو چینیون نے نہایت تندی اور سختی سے فرو کیا لہذا بالفعل عارضی طور پر مسلمانون کی مردم شماری وہان کم ہوگئی ہی لیکن بوجوہ معقول یقین پیدا ہوتا ہی کہ مسلمان لوگ اوس سلطنت مین ترقی کرتے جاتے ہین

باقی رنگمی - ان مین بلا اختلاف سب سے زیادہ ممیز شیعیان علی ہین جو اپنی بنیاد مین اوسی بروز سے قائم کرتے ہین جبکہ پیغمبر ص نے وفات پائی اور یہ محرومی حضرت علی حضرت ابو بکر بتخت خلافت کے لئے منتخب ہوے - مین اسجگہہ اس پرانے جھگڑے کی بحثون مین نہین ورآیا چاہتا صرف اسقدر کہتا ہون کہ یہہ جھگڑا ہنوز قائم ہے اگرچہ ایک مدت ہو چکی کہ شیعہ و سنی مین اختلاف کی بنیادین سوا اس جھگڑے کے اور بہی قائم ہوگئین ہین - اسکی ابتدا صرف ایک پولیٹیکل (مصالح ملکداری) اختلاف سے ہوئی ہتی لیکن اب توشیعونکا گروہ مذہب متفقہ سے بالکل ہی جدا ہے اور شرع کے شارع عام سے کہین دور جا پڑا ہے اونکے بڑے بڑے جھگڑے اہل سنت و جماعت سے مسائل ذیل مین ہین - اولاً خلافت اور ہر قسم کی مذہبی حکومت مستند کو فسخ کرنا - دوسرے اُمور مذہبی مین علما مین باعتبار اُنکی ذات خاص کے آزادی سے فتوی دینا کا حق تسلیم کرنا تیسرے ایک عام میلان خاطر ایسی وہمی باتون پر یقین کرلینے کی جانب جنکا جواز قرآن یا صحابہ کی تحریری اقوال سے (احادیث) نہین ہے - اُنکا یہہ عقیدہ ہے (اور موحدین اہل سنت و جماعت مین اور اونمین یہہ بڑا اختلافی مسئلہ ہے) کہ باریتعالی کی بارہ صفتین بارہ امامون کی ذات مین ظاہر ہوئی ہین جن مین کے آخر مسیحا یا مہدی ہین - ان مسائل کو سنجیو مذہب شیعہ پیش کرتا ہے اور متشرع لوگ اوسکو نہین مانتے لیکن یہہ فروعی اُمور ہین اور خاص و ضروری اجزاے تشیع مین داخل نہین ہین - بلاشبہ اہل ایران کی طبیعت پر یہہ مسائل غالب ہین کیونکہ اونکی طبیعت ہی اوہام پر اور یقین کرلینے پر خوب آمادہ رہتی ہے اور تشیع کو وہان ہمیشہ استحکام رہا ہے - ایک شیعہ نے جو حالات یوروپ سے خوب واقف تہا مجہہ سے بیان کیا کہ شیعیان علی کا مذہبی انتظام پرسبیٹیرین چرچ اسکاٹلنڈ کی مشابہ ہے یعنی اُس مذہب مین کوئی دنیاوی یا روحانی یا دینی افسر تسلیم نہین کیا جاتا اور ہر

جماعت برائے خود اپنے لئے ایک جداگانہ سند ہے - ایران مین مثل شیخ الاسلام یا مفتی اعظم کے
کوئی عہدہ نہین ہے نہ بادشاہ کو خلافت یا امامت کا ادعا ہے - ہر شیعہ عالم کربلا یا اصفہان سے
سند حاصل کرکے مسائل شرعیہ کی نسبت اپنی رائین یا فتوے دیسکتاہے اور وعظ یا پیش نمازیکا
جواز صرف اسکی اُس قوت پر منحصر ہے کہ وہ ایک جماعت کو اپنی طرف کھینچ سکے تعجب ہے کہ جس
مذہب کی بنیاد ابتدائی خلافت کے موروثی حق ہونے پر قائم ہوئی ہووہی اب ہر موروثی
چیز کو بالکل خارج کردے - بلحاظ عقیدہ کے میری دانست مین شیعہ اب تک یہہ قرار دیتے ہین
کہ ایک امام اور خلیفہ موجود ہے لیکن موجودہ حکام مین سے اوس منصب کے نسبت کسیکی دعوی کو وہ
تسلیم نہین کرتے بلکہ وہ منصب تا ظہور امام مہدیؑ جو اسلام مین اتحاد اور رونق گذشتہ پیدا کرینگے
معرض التوا مین ہے - یہہ خیال اسدرجہ تک ہے کہ شاہ ایران باوجود اسکے کہ اپنے ملک کے
خود مختار اور قطعی فرمانروا ہین لیکن ہنوز اہل ایران اونکو بطور غاصب کے سمجھتے ہین اور اس بات
کو خود شاہ ایران بہی ایک عجیب پیرایہ مین تسلیم کرتے ہین - تمام مسلمانونکا یہہ ایک قول ہے
کہ اگر بلا اذن مالک مکان کسی مکان مین نماز پڑہی جاوے تو وہ نماز صحیح نہوگی پس بادشاہ
بہ تسلیم اس امر کے کہ اونکا ایوان سلطانی اونکا حق نہین ہے بلکہ حضرت امام مہدی کا ہے
اس بات پر مجبور ہین کہ ایک عالم یا مجتہد کو قائم مقام امام مہدیکا ٹہراکر اوسکے نام ایوان سلطانی
کی قبولیت بہ قاعدہ شرعی تحریر کرین ورنہ اونکی نماز مقبول نہین ہوتی - یہہ بات فوراً سمجھہ
مین آسکتی ہے کہ ہرگاہ یہہ نوعیت اس مذہب کی ہے اور ایسا میلان منطقی دلائل کیطرف ہی
تو شیعون مین ایک وسیع بنیاد اختلاف رائے کے لئے موجود ہے - اونکے اعلی درجہ کے تعلیم
یافتہ ملا تو کبہی کبہی عقیدہ ہمہ اوست کا وعظ کہتے ہین یعنی یہی نیچر یا عالم خدا ہے لیکن ادنے لوگ عوام
کی طبائع کے مطابقت کرتے ہین وہ نہایت ہی بے ٹہکانے قصہ معجزات اور اوہام کے سامعین کو

سنا یا کرتے ہین جسمین اونکو مزا آتا ہے - اور اس بات پر سننے والونکو ہمیشہ مضحکہ کا موقع ملتا ہے لیکن ایران مین زیادہ معزز اہل شیعہ کے عقائد مین یہہ بات پائی جاتی ہے کہ عنقریب اسلام کا شایستہ ظہور ہوا چاہتا ہے اور معلوم نہین کس وقت کس جانب کوئی پیشوا ظاہر ہو - یہان تک کہ مذہبی جوش والے لوگ ہمیشہ ملہم بالغیب بنا کرتے اور اپنے اوپر وحی آسمانی کو نازل کیا کرتے ہین کتاب مذاہب ایشیا مین بابیون کی ہسٹری جو ایم ڈی گابنو صاحب نے نہایت خوبی سے لکھی ہے وہ ٹہیک اُس مقام سے متعلق ہے اور اسطرح کے واقعات ایران مین کسیطرح شاذ و نادر کا حکم نہین رکہتے - ایک علی درجہ کی تعلیم یافتہ ایرانی نے جدہ مین مجہسے کہا کہ مین نے اپنے لڑکپن مین خود ایک مذہبی واقعہ عظیمہ کا مشاہدہ کیا ہے غالبا یہہ واقعہ تبریز مین اب تک مشہور ہے - اُس موقع پر ان حضرات مدعیان نبوت مین سے ایک کی نسبت گورنمنٹ نے قتل کا حکم صادر کیا تہا - چنانچہ وہ شخص مع اپنے دو ساتہیون کی ایک صلیب مین باندہا گیا اور کئی گہنٹون تک معلق رہا بعد ازان فوج سلطانی نے اون پر گولیان چلائین - اوسکے ساتہی تو پہلی ہی فیر مین رخصت ہوگئے لیکن وہ نبی صاحب خود بالکل محفوظ رہے اور تعجب خیز یہہ امر ہے کہ گولیون سے وہ رسیان کٹ گئین جن مین وہ صاحب بندہے ہوے تہے اور وہ حضرت اپنے پائون کے بل سیدہی زمین پر آکہڑے ہوے - ایک دوسرے ایرانی جنٹلمین نے ایک مرتبہ مجہسے کہا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہو اور اوسکو ایک عجیب بات سمجہتے ہو لیکن ہم لوگون مین یہہ معمولی واقعات ہین - یقین کرو کہ ہمارے ہان قریب قریب ہر گانون مین خدا کے بیٹے موجود ہین - غرض شیعون کے ہان مبالغہ کی بڑی کہپت ہے اور اونکی طبائع افراط و تفریط کے لئے موزون ہین - یوروپ مین سرسری طور پر خدا کے وجود سے انکار کر دینے کا جو ایک مذہب ہے اوسکو تمام مسلمانون مین اہل ایران سے زیادہ جلد قبول کر لینے کی

قابلیت کسی مین نہین ہے علی ہذا اون سے زیادہ مذہب مین سرگرم اور منہمک بھی کوئی نہین ہے جیسا کہ وہ لوگ خواہ مخواہ تسلیم کرینگے جنہون نے اُن دو اماموں کے معجزہ بازی مشاہدہ کی ہے۔ اخلاقی اُمور مین بھی افراط و تفریط ہے۔ زہد و ریاضت کا بھی وہ درجہ دیکھوگے جو وحشت ناک معلوم ہوگا اور نفس پرستی بھی وہ نظر آئیگی جو نہایت خراب ہے۔ کوئی فرقہ اسلامی اُن سے زیادہ حج اور نماز اور مسائل طہارت کو سخت پابندی احکام مذہبی کے ساتھہ ادا نہین کرتا۔ لیکن وہی زائر اور حاجی جو مکہ کو پیادہ پا جاتے ہین وہان بھی بلا دریغ شراب نوش کرتے ہین۔ ایرانیونکی رندی ہرجگہہ ضرب المثل ہے۔ بلحاظ ان تمام حالات کے شیعون کی جانب سے امید و بیم دونون کا مساوی درجہ ہے لیکن اونکی حالت آیندہ کو اصلی اور واقعی اسلام کی حالت آیندہ کے ساتھہ ایک غیر صریحی تعلق ہے۔ اونکی تمام مردم شماری غالبًا پندرہ ملین (ڈیڑہ کرُوڑ) سے زیادہ نہین ہے اور اون مین کچھہ افزایش ہوتی نظر نہین آتی۔ خارج از ایران ایک ملین عربان عراق دکہائی دیتے ہین۔ کچھہ لوگ شام اور افغانستان مین ہین اور زیادہ سے زیادہ پانچ ملین (پچاس لاکھہ) ہندوستان مین ہین۔ ایک چھوٹی سی جماعت نے نواح مدینہ مین اب تک اپنے تئین قائم رکھا ہے اور وہان والے اونکو مانتے تو کیا ہین لیکن خیر رہنے دیتے ہین۔ ملک مغرب کے اکثر بڑے بڑے شہرون مین بھی چند شیعہ پائے جاتے ہین۔ لیکن ہرجگہہ شیعیان علی کا فرقہ بقیہ اسلام سے جدا اور قریب قریب ایک مخالفانہ طرز سے رہتا ہے۔ لیکن یہہ بات نگاہ کرنے کی لائق ہے کہ پچاس سال گذشتہ سے شیعہ اور سنی کی مذہبی عداوت کو ایسا تنزل ہے جو محسوس ہوتا ہے۔ فرقہائے معتزلہ مین سے دوسرا اہم فرقہ عباسیہ ہے بقول بعض یہہ فرقہ خوارج سے نکلا ہے جنہون نے علی کے وقت مین خلافت سے روگردانی کی تھی اور عراق مین جب بہت تنگ کئے گئے

تو بالآخر عمان میں پناہ لی - اب اونکے اصول جو کچھ ہوں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شیعوں کی
طرح اونکی مخالفت کی بنیاد بہی ایک پولیٹکل اختلاف پر پڑی ہے - انہوں نے یہہ قرار دیا کہ
ہر مسلمان جب تک عقائد شرعیہ پر قائم رہے امامت کے لیے منتخب ہو سکتا ہے اور اسیطرح
بد اعمالی یا تغیر عقیدہ کی وجہ سے منصب سے علیحدہ بہی کر دیا جا سکتا ہے اور یہہ کہ امام کا
خواہ مخواہ ہونا مطلق ضروری نہیں ہے - اس زمانہ میں اس فرقہ کے لوگ صرف عمان و زنجبار
میں پائے جاتے ہیں اور انکی تعداد چار ملین (چالیس لاکہہ) بیان کیجاتی ہے - گذشتہ
صدی تک ان لوگوں میں امامت کا عہدہ بذریعہ انتخاب کے قائم تہا لیکن ابو سعید کے
خاندان میں جب سے امامت آئی اوسوقت سے اسی خاندان میں موروثی ہو گئی ہے
وہ لوگ اپنے تئیں سنیوں سے بالکل بے تعلق ظاہر کرتے ہیں لیکن مجہہ پر کوئی ایسی بات ہرگز
منکشف نہیں ہوئی جس سے معلوم ہو کہ ان لوگوں کے کوئی ایسے اصول ہیں جو بالخصوص
عام مسلمانوں کو ناخوش کریں - انکی اصلی اختلافات نفی کی پیرایہ میں ہیں یعنے وہ لوگ بعد خلافت
حضرت عمرؓ کی خلافت کی تاریخ اور حکومت کو تسلیم نہیں کرتے اور بہت سی حدیثوں کو بہی نہیں
مانتے جو آپ مذہب اہل سنت وجماعت میں داخل ہیں - انہیں لوگوں کے موافق ہیں لیکن
اونسے علیحدہ یمن کا فرقہ زیدیہ ہے یہہ فرقہ بہی غالبًا خوارج سے پیدا ہوا ہے - لیکن چونکہ
اس فرقہ والے خوگر ہیں کہ اپنے اعتزال کو مخفی رکہیں اور ایام حج میں سنی بنے رہیں لہذا
مجکو بہت کم اونکا حال معلوم ہوا - دس سال گذرے کہ اوسوقت تک یہہ فرقہ بہ سرگروہی
ائمہ صنعا کے خود مختار رہا اور یہہ تحقیق ہے کہ یہہ لوگ خلافت کو نہیں مانتے - قدیم الایام میں
قبل اسکے کہ ترکوں نے عرب کو اول مرتبہ فتح کیا تہا ان اماموں کو حجاز میں پوری قوت
وطاقت تہی اور بعد زوال خلافت بغداد کی اونہوں نے حامی الحرمین کا لقب اختیار کیا

لیکن اب صنعا ترکون کے قبضہ مین اور عہدہ امامت معرض التوا مین ہے - فرقہ زیدیہ کے لوگ دو ملین (بیس لاکھ) سے شاید ہی کچھہ زیادہ ہون اور اگر زمانہ آئندہ مین اونکی وقعت کچھہ نظر آتی ہے تو بلحاظ اس قرب رضی کے جو اونکو مکہ سے حاصل ہے اور بلحاظ اس امر کے بھی کہ اونکا میلان طبع رائے کی آزادی اور تہذیب اخلاق کیطرف ہے - فرقہ زیدیہ یا کیلیہ کے پیرو سوائے اونکے خاص ملکون کے اور کہین باہر نہین ہین - وہابیونکا ذکر زیادہ تفصیل کے ساتھہ ضروری ہے اور اگرچہ اونکا شمار کم ہے اور اونکی پولیٹکل عظمت جو سابق مین تہی گہٹ گئی ہے تاہم اصلاح حالت کا جوش ہنوز اونمین زندہ ہے اور مسلمانون کے خیالات جدیدہ پر اوسکا نمایان اثر پڑ رہا ہے - عرب مین اس فرقہ کے تاریخی انقلابونکا حال و رنجد مین اسکے تنزل کی کیفیت مین نے ایک اور کتاب مین لکہی ہے لیکن اون حالات کا اعادہ مختصر طور پر کرتا ہون - گذشتہ صدی کا پہلا نصف حصہ قریب قریب مثل عیسائیت کے مذہب اسلام کے لئے بہی بے حس و حرکت رہنے کا زمانہ تہا - عقاید اور اخلاق اور اعمال مذہبی مسلمانون مین نہایت پست درجہ پر تہے اور اہل یوروپ کو جو اس حال کا مشاہدہ کر رہے تہے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ مکہ کے دین کے پیرانہ سالی طفل مزاجی تک پہونچ گئے اور اب وہ بے خبری سے مبدا بہ کفر ہوا جاتا ہے - پولیٹکل اور مذہبی دونون حالتون کے اعتبار سے مسلمانون کی دنیا خواب غفلت مین سوئے ہوے تہے لیکن دفعۃً وہ دنیا جاگ اوٹہی اور ایک نوجوان جن کی طرح تر و تازہ ہوکر عرب مین ایک مرتبہ پہر تن کر کہڑی ہوگئی - عبدالوہاب نے جس اصلاح کا آوازہ بلند کیا وہ بلحاظ ابتدائی اصول کے تہا - اوسنے شروع ہی مین اہل شرع کے ایک گروہ کثیر کے اس مقولہ کو توڑ دیا کہ معاملات دین مین تحقیق و اجتہاد کا دروازہ بند ہوگیا ہے - اور اپنے تئین ایک نیا مجتہد قائم کیا اور ایک نئی ملت کی بنیاد ڈالی جو نہ حنفی تہی نہ مالکی نہ شافعی بلکہ اسکو

بلقب مذہب موحدین ملقب کیا اور اب تک یہہ نام وہابیون کے دلنشین ہے اوسنے باستثنای اقوال صحابہ کی تمام احادیث کو قطعًا رد کر دیا اور سوائے چار خلفاے اولین کے سب کے دعوؤن کو نسبت انتخاب جائز کے نامنظور کیا - صرف قرآن مجید کو تحریری قانون مسلم رکہا اور اسلام کی پہروہی اصلی حالت رکہی جو اسکی ابتدائی وجہ کی عشرات سنین مین تہی اُسنے ٹھیک اُسی قدیمی بنیاد پر جو مدینہ مین پڑی تہی اسلام کو پولٹیکل طور سے نجد مین قائم کیا اور یہہ چاہا کہ اسکو تمام عرب مین بلکہ تمام دنیا مین پھیلا دے - اب شاید مسلمان اس بات کو نہ مانتے ہون گے کہ عبدالوہاب کسقدر پوری کامیابی کے قریب پہونچ گیا تہا - اٹھارہوین صدی کے گذرنے سے پہلے سرداران ابن مسعود بہادران اسلام موحدین نے اپنی حکومت تمام عرب شمالی پر فرات تک قائم کر لی اور ۱۸۰۳ء مین انہون نے مکہ اور مدینہ کو لے لیا -

اُسی عرصہ مین اصول وہابیت اور اور مقامات مین بہی اپنی جگہہ کرتے جاتے تہے - ایک وقت مین تو ہندوستان مبدل وہابیت ہونے کی بالکل قریب پہونچ گیا تہا - او مصر اور افریقہ شمالی مین بلکہ خود ٹرکی مین بہت سے لوگون نے در پردہ اُن اصول کو منظور کر لیا تہا - لیکن دو باتون نے عام اصلاح کی تدبیر مین دہبا لگا دیا اور اُسکی پوری تکمیل کو روک دیا - اوّلًا وہ اصلاح بالکل اکیلا عادہ تہا - ترقی خیالات جدیدہ کا اُس مین کچہہ لحاظ نہین کیا گیا اور اسنے عرب کو اُن مشکلات مین چہوڑ دینا چاہا جنکو دور کرنے کے لئے نہ صرف مذہبی کامیابی بلکہ اوسکے ساتہہ پولٹیکل کامیابی بہی ضرور تہی - بغیر تلوار کے زور کے دنیا کو وہابیت پر لانا ناممکن تہا اور یہی منصوبہ باندہا گیا تہا - دوسری غلطی جس سے بچ جانا آسان تہا اگر تہوڑی سی وہ احتیاط اور دانائی کام مین لائی جاتی جو پیغمبر کی تمام سرگرمیون مین ہمعنان رہتے تہے - یہہ تہی کہ چہوٹی چہوٹی باتون پر خواہ مخواہ بہت زور دیا گیا - عبدالوہاب نے مینار وان و مقبرہ

اس بنا پر ناجائز ٹھہرایا کہ ابتدائی سنین اسلام مین اونکا رواج نہ تہا ۔ چنانچہ منارے ہر جگہہ منہدم کر دیے گئے اور جب حجاز کے مقدس مقامات متبعان عبدالوہاب کے ہاتہہ لگے تو اولیا اللہ کی قبرین جو صدہا سال سے زیارتگاہ خلق تہین زمین سے برابر کر دی گئین ۔ خود رسول اللہ کا مقبرہ مدینہ مین ویران کر دیا گیا اور جو خزائن وہان جمع تہے سپاہیان ابن سعود پر تقسیم کر دیے گئے ۔ اس بات نے تمام اسلام کو غضبناک کر دیا اور وہابیت کی قسمت الٹ گئی ۔ اونکی جانب جو اب تک جوعزت آگین خیال کیا جاتا تہا وہ اونکے خلاف ہو گیا اور بعد ازان پھر وہ اپنی حالت بطور مصلحان اخلاق و معاشرت قائم نہ کر سکے ۔ پولیٹکل طور پر بہی امر مذکور انکی بربادی کا باعث ہوا ۔ بیرونجات کے اہل اسلام اونکو عبادت گاہونکا اور تبرکات کا غارتگر سمجہکر حج کو جانے سے خائف ہوے اور حجاج مین اسقدر جلد کمی ہو گئی کہ حجازیون کو گہبراہٹ پیدا ہوئی ۔ اونہون نے دیکہا کہ (روینیو) محاصل کا ذریعہ منقطع ہو گیا اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ بالکل مسدود ہو گیا ۔ تب وہ قسطنطنیہ سے رجوع لاے اور سلطان سے درخواست کی حامی حرمین ہونے کے دعوی کو ثابت کیجیے ۔ بر طبق اسکے جو کچہہ ظہور مین آیا وہ سب پر روشن ہے ۔ پیرس سے صلح کے بعد سلطان محمود نے محمد علی[1] کے نام کمیشن جاری کیا کہ مکہ اور مدینہ کو وہابیون سے چہوڑا دو اور محمد علی نے کچہہ روزون مین یہہ کام کر دیا ۔ نجد مین جنگ ہوئی ۔ درعیا جو وہابیونکا دار الحکومت تہا تاراج کر لیا گیا اور خود ابن سعود اسیر ہوا اور قسطنطنیہ مین مسجد صوفیہ کے سامنے اوسکا سرتن سے جدا کیا گیا اور اسلام مین اصلاح کی جو ایک تحریک شروع ہوئی تہی وہ بہر غالبًا سو برس تک کے لیے ملتوی رہگئی ۔ تاہم عبدالوہاب نے جو بیج بوے تہے وہ بالکل بے برگ و بار نہین رہے ۔ وہابیت بہ حیثیت پولیٹکل منتظم دنیا کے ناکامیاب ہوے لیکن اصلاح کا جوش باقی رہگیا ۔ بیشک اسلام مین جو امید آیندہ کا ایک بیچین طرز اسوقت موجود ہے وہ اوسیکا غیر صریحی نتیجہ ہے جسطرح

[1] پاشاے مصر

یوروپ مین لوتھر کی اصلاح عیسائی چرچ کی تبدیل عقائد مین قاصر رہی لیکن واقعی درستی اوسکی
کردی اسیطرح وہابیت نے اگر خود مسلمانون کی اصلاح نہین کردی تو ایک واقعی خواہش اصلاح
کی پیدا کردی ہے۔ اسلام اب سو نہین رہا بلکہ جاگ رہا ہے اور اگر کوئی دوسرا اور زیادہ
عقلمند عبدالوہاب ظہور کرے اور درجہ اعتزال پر نہو بلکہ مستند فرقہ متشرع کی جماعت مین ہو تو ممکن
ہے کہ لایولا یا بورومیو کی طرح وہ بھی اپنی کامیابی حاصل کر دکھاوے۔ اسوقت تو وہابیت
کو اس حیثیت سے کہ وہ ایک فرقہ ہی تنزل ہے۔ ہندوستان مین اور مجکو یقین ہے کہ جنوبی
ایشیا کے دیگر حصص مین بھی اسکی واعظ اب تک لوگونکو اپنا ہم عقیدہ اور پیرو بنائے جاتے ہین
اور ان واعظونکی بڑی عزت ومنزلت ہوتی ہے۔ لیکن اصلی مقام یعنی عرب مین اونکی سرگرمی
ٹھنڈی ہوگئی ہے اور آزاد خیالات جو زیادہ تر عرب کے مذاق کے مطابق ہین جگہہ پائی جاتی
ہین۔ اب نجد مین ابن سعود کے خاندان کا اول درجہ نہین ہے اور ابن رشید جو اونکا قائم مقام
ہوا ہے اگرچہ برای نام وہابی ہے لیکن وہابیت کی حرارت دراصل اسمین کچھہ بھی نہین ہے۔ نسبتہ
مذہبی پیشوا کے زیادہ تر وہ ایک ہر دل عزیز اور قومی پیشوا ہے اور اگرچہ قسطنطنیہ مین اب تک وہ
ایک ضرر انگیز گمراہ کہا جاتا ہے لیکن زیادہ صحیح الخیال سنی اسکو اپنا طرفدار سمجھتے ہین۔ غالب ہے کہ
صحیح النسل قریش کے کسی خلیفہ کی اطاعت سے وہ باہر نہوگا۔ لیکن یہہ بحث مضمون متعلقہ باب ہذا سے
خارج ہے وہابیون پر ہماری مردم شماری اسلامیہ ختم ہوتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ عالم اسلامیہ جن قوام سی مرکب
ہے انکی نسبت اس سے قریب قریب ایک صحیح خیال پیدا ہوگا۔ اگرچہ اوسکی تفصیل کرنا بلاشبہہ کوئی
گرماگرم اور دلچسپ کام نہین ہے لیکن تاہم میرے خیال مین یہہ کام بیفائدہ نہ ٹھہریگا۔ بغیر اسکے اوس
مسئلہ کو جو اسلام زمانہ موجودہ نے ہمارے سامنے پیش کردیا ہے صاف طور پر سمجھنا یا قیاسات
کی رو سے اوسکو حل کرنا یقیناً ناممکن تھا لیکن زیادہ کام کی بات اور دلچسپ بحث اب آگے آتی ہے

اور باب آیندہ مین مین چاہتا ہون کہ اُس عظیم مسئلہ خلافت پر بحث کرون جو آجکے دن ایشیا مین بے انتہا گرما گرمی کے ساتھہ پیش ہے اور یہہ ظاہر کرون کہ اسوقت عالم اسلامیہ کے ساتھہ خاندان عثمانیہ کی حالت و نسبت کیا ہے ۔

باب دوم

خلافت کی نسبت زمانہ حال کی بحث

قریب ۱۵۱۶ عیسوی مطابق ۹۲۲ ہجری کے سلیم اول بادشاہ ترکان عثمانیہ و شاہنشاہ قسطنطنیہ نے یہہ دیکھکر کہ مین اپنے زمانہ مین سب سے زیادہ پرقوت اور پرصولت بادشاہ اسلام کا ہون اور یہہ خواہش کرکے کہ اپنی حکومت کو زیادہ تر وسعت و استحکام دون یہہ خیال پیدا کیا کہ خلافت کی گم شدہ عظمت و جلال کو اپنی ذات مین زندہ کرون ۔ اوسکو تمام مسلمانون پر غازی اسلام اور پیشوا قرار پانے کے لئے کئی دعوی تہی کیونکہ وہ اُسی محمد ثانی کا پوتا تہا جسنے ملک مشرق مین رومیون کی شہنشاہی کا چراغ بالکل بجہا دیا تہا اور وہ خود ابہی شیعہ شاہ ایران کے مقابلہ مین ایک جنگ کو کامیابی کے ساتھہ ختم کرچکا تہا سنی سلاطین جو اُسوقت اوسکے صرف تین حریف تہے اول مغل اعظم ۔ دوسرے سلطان المغرب یعنی شہنشاہ موراکو ۔ سوم مملوک سلطان مصر ۔ دو فرمانروایان سابق الذکر کے خیال سے جو دور دراز ممالک اسلامیہ کے سلاطین تہے سلیم کو کچھہ اندیشہ ناک نہین کیا لیکن مصر کے ساتھہ اُسنے جنگ کی ۱۵۱۶ء مین اُسنے شام پر جو مصر کا ایک بیرونی صوبہ تہا حملہ کیا اور ۱۵۱۷ء مین وہ قاہرہ مین داخل ہوا اور کنسای الغوری مملوک سلطان وقت کو قید کرلیا اور علانیہ اوسکا سر قلم کرا دیا اور دوسری روایت یہہ ہے کہ سلطان مصر بسبب پیرانہ سالی کے

گھوڑے سے گر کر زمین پر پڑا ہوا تھا اوسی حالت مین ایک سپاہی نے اُسکو قتل کرکے اوسکا سر سلطان سلیم کی حضور مین پیش کیا - بعد ازان متوکل ابن عمر الحاکم نے جو خاندان عباسیہ کے اولاد مین سے تہا اور اوسوقت قاہرہ مین بحیثیت خلیفہ خطابی رہتا تہا ایک نہایت مشتبہ حالت مین سلطان سلیم کو اپنے حقوق تفویض کردیے اور اوسوقت سلیم نے بہ خطاب ذیل اپنے آپ کو ملقب کیا سلطان السلاطین و خاقان الخواقین مالک البحرین (یعنے بحر اعظم و بحر قلزم) و حامی الحرمین خلیفہ رسول اللہ امیر المومنین و سلطان و خان - روایت ہے کہ اول مرتبہ اوسکے نام کا خطبہ مساجد مین اوسوقت سنکر اطمینان حاصل کیا جب[1] ۹۲۳ھ مین اوسنے بجانب شمال معاودت کی اور بڑی مسجد زکاریس واقع الپو مین درآیا پس چند لفظون مین خلافت حال کی اصلیت کی یہہ مختصر تاریخ ہے اور یہی القاب ہین جن سے عبدالحمید اولاد سلیم ملقب ہے - اب اس مدت کثیر کے بعد ورا ایسی حالت ہین کہ معاصرین نے تفصیلی واقعات نہین لکھے اس امر کی نسبت کہ سلیم نے پیشوائی مذہبی کا جو دعا کیا اوسکا اثر اوسوقت کے مسلمانون پر کیا ہوا تہا بجز قیاس کے اور کوئی ذریعہ دریافت حال کا نہین ہے - ابتدا مین تو دوست دشمن سب نے سلیم کو بالضرور غاصب سمجہا ہوگا کیونکہ اس سے پہلے کسی ایسے شخص نے جو قریشی نسب اور واسطہ دار پیغمبر نہو پیغمبر کی روحانی یعنی مذہبی وراثت کا دعویٰ نہین کیا تہا - بلاشبہ تمام فقہا کا ہر زمانہ مین یہہ مقولہ تہا کہ استحقاق خلافت کے لیے پہلے شرط قریشی النسب ہونا ہے - لیکن بطرز معقول ہم یہہ خیال کرسکتے ہین کہ لوگون نے خاص اُسکی سلطنت کی حدود کے اندر اور اوسکے باہر بہی

---

[1] مین ان تاریخونکی کامل صحت کا ذمہ دار نہین ہون - ترکی مورخون نے سلیم کی سال وفات کو ۹۲۶ھ ہجری قرار دیا ہے جو ۱۵۲۰ع سے مطابق ہے - یہہ امر بہی مشتبہ ہے کہ آیا سلیم نے بہ نسبت مقامات مقدسہ کے خادم الحرمین سے بلند تر لقب اختیار کیا یا نہین اگرچہ اوسکے آئندہ جانشین بیشک حامی الحرمین کہلائے سلیم کی وفات سے پانچ سال کے بعد مکہ مین خلافت عثمانیہ تسلیم کی گئی +

عوام الناس میں عثمانی شہنشاہ کی اس عملی کاروائی کو منظور و پسند کر لیا سلطان سلیم عالم اسلام میں ایک بڑا شخص تہا اور اسکے جاہ
کی چمک دمک سے تمام اہل شمال کی آنکھیں چہپک گئیں تہیں ۔ مسلمانون نے اوسکو اور اسکے
خاندان کو اسلام کی قسمت کا پہر چمکا دینے والا اور بمقابلہ عیسائیت کے اسلام کو فتحمند کرنیوالا (غازیان
اسلام) ضرور سمجہا ہوگا اور اسی وجہ سے مقدس لوگونکو اپنے مذہب کی بہتری آیندہ کی امید
مین اسکی خاطر سے اوس مقررہ شرط خلافت سے تجاوز کرنا بیشک مناسب و بجا نظر آیا ہوگا
ممالک اسلامیہ کے ایک بڑے حصہ کی دنیاوی حکومت تو سلیم کو حاصل ہی تہی پس یہ امید ہوسکی
ہوگی کہ وہ دینی سلطنت کو بہی قائم کرلیگا ۔ علاوہ برین سولہوین صدی کے مسلمانون کے
کان لفظ خلافت کی صدا سے ناآشنا رہے تہے اور وہ اسی لقب سلطان کو جو سلیم کو حاصل تہا
دنیاوی عظمت کے اعلی ترین درجہ کا لقب سمجہتے تہے ۔ خلافت کا اگر کچہہ وجود تہا ہی تو پچہلے زمانہ مین
بمقابلہ لقب سلطنت کے اسکا مفہوم کم وقعت اور کم اثر تہا اور خرابی بغداد کے بعد سے یہہ
دونون لقب خلط ملط ہوگئے تہے اور اب تک بہی ورلوگ عموماً اوس قدیمی لقب کا استعمال نہین
کرتے ۔ پس اس جدید سلطان دمشق و قاہرہ و مدینہ کو کچہہ مشکل نہ تہا کہ خلائق کو نہ صرف اپنا استحقاق
نسبت قبضہ ممالک مقبوضہ خلیفہ کی بلکہ نسبت لقب دینی و منصب خلافت کے بہی تسلیم کرادے ۔ معلوم
ہوتا ہے کہ اس اتفاقی مشابہت سے بہی جو عثمان مورث سلیم اور عثمان خلیفہ ثالث کے نامون مین
تہے ابتدا اسی طرح فائدہ اوٹہایا گیا جیسا کہ بعد کو ۔ عوام الناس کے کانون کو یہ آواز نئی نہ معلوم
ہوئی اور وہ مطمئن ہوگئے کیونکہ تمام دنیا نام ہی مین تو ہے ۔ لیکن علما کو اسکی زیادہ صحت ضرور
تہی اور ظاہر ہے کہ خاندان عثمانیہ کا حق پیغمبر خدا کا مذہبی جانشین ہونے کی نسبت مدت تک علما
کی مذاہب مختلفہ مین بہت گرما گرمی سے زیر بحث رہا ۔ غیر قریش کو جائز استحقاق خلافت
نہ ہونے کے باب مین حدیث موجود تہی ۔ کیونکہ محمد ؐ نے خود بارہا صرف اپنی خاص قوم کو اپنی

حکومت کا وارث قرار دیا تہا اور اِس قاعدہ سے انحراف کرنا خاص اہل عرب کے علماء مین سے
کوئی جائز نہ رکہتا۔ لیکن چونکہ علمای بلاد حنفیہ قائم مقام اُن لوگون کے تہے جنکو ادعای خاندان
عثمانیہ کے تسلیم کرنے سے غرض متعلق تہی لہذا اُنہون نے شرعی طور پر اِس دعوی کے حمایت پر
کمر باندہی اور باوجود اُس سخت وقت عجمیت نسل کی اُنہون نے اپنے لئے اور بنی عثمان کے لئے
ایک مسئلہ جواز کا نکال لیا اور چونکہ کوئی دوسرا دعویدار خلافت معترض و مزاحم نہین تہا لہذا اب تک
اوس مسئلہ کو علمای سنت و جماعت نے کثرت رائے سے تسلیم کر لیا ہے۔ عملی دقتین برضامندی باہمی
طی کر دی گئین اور سوای علما کے اور سب لوگ اوس اصل جھگڑے کو بہول گئے تہے لیکن ہم لوگون کو
زندگی کی یہ بات ہے کہ ایک پولیٹکل معاملہ کی غرض سے بحث مذکورہ پہر زور و شور سے اُبہاری
گئی تہی۔ اسباب مین علمای حنفیہ کی دلیلین بہت دلچسپ ہین اور مین نے بہت زحمت
گوارا کرکے اونکو تحقیق کیا ہے اور سمجہا ہے۔ لیکن قبل اسکے کہ مین اونکی تفصیل کرون بہتر ہوگا
کہ ابتدای زمانہ خلافت کی تاریخ پر ایک اجمالی نظر کرون اور اُن حالات کو بیان کرون جنکا وجود تسلیم فعل سے جاتا رہا۔
متشرع مسلمان مصنفون نے خلافت کی تاریخ کو چار زمانون پر منقسم کیا ہے۔ عربی مین خلیفہ کے
لغوی معنے (پیچہے چہوڑ دے گئے) کے ہین اور اصطلاح شرع مین اُس سے پیغمبر کا جانشین اور اونکی
دنیاوی اور مذہبی طاقت کا وارث مقصود ہے۔ اول زمانہ خالص دینی طرز کا زمانہ تہا اور
خلیفہ یعنی قائم مقام محمد امام اور بادشاہ ہونے کے ساتہہ ہی ولی خدا اور ایک خاص حد تک علم
بالغیب بہی تہا۔ یہ زمانہ صرف تیس سال تک رہا جس مین چار خلفای اعظم زیب خلافت رہے
یعنی۔ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ۔ مسلمان لوگ اونکا ذکر سیدنا کے لقب سے کرتے ہین یعنے
ہمارے سردار دوسرا زمانہ جو چہہ سو برس تک رہا سلطنت اہل عرب کا زمانہ ہے جسمین خلافت نے

مین دنیاوی بادشاہت کا پیرایہ اختیار کر لیا - جن لوگون نے اوسکو قائم رکہا وہ نہ
[illegible] اللہ تہے [illegible] شرع اور اپنے متقدمین سے بالکل جداگانہ حالت مین تہے - ابتدا
اونکی معاویہ ابن امیہ سے ہوکر مستعصم باللہ آخر سلطان عباسیہ پر ختم ہوگئی - تیسرا زمانہ دنیاوی حکومت کے
التوا کا ہے جسمین قریب تین سو سال تک خلیفے نے حقوق بادشاہت کا نفاذ نہین کیا بلکہ صرف
ایک مذہبی اور روحانی پیشوا کی حیثیت سے رہتا تہا جسکو ہم اب مثل شیخ الاسلام مقیم قاہرہ کے کہہ
سکتے ہین - دنیاوی حکومت اسلامیہ جسکے سلسلہ کی نسبت ز روے اصول یہہ خیال کیا جاتا ہے
کہ بلا انقطاع قائم رہا اور اس زمانہ مین بہی قائم ہے اوس زمانہ مین ملوک سلاطین مصر و دیگر شاہان
اسلام کو مفوض تہے - آخر زمانہ خلافت عثمانیہ کا ہے - چونکہ خلافت کے متعلق زمانہ حال کی بحثون
مین اکثر ابتدائی زمانہ کی نظیرین پیش کیجاتی ہین لہذا مناسب ہے کہ بنیاد وجود خلافت پر اور خود اسلام
کی پولیٹکل بنا پر غور کیا جاے - علماے محمدی کا قول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے جو ہجرت
کی وہ کسی باغی رئیس کے مفرور ہوجانے کے طور پر نہ تہی بلکہ ایک ایسا فعل تہا جو دعویدار استحقاق
حکومت کی جانب سے عمل مین آیا تہا - پیغمبر صاحب بذریعہ پیدایش کے شاہی یعنی فرمانرواے
خاندان قریش مین سے تہے اور قبیلہ قریش براے خود تمام قبائل حجاز سے زیادہ معزز و بلند تہا
اور پیغمبر کے جد امجد خود مختار حاکم مکہ کے تہے - لہذا محمد نے مع مہاجرین کے اپنے تئین ایک خود
مختار پولیٹکل جماعت کا سرگروہ قائم کیا اور اس باب مین اونہون نے قدیم رسم عرب کی پیروی
کی جہان ہمیشہ گروہ گروہ اپنے اصلی قبیلہ سے جدا ہوکر اپنے فرمانروا خاندانون مین سے کسی ایک
شخص کو اپنا جدا حاکم قرار دیکر نئی قوم بن جاتی ہین پس اسلام ابتدا ہی سے مثل مذہبی جماعت کے
ایک پولیٹکل جماعت بہی ہے اور درحالیکہ محمد اپنے شاگردون اور پیروؤن پر بحیثیت رسول وعظ
فرماتے تہے اسیوقت بحیثیت بادشاہ اور گورنر یعنی حاکم منتظم کے وہ اونکے لئے قانون بہی مقرر

کرتے ~~پیغمبر~~ پیغمبر صاحب اونکی امام یعنی پیشوای عبادت ہی تہے اور
فرمانروا و جج اور مجسٹریٹ ہی تہے ۔ پس دنیاوی و دینی حکومت علی
ملگیا تہا اور اسلام اپنی ابتدا ہی سے نہ صرف ایک مذہبی گروہ تہا بلکہ اسیقدر ایک آئین (قوم)
ہی تہا ۔ محمد کے زمانہ حیات مین یہہ باتین بلا اختلاف رہین اور مشکلین صرف اونکی وفات کے
بعد پیش آئین ۔ یہہ ایک بڑا اختلافی مسئلہ ہے کہ ایسی حالت کے وقوع پر کیا انتظام محمد کو منظور
و مقصود تہا ۔ ابتدائی زمانہ مین پیروان علیؑ نے یہہ کہا کہ اونہون نے اپنے داماد کو وصی
کیا ہے ۔ دوسرونکا قول ہے کہ پیغمبر خدا نے حضرت ابو بکرؓ کو نامزد کیا تہا لیکن اب قریب قریب
تمام سنی اس بات پر متفق ہین کہ کوئی خاص شخص معین و نامزد نہین کیا گیا بلکہ خلیفہ و قائم مقام کے
تجویز ذریعہ انتخاب پر منحصر کردی گئی ہی ۔ بہرکیف مسلمانون نے اُسی طریقہ انتخاب کو پسند کیا اور
تمام امور ٹہیک ٹہیک اُس دستور عرب کی مطابق برتی گئی جسپر بالخصوص شرع قرآنی مبنی ہے ۔ پس قبائل
عرب مین یہہ دستور ہے کہ جب شیخ وفات پاتا ہے تو بزرگان قبیلہ اور اکابر خاندانہای وجاہت
عظمی کسی ایک خیمہ مین جمع اور حلقہ زن ہوکر متوفی کی قائم مقامی پر بحث شروع کرتے ہین ۔ ازروے
اصول کے ہوسکتا ہے کہ کوئی ایک ادنیٰ کا بلا قید منتخب کرلیا جاوے کیونکہ کتنا ہی بڑا قبیلہ ہو
وہ سب بظاہر ایک بڑے خاندان کے ایک ہی مورث اعلی کی اولاد مین ہوتے ہین اور گو کوئی
بیرونی شخص منصب حکومت علی کے لئے قبول نہین کیا جاسکتا لیکن قبیلے کے اندر کا کوئی شخص
حاکم ہوسکتا ہے ۔ لیکن ازروے عمل کے وہ انتخاب صرف تن چند پر محدود ہوتا ہے ۔
سواے خاص و استثنائی حالتون کے خون و نسل کا ادب اہل عرب کو اس بات سے روکتا ہے
کہ اپنے فرمانروایون کے خاندان کو بدل دین ۔ اگر متوفی نے کوئی بالغ اور موصوف بصفات
بیٹا چھوڑا ہے تو وہ بلا حجت شیخ تسلیم کرلیا جاتا ہے اگر وہ نہو تو چچا یا بہتیجا یا بنی عم منتخب ہوتا ہے

صرف نہایت سخت اور عام خطرہ کی حالتون مین یا اسصورت مین کہ کوئی وارث از قسم ذکور موجود نہو کسی دوسرے خاندانکا شخص اُمیدوار حکومت ہوسکتا ہے - علاوہ برین کوئی ایک مستقل قانون انتخاب کا نہین ہے - وہ مجلس کسی شخص کو کوئی حق عطا نہین کرسکتے بلکہ ایک شخص بہ اتفاق رائے کرسکتی ہے کیونکہ حق کا پیدا کرنا منتخب کرنیوالونکا کام نہین ہوتا بلکہ اوس شخص کا کام ہوتا ہے جو اسپنے انتخاب کو قائم رکھہ سکے - چنانچہ ووٹ دینی یعنی اظہار رائے کرنے کا کوئی معین طریق اور مقررہ انتظام نہین ہے بلکہ بزرگان قبیلہ اس امر کو تحقیق کرکے کہ فراہمندان شخص توفی مین سب سے زیادہ کسکا رعب داب ہے جسکی اتباع پر عظیم تر میلان طبائع کا ہے - اُس شخص کو بذریعہ ہاتھہ دینے یعنی بیعت کرنیکی تسلیم کرلیتے ہین اور اوسوقت وہ اونکا شیخ ہوجاتا ہے - لیکن کبہی کبہی دو حریف سرداروںکی وجہ سے تفرقہ پڑجاتا ہے اور قبیلہ منقسم ہوجاتا ہے ایک گروہ ادہر جاتا ہے ایک گروہ اودہر - یہانتک کہ یا تو اونمین سے ایک سردار دوسرے کو مان لیتا ہے یا تلوار اُس اختلاف کا فیصلہ کردیتی ہے -

پس قبائل عرب کی طریق وراثت کی یہہ سب باتین خلفای اولین کے انتخاب مین مل سکتی ہین - جب محمدؐ کے خبر وفات متحقق ہوگئی تو ایک مشورہ کرنے والون کی جماعت نے جن مین بزرگان و سرگروہان اسلام شامل تہے یہہ قرار دیکر کہ کسی خاص تحریک منجانب عوام کی ضرورت نہین ہے بطور خود حضرت عمرؓ ابن الخطاب کے مکان مین نشست کی - اس جماعت کو فقہا نی اہل الحل والعقد کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے کیونکہ اونہون نے پیچیدہ مسئلہ قائم مقامی کی گرہ کشائی کی خدمت اپنی ذمہ لی تہی - ایک نازک بحث کا فیصلہ کرنا تہا - ایسی بحث جو ہر زمانہ مین (سول وار) اندرونی جنگ کی باعث ہوئی تہی - رسول اللہ نے کوئی بیٹا نہ چہوڑا تہا لیکن کئی قرابت دار قریبہ موجود تہے - علاوہ برین اسلام کی نئی قوم مین اندرونی تفرقہ پڑجانے کا خطرہ تہا اور قریب تہا کہ آپس ہی مین ایک جماعت

ایک ملکی جماعت کے مقابلہ مین ہتیار اوٹہاوے - علیؓ بن ابی طالب اماد اور بنی عم اور ابو بکر خسر
رسول اللہ - یہی دو حضرات زیادہ تر پیش کیے گئے - حضرت علی ملکی فریق اور حضرت ابو بکر مذہبی
فریق کے سرگروہ تہے اور چونکہ اتفاقاً مدینہ مین مذہبی فریق کو زور اور عروج تہا لہذا حضرت ابو بکرؓ
منتخب ہو گئے اور قوی تر فرقہ کے سردار مان لیے گئے اور رئیسون نے اونکے ہاتہہ پر بیعت
کی اور اندرونی اور ملکی جنگ صرف اس سبب سے رک گئی کہ حضرت علیؓ نے بہی اس انتخاب کو
تسلیم کر لیا اور یہہ تسلیم اونکی عالی فطرتی اور بہادری اور بے غرضی کا نتیجہ تہی - اس طریقہ انتخاب کو
علماء سنت و جماعت نے کثرت راے سے مستند اور مطابق منشاء رسول اللہ کی قرار دیا ہے -
بعد کو جو تین انتخاب عمل مین آے وہ بہی انتخاب اول سے کسی امر اہم مین مختلف نہ تہی - صرف
اس بات پر لحاظ کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کی نسبت یہہ کہدیا تہا کہ یہہ میری جانشینی کے لیے
لائق ترین اشخاص مین سے ہین اور اسطور پر گویا اہل عقد کو انتخاب کے کسیقدر ہدایت کر دی تہی
ہر مرتبہ بزرگان مدینہ خلیفہ کو منتخب اور نامزد کرتے تہے اور دیگر مقامات مین وہ انتخاب تسلیم ہو کر مستحکم
ہو جاتا تہا - لیکن حضرت علیؓ کے وقت مین ایک نئے اصول نے ظاہر ہونا شروع کیا جس سے
نوعیت خلافت مین تبدیلی واقع ہونے کے آثار نمایان تہے - جیسا کہ مین کہہ چکا ہون حضرت
ابو بکرؓ کو ان مذہبی خیالات نے منتخب کیا تہا جنکو اوس وقت مین غلبہ تہا - حضرت ابو بکر اسلام مین
مقدس ترین شخص تہے اور اونکی ساری حکومت ٹہیک خدا کی حکومت تہی - وہ قانون مذہبی
کو صرف نافذ کرنے والے نہ تہے بلکہ اوسکے واضع اور شارح بہی تہے - وہ ہر روز مجلس مین بیٹہتے تہے
اور مسائل دینی و دنیوی کا فیصلہ کرتے تہے - مسجد مین امامت کرتے تہے اور قرآن کو بیان کرتے
تہے اور ہر جمعہ کو منبر پر بیٹہہ کر وعظ کہتے تہے اونکی ذات مین وہ تمام مناصب جمع تہے جو اب
درمیان شیخ الاسلام اور مفتی اعظم اور حکام عامل کے منقسم ہین - وہ بادشاہ اور امام اور قاضی

یعنی جسٹریٹ وجج اور ملکی ومذہبی قانون کے عالم اور تمام مسائل متعلقہ امور خیالی وواقعی[1] کے مرجع تھے قصہ مختصر یہہ کہ اسلام کے پوپ تھے - اونکے ہر سہ جانشینان مابعد بھی اونسے کسی بات مین کم نہین تھے - جس اختیار کو اونہون نے تفویض کر دیا تہا وہ صرف اُن افواج کے سپہ سالار تھے جو اسوقت دنیا پر پہیلتے اور قبضہ کرتے جاتے تھے - اور اُن صوبونکی حکومت تھے جنکو اُن فوجون نے فتح کیا تہا - لیکن بالآخر حضرت علیؓ جب مسند خلافت پر متمکن ہوے تو اونہون نے تو اُسی فریق کو اپنا مخالف پایا جسنے خود ایکمرتبہ اونکو خلافت کے لئے پیش کیا تہا اور اسعرصہ مین اُس فریق نے بہت زور پکڑ لیا تہا - دنیاوی فتحمندیون کے ساتہہ دنیاوی خیالات بہی مسلمانون کے دلون مین بہر گئے تھے اور خاص عرب کے قومی خیالات کی جانب جنکو مذہبی سرگرمی نے ایک دبار کہا رہا تہا ایک قوی میلان خاطر شروع ہو گیا تہا اور بیشک ایسا ہونا ایک طبعی امر تہا بلکہ حقیقت مین ایسا امر تہا جو رُک نہ سکتا تہا - کیونکہ بہت سی مفتوحہ قومون نے مذہب اسلام کو قبول کر لیا تہا اور چونکہ مسلمان لوگ اپنی فتحمندونکے ہمسر اور مساوی الدرجہ ہو گئے تھے لہذا فتحمندون کو جو کچہہ فخر و ناز تہا اسکی تسکین بہ نسبت مذہب کے زیادہ تر نسل اور پیدایش کے خیالات سے ہوتی تہی اور یہہ ایسے خیالات تھے جن مین مفتوحہ نسلون کا کچہہ حصہ نہ تہا بلکہ وہ خاص ترکہ اہل عرب کا تہا چنانچہ مذہبی فریق کو نقصان پہونچا کر قومی فریق کو اہل قریش سے جو ہنوز تمام معاملات سلطنت کے افسر تھے قوت اور مدد ملی - معاویہ ابن امیہ جو ایک خاص اور نمایان قابلیت کا اور پہالیسی وضع کا آدمی تہا جسکا برتاؤ کرنا عالی نسل عرب نے پولیٹکل مطالب نکال لینے کے لئے خوب ہی جانتے تین چند سالون سے شام کا گورنر تہا اور بہ نسبت مقدس حضرت علیؓ کے وہان اوسکا میل جول بہت زیادہ تہا اور شام اگرچہ ہنوز باعتبار نام کے تو نہین لیکن حقیقت مین اصل حکومتگاہ گورنمنٹ مسلمانان کا ہو گیا تہا

[1] اصولی و فروعی یا علمی و عملی +

لہذا معاویہ نے حضرت علی کے انتخاب موقوم مدینہ کے جواز کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور
چونکہ ایک دوسرے اور مخالفانہ اہل حل و عقد نے دمشق مین اسکی تائید کی لہذا اوسنے تلوار ہاتہہ
مین لی کیونکہ عرب کا دستور جبلہ دعویداروں کو بالآخر ایسا کرنیکا حق عطا کرتا ہے - علمای مذہبی
بالاتفاق معاویہ کو اس بغاوت پر الزام دیتے ہین اور اگرچہ بجای حضرت علی کے وسکا قائم ہونا جائز
رکہتے ہین لیکن اوسکی حالت کو ہر چہار خلفای ماسبق سے بالکل علیحدہ قرار دیتے ہین - اون کے
نزدیک معاویہ مین پیغمبر خدا کی یہہ پیشینگوئی پوری ہوگئی کہ اسلام مین تیس سال تک امامت اور بعد
اوسکے ہمیشہ بادشاہت ہیگی - بلاشبہ معاویہ تمام پچہلے بادشاہان اسلامیہ کا نمونہ تہا - شرع کے
بموجب افسر ملک افسر مذہب بہی ہوتا ہے - لیکن معاویہ کی ذات سے مناصب مذہبی کا نفاذ بند
ہوگیا - بخلاف اپنے متقدمین کے اوسنے یہہ مناصب دوسرونکو تفویض کر دئے اور نہ خود نماز
پڑہاتا تہا نہ وعظ کہتا تہا اور نہ وہ اسلام کا کوئی عمدہ یا متبحر عالم مثل حضرت ابوبکر و دیگر خلفا کے
سمجہا جاتا تہا - علاوہ برین - اور اسکی اسی خاص بات پر زیادہ لحاظ کیا گیا ہے - اوسنے اپنی
عہد حیات مین یزید اپنے بیٹے کو اپنا جانشین نامزد کر کے خلافت مین وراثت خاندانی کا طریقہ
پیدا کیا - پولیٹیکل انتظام کی نظر سے تو یہہ تبدیلی مفید تہی لیکن وہ باعث انحطاط مذہب سمجہی
گئی ہے - اوسوقت سے خاندان امیہ یا بعد اسکے خاندان عباسیہ کے خلفا منتخب نہین کئے
گئے گو بظاہر منظوری علما کا قاعدہ برتا جاتا تہا - اور وہ لوگ یہہ سمجہتے تہے کہ ہمکو عوام کی رائے
نہین بلکہ حق پیدایش نے خلیفہ بنایا ہے - خلافت عرب کے تمام ایام مین صرف ایک امیرالمومنین
ہمکو ایسا نظر آتا ہے جسنے علوم مذہبی مین اپنے تئین زیادہ مشغول کیا اور چند ایسے ملتے ہین کہ جنہون
نے بذات خاص مناصب مجسٹریٹی (قضا) کو نافذ کیا - تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک
مرتبہ ایک عباسی خلیفہ نے اپنے حق امامت یعنی نماز پڑہانے کے حق پر اصرار کیا تہا اور یہہ

امر غالباً ایک اتفاقی رشک کا اثر تہا۔ لیکن از روی قاعدہ عام اسلام کی دنیوی حکومت ایک
صدر اعظم کو اور دینی خدمت متعلق عبادت ایک نائب امام کو اور مسائل شرعیہ کی توضیح بعتبیر ایسے
علما یا مجتہدین کو جنکے مقلدین کا گروہ زیادہ ہوتا تہا سپرد کی گئی ہتی۔ لیکن تاہم خلیفہ کی حالت
فی الواقع پاک اور مقدس ہوتی ہتی خلیفہ قریشی النسب اور ہم نسل پیغمبر ہوتا تہا اور بقیہ سلاطین دنیا
سے یہہ ایک امتیاز اوسکو حاصل رہتا تہا۔ جون جون اونکی پولٹیکل حالت گہٹی وہ حقیقت مین
دوسری ایسی مہم دوستون کے ہاتہون مین پڑتی گئی کہ جنہون نے اونکو صرف اپنی اولوالعزمیون
کی اغراض متعلقہ کی وجہ سے اپنے ہاتہہ کا ایک آلہ بنا لیا لیکن باوجود اسکے منصب خلافت عزت
رہا اور نہ کبہی صلاح الدین کردی نے نہ طغرل سے نہ ملک شاہ نے نہ کسی سلجوقی امیرالامرائے اپنی
ذات کے لئے لقب خلافت کی جرأت کی۔ خاندان امیہ نے جسکو معاویہ نے قائم کیا تہا
دمشق مین بچاسی سال تک سلطنت کے بعد ۷۵۰ء مین نسل قریش کی ایک دوسری فرع
یعنی بنی عباس نے پھر تلوار ہاتہہ مین لی اور بجای خاندان امیہ کے متمکن ہو کر اسلام کی دار الحکومت
کو بغداد مین منتقل کر دیا اور وہان دنیاوی سلطنت کو پانچ سو سال تک قائم رکہا۔ اگرچہ اس
دوسری دور خلافت مین اسلام اپنے اعظم ترین جاہ و جلال پر پہونچا اور بلند ترین دنیاوی کمالیات
اوسکو حاصل ہوئین لیکن بلحاظ دین و مذہب کے وہ دور بہ نسبت اپنی ماقبل تیس سال کے کم مکمل رہا
قطع نظر اختلاف اہل ایران و اہل عرب کے خود متشرع جماعت ہی مختلف الرائے ہو گئے۔
اور خلفای مخالف یکے بعد دیگرے خود مختاری کے ساتہہ مصر اور اسپین مین اپنے تئین قائم کر لیا۔
علاوہ اسکے پچہلی دو صدیون مین خلفا کے دنیاوی اختیارات عملی طور پر حقیقت مین ترکان
سلجوقیہ کو مفوض رہی جو دیوان بادشاہی مین ارکان سلطنت کا کام کرتے تہے اور اونکی بہی
قوت اور اختیار کی تائید مین ہی علم یا تقوی کی نمود نہ تہی۔ ہلاکو نے بہ سرگروہی مغلان

اِس دور کو خاتمہ پر پہونچا دیا اور ۱۲۵۸ء مین بغداد کو تاراج و برباد کیا ۔ تاریخ خلافت
کے تیسرے دور مین تمام دنیاوی قوتین خلفا سے چہن گئین ۔ زوال سلطنت عرب کے بعد
اسلام نے بہت سے جداگانہ عملداریون کی صورت پکڑی اور ہر عملداری پر خاص اُتابک[1]
یا سلطان فرمانروائی کرتا تہا اور اپنی سلطنت کی حدود کے اندر دنیاوی بادشاہی کے
ساتہہ پیشوای مذہب بہی ہوتا تہا ۔ مغلون نے انکا مذہب قبول کر کے ملک مشرق مین
ایک اسلامی سلطنت قائم کی اور ترکان سلجوقیہ ۔ ترکان عثمانیہ بعد کو جنکی جگہہ قائم ہوی ایشیای
کوچک مین فرمانروای کرنے لگے ۔ ممالک باربری نے اپنے فرمانرواؤن کو علیحدہ قائم
کر لیا تہا اور مصر پر اوس عجیب خاندان کے لوگ یعنی مملوک سلاطین حکمران تہے ۔ کوئی ایک
صدر دنیاوی حکومت اسلامیہ کا کہین پتہ نہ دیتا تہا اور خلیفہ کا نام اس حیثیت سے کہ وہ
ایک حاکم فرمانروا ہو دنیا سے اوٹہہ گیا ۔ صرف قاہرہ مین جہان پس ماندگان خاندان عباسیہ
نے قتل و تباہی بغداد کے بعد پناہ لی تہی برائے نام ایک دبی دبائی حالت مین پیغمبر کی جانشینی
کا سلسلہ قائم رکہا گیا تہا ۔ ان خطابی خلفا کی جو مملوک سلطنت مصر کے تحت مین تہی ٹہیک ٹہیک
حالت کا تحقیق کرنا مشکل ہے ۔ یہہ بات تو مسلم ہے کہ دنیا عموماً اونسے بے خبر تہی اور کسی وقت
تو حقیقت مین یہہ امر مشتبہ نظر آتا ہے کہ جو سلسلہ جانشینی اونکے ذریعہ سے قائم رکہا گیا تہا وہ
بالکل صحیح و مستند تہا یا نہین ۔ عیسائی مورخین مصر نے اونکا کچہہ ذکر نہین کیا اور سر جان منڈویل
و دیگر مصنفون کی تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ لوگ خود سلطان مصر کو سردار مذہب اسلام
کہا کرتے تہے ۔ مین نے سنا ہے کہ اُن لوگونکی حالت موجودہ شیوخ اسلام قسطنطنیہ کے
حالت سے مشابہ تہی یعنی سلطان کیطرف سے وہ مقرر ہوتے تہے اور سلطان اونکو مسلمانو نکے
ساتہہ اتحاد قائم رکہنے کے لئے کام مین لاتا تہا ۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ فی الواقع یہی

[1] ایک لقب ہے ۔

اونکی ٹہیک حالت ہتی - لیکن مصنفان ملت حنفیہ نے اونکو ایک طور پر مثل سلاطین یعنے
حکام آزاد کے قرار دیا ہے اور اونکی یہہ حجت ہے کہ پیغمبر کی جانشینی کبہی منقطع نہین ہوئی اور
نہ کبہی اسلام بغیر ایک مسلم و مستند دنیاوی حاکم کے رہا ہے بادشاہان مصر یا ہندوستان یا
(سلیم کیوقت تک) ترک نے کبہی لقب خلافت کا دعوی نہین کیا بلکہ خاندان شریف مکہ نے
بہی کبہی ایسا نہین کیا حالانکہ بسبب قریشی ہونے کے صرف اونہین کے لئے ایسا دعوی
جائز ہوسکتا تہا - تیمور لنگ یا اور کسی مغل مسلمان نے بہی جنہون نے بغداد مین بادشاہت
کی کبہی یہہ ادعا نہین کیا - پس ضرور ہے کہ اس قدیم اور گذشتہ عظمت و جلال کی مدعی کا حال مسلمانو
نے دلچسپی اور حیرت کے ساتہہ سنا ہو - دلچسپ - اسلئے کہ خلافت کے نام کے ساتہہ بہت کچہہ
شان و دبدبہ اسلام کی یاد شامل ہتی - اور حیرت خیز - اسلئے کہ اوسکا دعویدار بوجہ اپنی نسل
کی ناقابل دعوی معلوم ہوتا تہا لیکن حنفی علما نے جیسا کہ مین کہہ چکا ہون سلیم بلکہ اوسکے جانشینونکی
حمایت مین قلم اوٹہایا اور قریب قریب تمام اہل سنت و جماعت پر اس بات کو ثابت کر دینے مین
کامیاب ہوے کہ جو لقب سلاطین خاندان عثمانیہ نے اختیار کیا ہے اوسکی نسبت و اونکا استحقاق
صحیح اور جائز ہے - اونہون نے یہہ کہا کہ خاندان عثمانیہ کی مذہبی و دنیوی حکومت اونکے
حق کے ذریعہ سے ہے یعنی منصب سلطنت پر وہ فی الواقع قابض ہین - یہہ دلیل پیش کی گئی کہ
خلافت ایک ضروری چیز ہے (اور اسکو تمام متشرع مسلمان مانتے ہین) اور یہہ بہی ضروری ہے کہ جو شخص اوس منصب پر فی الواقع
قابض ہو وہ اوسوقت تک خلیفہ جائز تسلیم کر لیا جائے کہ کوئی دوسرا دعویدار حق مرجح کے ساتہہ ظہور کرے پس دعویدار کے لئے
پہلے تو شرط ہے کہ دعوے کرے - اور دوسری یہہ شرط ہے کہ ایک فریق اوسکی حمایت کرے -
سلیم نے دونون شرطین پوری کین اوسنے دعوی بہی کیا اور بہ سرداری ایک فوج کے
اپنے دعوی کو قائم بہی رکہا - اوسنے دنیا مین پکار دیا کہ اگر کوئی حریف ہو سامنے آوے لیکن کوئی

حریف نہ ملا - پہر کیف ایسا حریف نہ ملا جسکو علمای ملت حنفیہ تسلیم کر لیتے کیونکہ سلطان مورا کو کبھی تسلیم نہین کیا گیا اور خاندان عباسیہ کا اخیر جانشین اپنی حق سے دست بردار ہو گیا تہا - اس مسئلہ کی تائید مین کہ تلوار سے حق پیدا ہوسکتا ہے اونہون نے معاویہ اور ابو العباس کی نظیرین پیش کین - معاویہ نے بمقابلہ خاندان علیؓ کے اپنا حق قائم کر لیا تہا اور اسیطرح ابو العباس نے بمقابلہ خاندان معاویہ کے دویم انتخاب یعنی بزرگونکی ایک شرعی جماعت کی جانب سے منظوری - یہہ بحث پیش کی گئی کہ جسطرح اہل حل و عقد کی مجلس مدینہ سے دمشق کو منتقل ہوے بعدہ دمشق سے بغداد کو منتقل ہوے پہر بغداد سے قاہرہ کو منتقل ہوے اسیطرح ایک مرتبہ اور بطور جائز قاہرہ سے قسطنطنیہ کو منتقل ہوے - سلیم چند علماے مسجد اظہر کو قاہرہ سے اپنے ساتہہ مسجد صوفیہ کو لایا تہا اور اونہون نے بالاتفاق علمای ترک سلیم کو منتخب کیا یا انکا اوسکے انتخاب کو منظور کیا - ایک ظاہری صورت انتخاب کے بطور علامت حق مذکور کے ابتک قسطنطنیہ مین برتی جاتی ہے اور خاندان عثمانیہ کا ہر نیا سلطان جب دنیاوی سلطنت کی کا جانشین ہوتا ہے تو خلیفہ تسلیم ہونے تک اسکو ٹہرنا پڑتا ہے یہان تک کہ علما کی ہاتہہ سے اوسکو منصب خلافت کی تلوار ملتی ہے - یہہ رسم حسب دستور مسجد ایوب مین ادا کیجاتی ہے - سوم نامزد ہونا - مین ذکر کر چکا ہون کہ متوکل نے جو نسل عباسیہ سے تہا اور خود ایک خطابی خلیفہ تہا اپنے خاندان کے تمام حقوق متعلقہ خلافت سلطان سلیم کو تفویض کر دئے - یہہ ایک تاریخی واقعہ ہے لیکن اس بحث مین صرف غلطی معلوم ہوتی ہے کہ متوکل کو کچہہ حق نہ تہا کہ اس منصب کو جو اوسکو صرف بوجہ خون و نسل کے حاصل تہا ایک بیگانہ کے ہاتہہ منتقل کر دیتا - یہہ بات بالکل قریب قریب اسکے ہی کہ گویا شاہ جرمن لندن پر قبضہ کر کے ڈان کارلاس سے تخت اسپین اپنے حق مین تفویض کرالی یا اگر نپولین ۱۸۱۲ع مین پائس ہفتم سے منصب پوپ کو اپنے حق مین تفویض کرا لیتا - لیکن تاہم

علماے حنفیہ اس تفویض پر بڑا اصرار و استدلال کرتے ہین اور اونکی راے مین بہ نسبت دلائل مسبوق الذکر کے یہہ زیادہ مضبوط ہے اور اس سے زیادہ تر ایک دعوی حق خاندانی پیدا ہوگیا - نامزد کرنے کی نسبت وہ حضرت ابوبکر کی نظیر پیش کرتے ہین کہ اونہون نے قریب رحلت منصب خلافت پر حضرت عمر کے جانشین ہونے کی خواہش ظاہر کی تہی - چہارم (اون دو معابد یا زیارتگاہونکی تولیت) یعنے مکہ و یروشلیم لیکن بالخصوص مکہ بعض علما کا یہہ قول تہا اور اس عہد مین بلاشک یہہ عام راے ہے کہ حجاز کی سلطنت براے خود استحقاق خلافت کے لئے کافی ہے معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع ابتدائی زمانہ اسلام مین یہی خیال تہا اور بہت سی خونخوار لڑائیان بیت اللہ کے حامی بننے کا حق حاصل کرنے کے لئے وقوع مین آئین - لیکن خلفا کی سلطنت کے ساتہہ حجاز کے تعلق کو اسقدر شکست ہا کی ہے کہ یہہ دلیل کچہہ بہت نہین چل سکتی دسوین صدی مین حجاز کرماسیون کے قبضہ مین رہا جو ایک معتزلہ فرقہ تہا - تیرہوین صدی مین ائمہ صنعا اوسپر قابض رہے اور صدی حال مین سات سال تک وہان وہابیون کی عملداری رہی - تاہم واقعی حکومت حرمین پر سلیم کا استدلال رہا اور یہی دلیل زمانہ حال کی بحث متعلقہ حق خلافت مین سلیم کے جانشینون کی جانب سے پہر پیش ہوئی - پنجم - (امانت یعنے تبرکات پر قابض ہونا) یہہ پچہلی دلیل بہ نسبت عقلا و علما کے زیادہ تر عوام الناس کو سنانے کے لئے پیش کی گئی ہے لیکن تاہم اوسکا ذکر اسمقام پر فروگذاشت نہین کیا جا سکتا کیونکہ اس زمانہ کی ناواقف مسلمانون پر اوسکا بڑا اثر پڑتا ہے - یہہ بات کہی گئی تہی اور اب تک صدق اور اوسکے ساتہہ اوسپر یقین کہا گیا ہے کہ ۱۲۵۸ع مین جب بغداد غارت کیا گیا تو بعض تبرکات رسول اللہ کے محفوظ رکہے گئے اور وہ قاہرہ مین لائے گئے اور پہر سلیم اونکو قسطنطنیہ مین لایا - ان تبرکات کی نسبت کہا جاتا ہے کہ منصب خلافت کے لئے وہ ایک سلطانی سند ہین اور اونکا قبضہ خلافت کا

استحقاق بخشتا ہے یہہ تبرکات پیغمبر کی ایک عبا جسکو غازیان اسلام بطور علم کے مستعمل کرتے تہے اور چند بال پیغمبر کی ریش مبارک کے اور حضرت عمرؓ کی تلوار پر مشتمل ہین - عوام الناس کا یہہ عقیدہ ہے کہ اب تک یہہ تبرکات مسجد ایوب مین محفوظ ہین ور اگرچہ علما کو اب اونکی صحت پر اصرار نہین ہے لیکن تاہم سلطان کے حق کی تائید مزید مین اکثر ان تبرکات ذکر بہی کیا جاتا ہے - یہی دلیلین ہین جنکی بنا پر حنفی علمانے سلیم کے دعوی کی حمایت کی وہی دلیلین قایم مقامان خاندان عثمانیہ کے متعلق ہین - معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیانے اونکو مان لیا ہے زیادہ تر اسوجہ سے کہ سلاطین ترک جو صرف پولیٹکل اغراض کو نظر رکہتے ہین - اسی بات کو کافی سمجہکر خاموش ہو رہے کہ اونکی خاص جا بائے ایک ظاہری پیرایہ مین اونکو خلیفہ مان لیا اور اونہون نے اپنی خود مختار سلطنتون کے مقابلہ مین اس بحث کا فیصلہ نہین چاہا - نہ خاندان مغلیہ کے شہنشاہان دہلی سے دینی یا دنیوی افسری سلاطین عثمانیہ کی تسلیم کرانے کا قصد کیا گیا نہ فرمانروایان مراکو سے - اور نہ سلاطین عثمانیہ نے اس قدیم لقب کو روزمرہ استعمال کرانے کا ارادہ کیا جو انہون نے اختیار کیا تہا ہندوستان مین مسلمان لوگ سلاطین خاندان عثمانیہ کو ہنوز بادشاہ یا سلطان روم اور ایک نہایت بڑا بادشاہ اسلامیہ سمجہتے تہے لیکن کسی خاص طور پر اونکو اپنا مذہبی افسر نہ جانتے تہے اور یقیناً اونکو اپنا سلطان نہ سمجہتے تہے - علماے مذہب حنفیہ نے البتہ بلاشبہ اون لوگون کو خلیفہ جائز تسلیم کیا - لیکن اکثر شافعی علمانے اسی بنا پر انکار کیا کہ چونکہ وہ غیر قریش ہین لہذا اونکا دعوی ناجائز ہے - اور عوام الناس اور جاہل لوگ جو اونکی عملداری سے باہر رہتے تہے وہ تو اونکے اس مذہبی لقب اور استحقاق سے قریب قریب بالکل ناواقف ہی - بیشک اس بات کا الزام خود سلاطین عثمانیہ پر ہے کیونکہ فرایض متعلقہ منصب جلیلہ کا بجالانا اونہون نے قریباً بالکل چہوڑ رکہا تہا - یہہ جب جہانتک بار بار کہی جاتی ہے کہ خاندان عثمانیہ نے خلافت کا لقب ایک غرض کے حاصل کرنے کو اختیار کیا تہا یعنے یہہ کہ ایک مستند بنیاد پر اپنی دنیاوی قوتون کو قائم و مستحکم کرین اور جب یکدفعہ اونکی یہہ غرض حاصل

ہوگئی تو بجز سواے دنیاوی شان و جلال سلطانی کے اور کوئی امر اونکو مد نظر نہ رہا پس اونہون نے
اختیارات متعلقہ خلافت کو کبھی نافذ نہین کیا یعنی اپنی عملداری کے باہر سرزمینون مین نائب
امام مقرر نہین کیے نہ خاص اپنی عملداری مین معاملات متعلقہ مسائل شرعیہ مین کچھہ دخل دیا بجز اوس
صورت کے کہ ان مسائل سے اونکی حکمرانی مین کچھہ ضرر پہونچتا تھا قسطنطنیہ کی علماے دینیات
نے جب بحث خلافت کا ایک مرتبہ پورا پورا تصفیہ کردیا اور یہہ فتوی دیدیا کہ خاندان عثمانیہ نے
ہمیشہ کے لیے یعنی نسلاً بعد نسلٍ حق خلافت کو حاصل کرلیا تب بادشاہ نے اونسے کہدیا کہ آپ
اصول شرعیہ مین مشغولی نہ رکھو اور اپنے مذہب مین اجتہاد ہمیشہ کے لیے موقوف تصور کرو۔
سلیمان اعظم وارث سلیم نے بالخصوص اس بات پر اصرار کیا سلیمان اسی زمانہ مین ایک سلسلہ احکام
کا اپنی سلطنت کے ملکی انتظام کی نسبت جاری کرچکا تہا اور اوسکو ناقابل فسخ و ترمیم قرار دیچکا تہا
پس اوسنے خیال کیا کہ مسائل مسلمہ شرعیہ کا بھی ناقابل فسخ و ترمیم ہوجانا اوسکی حکومت کے امن و
استحکام کا زیادہ تر باعث ہوگا چنانچہ اس باب مین بھی علماے حنفیہ نے اوسکی خواہش کو منظور
کرلیا اور کچھہ مزاحمت نکی۔ علماے ترک نے شروع گیارہوین صدی مین جب مذاہب عرب
مین نمودار ہوے اور بسبب ناواقفیت اس مقدس زبان کے انہون نے اپنے تئین دقت مین
پایا اور چونکہ اونکی تعلیم و ترکیب ہی کا یہہ اثر تہا کہ وہ ذہنی اور باطنی محنت کے برخلاف تھے لہذا
اسی وقت سے تو انہون نے اس مسئلہ کو قائم رکھا کہ قواے باطنی کو ساکن رکھنا ہی صحت اور
علامت متشرع ہونے کی ہے اور اپنے فتوون مین ہمیشہ اسناد پر حوالہ دیا کیے اور اصلی و ابتدائی
دلیلونکو یک قلم نامنظور کرتے رہے۔ لہذا انہون نے سلطان کے خیالات کی فوراً تائید کردی۔
ابتدائی اصول سے استدلال کرنے کی باضابطہ ممانعت کردیگئی اور شرع موجودہ کی تعبیر کے لیے
دو عہدہ موضوع ہوے ایک مسلمہ اصول شرعیہ کے اظہار کے لیے اور دوسرا عملی فیصلوں کے لیے

یعنی شیخ الاسلام و مفتی اعظم - سلاطین عثمانیہ کی جانب سے بطور رہ وسائل کی تحقیق کا انسداد اور اعلی حکومت مذہبی کا قاہرہ واقع سرزمین عرب سے باسفورس کے تاتاری ہواؤن منتقل ہونا صریح اور فوری باعث اس مذہبی بےحسی و افسردگی کا تہا جس سے یون نمایان طور پر سترہوین اور اٹہارہوین صدی مین اسلام نے نقصان اوٹہایا - اب ہم نے تاریخ خلافت کو اُس زمانہ تک پہونچایا ہے جسکے نسبت باب گذشتہ مین کہا گیا ہے کہ وہ اسلام کے لیے جہان تک معقولات اور قوای باطنی کو تعلق ہے افسردگی اور بےحسی کا زمانہ تہا حقیقت مین یہہ ایسی سستی کی نیند تہی جس سے بیداری کے کچہہ آثار نہ تہی اور معاصرین کو جنمین و دلٹائیر بہی شامل ہے موت سے نہایت قریب معلوم ہوی - باوجود اسکے کہ سلیمان نے اپنے نزدیک ایک ابدی انتظام کر دیا تہا - خاندان عثمانیہ کی دنیاوی طاقت مین نہایت مصیبتناک انحطاط آگیا اور سلاطین ترک کی مذہبی عظمت و افسری مسلمانون کے ساتہہ رخصت ہوگئی - گذشتہ صدی کے وسط مین لقب خلافت کو خود اونہین کی حدود سلطنت کے اندر لوگ بہول بہال گئے اور قسطنطنیہ کا دربار ربدی اور بیدینی مین ضرب المثل ہوگیا - پس یہہ بات بخوبی تصور مین آسکتی ہے کہ مذہبی طبائع کے اُبہارنے جو سبب کو روبالاو نا ہیون کے اُٹہہ کہڑے ہونے سے وقوع مین آیا تہا سلطان کے دعوی خلافت کو بالخصوص ایک دہمکی دی صدی حال کے شروع ہونے کے قریب قریب تین حصہ دنیاے اسلامیہ کا ایک تبدیلی کے لیے پختہ ہوتا جاتا تہا اور معلوم ہوتا تہا کہ منصب خلافت کسی نئے دعویدار کے لیے موجود ہے جو اپنے تئین اوسکے پہننے کا مستحق ثابت کرے - دو شخصون نے تو اُسوقت فی الواقع اوسکو حاصل کرنے کا حوصلہ کیا تہا اور وہ دونون شخص اعلی درجہ کی ہوشیار تہے اور وسائل کامیابی کے اجزا اونکے ہاتہہ مین تہے اور اس مین کچہہ شک نہین کہ اگر ایک ایسی سلطنت جسکی قوت اُن دونون سے زیادہ تہی اور جسنے اوسوقت بہ مرتبہ اول

ــــ فرانس کا ایک حکیم -

ایشیا مین اپنی طاقت کے اعلی درجہ کو تہلانا شروع کیا تہا اون شخصون کی مخالفت و مزاحم ہو جاتے تو اونمین کا ایک ایک اپنا حوصلہ پورا کرلیتا - وہ سلطنت انگلنڈ کی سلطنت تہی او جن حوصلون کو اوسنے شکست کردیا وہ بونا پارٹ اور محمد علی کے حوصلے تہے - مین جانتا ہون کہ لوگ اس بات کو خوب نہین سمجہے کہ جنگ نیل نے کیسے عظیم الشان منصوبہ کو درہم برہم کردیا مشرقی سلطنت پر نپولین کی طبیعت جم گئی تہی اور یوروپ مین جس بات مین وہ قاصر رہا تہا ایشیا مین بالضرور اوسکو کامیابی ہو جاتی - وہان چہوٹی چہوٹی عملی حکمتین بیفائدہ ہین اور بڑی بڑی تدبیرین اس سبب سے کہ طبائع ملک کے موافق ہوتے ہین جڑ پکڑ جاتے ہین - اور نپولین کے دماغ مین ایک ایسا خیال جاگزین تہا جو یقیناً سرسبز ہو جاتا - نپولین کی انگریز مخالفون نے اپنی خیالات پر اوسکے خیالات کا بہی اندازہ و قیاس کرکے اسقدر سمجہا کہ اوسکا بہی ایک چہوٹا سا منصوبہ ہے کہ براہ فارس ہندوستان پر حملہ کرے اور اس منصوبہ کو اونہون نے ایک دیوانگی کا خیال قرار دیدیا لیکن حقیقت مین ہندوستان تو اوسکے تجویزونکا ایک مختصر حصہ تہا - نپولین نے قاہرہ مین جب علانیہ کلمہ پڑہا اور دین اسلام کا ادعا کیا تو اوسکا یہہ ارادہ تہا کہ اسلام کا سردار بنجاوے اور اوسکی یہہ دلیل بجا تہی کہ تین سو برس گذرے جو بات سلیم کے لئے ممکن ہو گئی تہی وہ اسوقت میرے لئے بہی ممکن ہے - اور بیشک ۱۷۹۹ء مین جب مسلمانون سے کہا جاتا کہ نپولین کی خلافت کو تسلیم کرو تو وہ اوسوقت سے زیادہ متعجب ہوتے جب ۱۵۱۹ء مین ایک عثمانیہ خاندان کے شخص کی خلافت کا تسلیم کرنا اونسے چاہا گیا تہا - یہہ بات تو خونخوار جنگ نیل سے رک گئی ورنہ نپولین جیسے ہنرمند جنگ کے لئے یہہ سب کچہہ ہو جاتا بلکہ اس سے زیادہ اور یہہ بات سمجہہ مین آسکتی ہے کہ مسلمانون کے ایک بڑے گروہ کی مخالف ہو جانے سے یوروپ کو ایسی مصیبتین پیش آتین جو خاص نپولین کی لڑائیون کے مصائب سے کہین

زیادہ ہوتین - اور اسی اثنا مین دریای نیل یا باسفورس پر بہ نسبت اُس سلطنت کے جو
بونا پارٹ والی سین پر قائم کرسکتے ایک زیادہ دیرپا سلطنت قائم ہوجاتی - بہرکیف اس بات
کی وقعت ایک دلچسپ خیال سے زیادہ نہین ہوئی اور اوسپر اوتہین چند لوگون نے توجہ
کی جنہون نے ازراہ بصیرت اوسکو ایسا قریب الوقوع دیکہا کہ اُسکے سارے پہلوؤنکو سمجہ سکے
اور اوسپر متحیر ہوسکے - اُن اصحاب فہم وبصیرت مین محمد علی البانیان کا صاحب فہم بہی تہا جسنے
حکومت مصر اوسوقت اختیار کرلی جب انگلستان نے سلطان ٹرکی کو صوبہ مصر واپس دیدیا
محمد علی نے ابتداہی سے بونا پارٹ کی کارروائیون کو اپنے لئے نمونہ بنالیا تہا اور خلیفہ
بننے کی آرزو کو جو نپولین کا سب سے بڑا حوصلہ تہا گویا اوسنے نپولین سے وراثت مین
پایا تہا اور مستقل طور پر اوسکے حاصل کرنے کی کوشش کی تہی - وہ کامیابی کے نہایت قریب
پہونچگیا تہا ۱۸۳۳ء مین محمد علی مکہ اور قاہرہ اور یروشلم پر قابض تہا اور مقام کونیا اوسنے سلطان
شکست دی تہی اور براہ ایشیای کوچک قسطنطنیہ پر بڑہتا جاتا تہا - وہان پہونچکر بلاشبہ وہ اپنے
خلافت کا اعلان کردیتا کیونکہ تمام ضروری شرطین مسلمہ جو سلطان کے متعلق جنکی بنا پر نیا دعوے
قائم ہوسکتا تہا اوسمین موجود تہین اور یہ امر قرین قیاس نہین ہے کہ اس مقصد کے حاصل
ہونے مین علمای ترک اوسکے کچہ زیادہ مذہبی مزاحمت کرتے سلطان مراد کی انتظامی اصلاحون
سے وہ لوگ خود کچہ پریشان اور اندیشہ ناک ہورہے تہے پس سلطان کی حمایت مین شاید ہی
وہ کچہ زور دکہاتے اور اگرچہ خود محمد علی پر بہی الزام تہا کہ جادۂ مستقیم پر ٹہیک ٹہیک قائم نہین ہے

ل نپولین کا اجنٹ لاسکرس جو اہل عرب مین متعین تہا اوسکا اصل روزنامچہ پچہلے دو سالون مین بمقام الیپو دستیاب ہوا ہے اور گورنمنٹ
فرانس نے اوسکو خرید کرلیا ہے - اگر مین بالکل غلطی پر نہین ہون تو میری دانست مین جب کبہی وہ مشتہر ہونا قرار دیا جائیگا اوس سے
نپولین کے مہم مصر کے متعلق نئے نئے اور بڑے بڑے حال معلوم ہونگے ۔

تاہم تشریع اسلام پر اوسکو ایک یہہ بڑا دعوی تہا کہ اوسنے مکہ اور مدینہ کے مقدس شہرونکو وہابیون
کے پنجہ سے چہڑایا تہا۔ خاندان عثمانیہ اس وقت مین نہ صرف بیرونی دنیا کی نظر مین ناپسندیدہ
ہوگیا تہا بلکہ خود مذہب حنفی کی نگاہ مین بہی مکروہ ہوگیا تہا اور چونکہ علماء حنفیہ نے سابق مین
سلیم کو خلیفہ تسلیم کرلیا تہا لہذا بطرز معقول ۱۸۳۹ء مین وہ لوگ محمد علی کو خلیفہ تسلیم کرلیتے
لیکن اس حکمت عملی کی پیروی مین جسپر اب نہ پہنچنا مشکل ہے انگلستان نے اس ارادہ کو بہی
روک دیا۔ اور اوس ہم دوست ثانی ازباوت کو اپنی وزارت مصر پر واپس جانا پڑا اور
خاندان عثمانیہ کو اگر مذہبی طاقت کا نہین تو بہرکیف مذہبی افسری کا ایک نیا پٹہ حوالہ کیا گیا
مسلمانون مین سلطان عبدالمجید اور سلطان عبدالعزیز کا عہد سلطنت اس نظر سے دیکہا جاتا ہے
کہ اوسمین درمیان گورنمنٹ سلطانی اور قدیم مذہب علمای حنفی کے کامل بے تعلقی ہوگئی۔
اس موقع پر مجہکو جگہہ نہین ملتی کہ اُن اصلاحونکی نوعیت پر بحث کرون جنکا ارادہ ما بین ۱۸۳۹
و ۱۸۶۹ء کے منجانب سلطنت عثمانیہ کے کیا گیا اور جزواً اونپر عملدرآمد ہوا تاکہ یوروپ کا غل شور
فرو ہوا اور اوسکی فرمایشین پوری ہون۔ مذہب کی طرف سے اور مذہب کے ذریعہ سے ان اصلاحونکو
عمل مین آنا چاہئے تہا لیکن ایسا نہین ہوا بلکہ مذہب کی کچہہ پروا نہین کی گئی اور اسی سبب سے
مذہبی آدمیون مین اُن اصلاحون نے کہین درجہ قبول نہ پایا۔ بیشک اسلام مین ایسی تمام اصلاحین
ناکامیاب رہین گی کیونکہ خلاف شرع ہونے کا ایک لازوال عیب خواہ مخواہ اُن مین لگا رہیگا
مجہے اُمید ہے کہ اس کتاب مین کسی آیندہ موقع پر مین یہہ بیان کرونگا کہ سچی اصلاح کا عمل مین آنا
اور منظور و مقبول ہوجانا کس طریقہ سے وقوع مین آسکتا ہے۔ اس وقت مین صرف اُس خط ہمایون
اور اُسکے احکام متعلقہ کے اعلان و اجرا کا ذکر کرونگا جو تاریخ خلافت عثمانیہ مین زوال کا نشان
دیتے ہین اور جو صریحاً اوس بازگشت کی حکمت عملی کا باعث ہوئے ہین جسوقت ہم قسطنطنیہ مین

مشاہدہ کر رہے ہین۔ سلطان عبدالحمید نے بسبب اپنے بے موقع ارادون کے مسلمانون
سے کافر کا خطاب حاصل کیا اور سب کو معلوم ہے کہ اوسکا بیٹا مذہبی قانون کا توڑنے والا
قرار پاکر تخت سے اوتار دیا گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ سلطان عبدالعزیز نے ایک وقت
مین اپنی اصلی حالت کو سمجہا تہا اور اس بات پر اپنے لگگیا تہا کہ مجہسے کیا کیا امور مطلوب ہین
یہہ بات واقعہ مصرحۂ ذیل سے معلوم ہوگی۔ بہرکیف یہہ واقعہ اوس عہد کا نشان دیتا ہے جب
بمرتبۂ اول ٹرکی مین یہہ ایک مضبوط اور مستقل پالیسی قرار دیگئی کہ سلطان کی مذہبی اور روحانی
افسری (یعنی خلافت) کے دعوی از سر نو زندہ کئے جائین۔ جیسے اسکے حالات یون
بیان کئے گئے ہین کہ سلطان عبدالعزیز کے اوائل ایام سلطنت مین ایک مدبر ملک جو حقیقت
مین نہایت عالی خیال و ہوشیار اور ممالک مشرقی اور مغربی دونون جگہہ کے حالات کا عالم
متبحر اور بالخصوص اسلام کی مذہبی تاریخ کا بڑا جاننے والا تہا قسطنطنیہ مین وارد ہوا۔ رشدی پاشا
اوسوقت کے وزیراعظم کا اور ٹرکی کے اوس نئے گروہ کے لوگونکا دوست تہا جو ہر اچھے پائدار
وسائل سے چاہتے تہے کہ کسی طرح مرکز شہنشاہی کو بہر مضبوط اور قوی کرین۔ اوسنے ان
لوگون سے اور بعد کو جب وہ باریاب ملازمت سلطانی ہوا تو خود سلطان سے وہ فوائد بہ اصرار
بیان کئے جو گورنمنٹ عثمانیہ کو اوسحالت مین حاصل ہونگے کہ مذہبی حکومت سلطان کی بطور خلیفہ
کے زیادہ نمایان اور پیش پیش حالت مین کردیجاے۔ اوسنے کہا کہ یہہ ایک ذریعہ صوبونکو بہی
دباؤ مین رکہنے کا ہوگا اور اہل یورپ کے پولیٹکل عملی حکمتون کے مقابلہ کو بہی ایک آلہ ہو جائیگا۔
اوسنے سلطان عبدالعزیز کو یہہ بات سوجہائی کہ آپکی اصلی طاقت اسمین نہین ہے کہ دنیاوی
قومونکو مضبوط کیجئے بلکہ اس بات مین ہے کہ اپنی مذہبی و روحانی قوتونکو مضبوط و مرتب کیجئے
اوسنے سلطان کو حدود سلطنت کے باہر کی اسلامیہ آبادیون کی عظمت بتائی اور بہ اصرار کہا کہ

کہ جہان تک ممکن ہو وہ سب قسطنطنیہ کے اثر اور دباؤ کے دائرہ کے اندر کر لی جائین اور
اسطور یہ ممالک باربری اور ہندوستان اسلامیہ اور وسط ایشیا سب کے سب جملہ اغراض و منشار
کے لیے بجز خراج گزاری کے تخت ٹرکی کی رعایا و ماتحت ہو جائیگی۔ عہد سابق مین خلفار پر
واجب تہا کہ تمام ممالک اسلامیہ مین وہ اپنی مذہبی حکومت کی قائم مقامی کے لیے امام مقرر کرتی
تہے چنانچہ یہہ مشورہ دیا گیا کہ یہہ لوگ پھر ایک مرتبہ مقرر کیے جائین۔ امام یا پیش نماز متشرع مسلمانون
مین ایک ضروری چیز ہے اور جب خلیفہ نے جو خود امام اعظم ہوتا ہے ایسے امام نہ مقرر کیے تو
مسلمانون نے مجبور ہو کر یا تو لوکل گورنمنٹون یعنی مقامی حکومتون سے اونکی تقرری کی استدعا
کی یا خود اونکو مقرر و منتخب کر لیا لیکن وہ معترف تہے کہ یہہ بات موافق شرع نہین ہے پس وہ
بہت خوشی سے اس جائز اور شرعی طریقہ کو پہر قبول کر لینگے اور اسکے ساتہہ ہی ان مذہبی عہدونکا
پہر قائم ہو جانا قسطنطنیہ کی مذہبی طاقت مین ایک عظیم الشان اضافہ کر دیگا۔ سلطان عبدالعزیز
سے یہہ بہی کہا گیا کہ دیکہیے عظیم اور اہم خطہ عرب آپکے کیسے بڑے کام کا ہے اور وہان دباؤ اور
رسوخ پیدا کرینگے وسائل کس غفلت سے چہوڑ دے گئے ہین۔ ایک شخص نے جو اوس جلسہ مین
موجود تہا مجہے مطلع کیا ہے کہ ان خیالات پر سلطان عبدالعزیز کو صرف مسرت ہی نہین ہوئی
بلکہ وہ بے انتہا حیرت مین رہ گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے اونکو اپنے منصب حاصلہ کے تاریخی
عظمت و جلال کا یا اوسکے اختیارات و حقوق کا کچہہ خیال نہ تہا چنانچہ چند عرصہ کے لیے انکی
عنان اندیشہ اوس راہ کی طرف جو دکہائی گئی تہی پہر گئی۔ سلطان نے اکابر علما کو طلب
کر کے پوچہا کہ مین نے جو یہہ سب باتین سنی ہین آیا صحیح ہین اور جب اونکا جواب بالکل اون
باتون کے مطابق نکلا تو سلطان نے شیخ الاسلام کے نام کمیشن جاری کیا کہ مسئلہ خلافت پر
بذریعہ تمام وسائل امکانی کے زور دو اور اوسکو آگے بڑہاؤ۔ چنانچہ دنیای مسلمانان کی ہر سمت

بالخصوص ہندوستان اور ممالک باربری کی طرف واعظ بہیجے گئے تاکہ مسئلہ خلافت کو حنفی طریقے
سے بیان کریں اور اوسکو سمجہاوین اور اگرچہ ابتدا ان واعظونکو کم کامیابی ہوئی لیکن بالآخر
اونکو ان ممالک مین اپنا مقصود حاصل ہوگیا جہان مسلمان لوگ کفار کی سلطنت مین رہنے پر مجبور
تہے - یہہ بات یہان تک بڑہی کہ پہر ایک مرتبہ خلافت عثمانیہ کا ڈنکا تمام مذاہب مین بجگیا یعنی
اونکی خلافت بطور مسئلہ مسلمہ کے ہوگئی اس باب مین ان واعظونکی تائید ایک قوی آلہ سے ہوئی جو
ابتداءً اس کام کے لئے اوسوقت ٹرکی مین بنایا گیا یعنی ایک مطبع - زبان عربی کا ایک اخبار موسوم بہ
جوائب[1] زیر ہدایت و نگرانی احمد فارس ایک نومسلم کے جاری کیا گیا یہہ شخص عربی کا بڑا عالم اور
ایک نہایت لایق انشا پرداز ہے اور مسئلہ خلافت مین خود اوسکی رائے قائم ہوچکی تہی چنانچہ یہہ پرچہ
اب تک برابر علما کی اس نئی حکمت عملی کا موئد رہا - لیکن استنبول کی افسران سرکاری کی سازشی
فرقہ کی توجہ ہنوز دوسری مقاصد اور اعتراض کیطرف مائل تہی اور صرف - چند شخصون نے
اسبات کو سمجہا کہ سلطنت کی انتظامی اصلاح کی تدبیر مین مذہب کو کیا اور کس پیرایہ مین کام کرنا ہے
علاوہ برین - اور یہی بات علما کے لئے سخت ہارج تہی - سلطان عبدالعزیز اس قابلیت کے
آدمی نہ تہے کہ کسی بڑی پولیٹکل خیال پر مستقل رہین اور اوسکو پورا کرین وہ ایک عیاش آدمی سے
کچہہ کم نہ تہے لہذا وہ اور اونکی گورنمنٹ بہت جلد پہر اپنے اوسی موروثی حکمت عملی پر آرہے
جو صرف اسلحہ کی قوت پر اور غیر ملکون کی قرضون پر اور عہدہ دارونکی سازشون پر اپنی طاقت کا
مدار سمجہتے تہے - عملی طور پر اوس طریقہ مجوزہ مین وزراے عثمانیہ نے جو کام کئے وہ صرف وہی
دو جہاد تہی جنکا اعلان وہابیان حسا اور معتزلہ الصفا کی مقابلہ مین کیا گیا تہا لیکن علماء حنفیہ اس بات سے مطمئن نہ ہوے انہون
نے یہہ عزم راسخ کرلیا تہا کہ اس نئے خیال کو پورا کرین اور سلطانکو اسبات پر مجبور کرین کہ وہ علانیہ مذہبی انتظام مذہب کے متعلق کارروائیونکے

---

[1] الجوائب ابتداءً قریب سنہ ۱۸۶۰ء کے شائع ہوا۔

پیشوا بنائین پس جب اُنہون نے دیکھا کہ سلطان عبدالعزیز طریق خلافت مین ٹھیک ٹھیک نہین
چلتی تو اونہون نے اونکو تخت سے اوتار دیا اور عبدالحمید سلطان حال کے لیے جو اونکے
خیال کے موافق سچے دلاور اسلام ہین راہ کہول دی۔ مذہبی سلسلہ جانشینی پیغمبر مین خاندان
عثمانیہ کی شاخ کا یہہ پچہلا پیوند جو لگا یعنی سلطان عبدالحمید تخت خلافت پر متمکن ہوے اگرچہ دیندار
مسلمان کو یہہ ایک نعمت غیبی معلوم ہوئی لیکن سچے خیرخواہان اسلام خواہ مخواہ اوسکو ایک بڑا
افسوسناک واقعہ سمجھتے ہین۔ یہہ بات قریب یقین کے ہے کہ اگر عبدالمجید یا عبدالعزیز کا جانشین
کوئی ویسے ہی نافہم وبیخبر لوگون مین سے ہوتا جو اکثر تخت سلطنت پر بیٹھے ہین تو خلافت عثمانیہ
اسوقت ایک زمانہ گذشتہ کی بات ہو چکی ہوتی۔ بہرکیف ایک اہم اور معقول حصہ اسلام کی نسبت
تو وہ خلافت ضرور ہی مٹ گئی ہوتی ۱۸۷۶ء مین جبکہ وہان کی فوجی قوت بہت کم ہو گئی ہی
قسطنطنیہ کا محکمہ سرکاری اُس بغاوت کا فرو نہ کرسکتا جو سلطان کے مذہبی اور دنیاوی افسری کے
مقابلہ مین کہیجاتی اور اوسکی جگہہ کوئی ایسی چیز قائم ہوتی۔ کہ جس سے صحیح اصلاح مذہب کی امید کی
بنا قائم ہوتی۔ غالباً اوسوقت تک ملک عرب اپنی خودمختاری کا اظہار کرتا اور کسی نئے قریشی خلیفہ
کا ماتحت ہوکر مشرقی ملک کو اپنا ساتھی اور ہمدرد بنالیتا۔ اگرچہ شاید مذہبی شورشون و تفرقو کا
وقوع ہوتا لیکن کم سے کم ایک زندگی پیدا ہو گئی ہوتی اور زندگی ہی اسلام کو مطلوب ہے لیکن
سوء اتفاق سے سلطان عبدالحمید نہ تو ایک نرے نفس پرست اور آرام طلب تھے اور نہ جسم یا طبیعت
کے کمزور تھے۔ اونہون نے ایک ایسے بیساختہ خیال سے جسپر خواہ مخواہ ہر شخص آفرین کہیگا اوس
حبل متین کو پکڑ لیا جو اونکی اور اوسکے خاندان کی حفاظت کے لیے رکہی تھی اور مذہب کے
اعلی درجہ کے خیرخواہ گروہ کے پیشوا اور سردار بن گئے اور چند عرصہ کے لیے بڑی ساعت کے آنے کو
روک دیا۔ سلطان عبدالحمید کے خود خصائل اور مذہبی رایونکی نسبت صحیح اطلاع حاصل کرنا مشکل ہے

لیکن میری دانست مین یہہ بات بلاشبہ کہی جاسکتی ہے کہ باعتبار مذہبی رایون کے وہ ایک پکے حنفی ہین - لڑکپن مین باوجود شہزادگی کے وہ ایک متین شخص تہے اور علمی مذاق خصوصًا علم جغرافیہ و تاریخ کا شوق رکہتے ہتے - مذہب مین اگرچہ عالم نہین ہین لیکن تاہم کچہہ مذہبی علم اونکو حاصل ہے لہذا یہہ بات تسلیم کرلینی چاہئے کہ اپنی مذہبی اور روحانی افسری یعنی منصب خلافت کی حالت پر انکو خلوص کے ساتہہ عقیدہ ہے جب عقیدہ سے غرض متعلق ہو تو خلوص کا حاصل ہونا آسان ہوتا ہے - اور ایک شخص نے اپنی چشم دید مجہسے بیان کیا ہے - کہ تخت نشینی سے چند روز بعد جب حسب دستور مسطورہ بالا مسجد ایوب مین اونکو تلوار بندہوائی گئی تو اونہون نے اپنے طرز اور طریقہ مین ایک دفعتًا تبدیلی سے اہل بارگاہ سلطانی کو متعجب کردیا - اوس روز بعد وہ پہر سلطان عبد الحمید تمام دن اون لوگون سے اپنے درجہ مذہبی (منصب خلافت) کا ذکر ایسی زبان مین کرتے رہے جو کئی صدیون سے محل سراے سلطانی کی حدود کے اندر سنائی نہ دی تہی - یہہ بہی تحقیق ہے کہ روسیون کے حملہ کی ترددات سے نجات پاکر اونکا پہلا کام یہہ تہا کہ اوسی اعلان و وعظ کو جو شروع ہوچکا تہا از سر نو نظم و نسق کے پیرایہ مین لاے اور ہندوستان اور ممالک باربری مین نئے واعظ اسلیئے بہیجے کہ اون مسلمانون پر جو کفار کی زمین مین ہین خاص سلطان کی خلافت کی حکومت کا وعظ کہین - غیر ممالک کے اجنبی مسلمانون سے بہی سلطان کی تقریر ابتدا ہی سے بہ نسبت دنیاوی بادشاہ کے زیادہ تر بطور حاکم مذہبی کے رہے اور سفران یوروپ کے ساتہہ سلطان نے اپنی یہہ حالت برابر اور مستقل طور پر اور نہایت اثر کے ساتہہ قائم رکہی - سلطان عبد الحمید کی لیاقت کا یہہ کچہہ کم اور ادنے ثبوت نہین ہے کہ اونہون نے اپنی حکمت سے ہماری تدبیر مملکت و راز سفارت کو درہم برہم کردیا سنا جاتا ہے کہ وہ نماز کے نہایت پابند ہین - لوگ یہہ بہی کہتے ہین کہ سلاطین ترک کے دستور احتراز نکاح شرعی پر وہ بہی قائم ہین - سلطان عبد الحمید درویشون اور اہل کرامات

اور مقدس لوگون کے بڑے فیاض مربی ہین سلطان ایسے لوگونکی بڑی تلاش مین رہتے
ہین اور اونکی بڑی عزت کرتے رہین ۔ امور سلطنت اور عدل گستری مین جب وہ خود عمل کرتے
ہین تو سخت پابندی شریعت کی کرتے ہین اور مسائل مشتبہ مین ہمیشہ مفتی یا شیخ الاسلام سے
مشورہ کرتے ہین جب کبھی یوروپ کی فرمائشین خلاف قانون شریعت کی ہوئی ہین تو سلطان نے
اونکے رد کرنے مین کچھہ کم اور ناقابل وقعت قوت و استقلال ظاہر نہین کیا ۔ ان تمام وجوہ پر نظر
کرنے سے فوراً سمجھہ مین آ جائیگا کہ سلطان عبدالحمید نے نہ صرف علمای ترک کو اپنا موید بنا لیا ہے
بلکہ اپنی عملداری سے باہر بھی رایون کے ایک بڑی اور قابل وقعت ذخیرہ کو اپنا طرفدار بنا لیا ہے
یا تو مذہب کے حق مین یہہ لوگ دغابازی کرنیوالے سمجھے گئے تھے یا اب اوسی خاندان عثمانیہ
کے سلطان پر پھر ایک مرتبہ مشرق و مغرب مین بطور والی اسلام کے نظر پڑنے لگی ۔ اور پرانے
فیشن کے علما جو اسلام کی بازگشت ابتدائی حالت پر چاہتے ہین سلطان عبدالحمید کو شیر اسلام
سمجھتے جاتے ہین ایک سال گذرا جب مین جدہ مین تھا تو اوسوقت یہہ بات نہ تھی لیکن اب یہی
حالت دکھائی دیتی ہے ۔ اوسوقت تک تو خود اونہین کے فریق کے لوگ اونکی نسبت شبہ کے
ساتھہ گفتگو کرتے تھے اور بلاشبہ سلطان نے اونمین کوئی جوش پیدا نہین کیا تھا وہ لوگ اونکے
منشا کو نہ سمجھتے تھے اور یہہ خیال کرتے تھے کہ سلطان ایک چال چل رہے ہین ۔ لوگ سلطان کی
نسب کو (مانکی طرف سے) آرمینہ سے ملاتے تھے ۔ اونکے سچے مسلمان ہونے پر شبہ تھا
یہہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی کہ سلطان عبدالحمید کی حرم سرا کا مولود متدین اور باوقار نکلے گا ۔

سلہ مقدمہ تحقیقات قاتلان سلطان عبدالعزیز مین سلطان عبدالحمید نے اپنی معمولی پابندی شریعت سے انحراف کیا ہے ۔ اگر
علما کبھی اونکو تخت سے اوتارچاہینگے تو اس لغزش کا الزام اونپر لگا سکینگے ۔ سنا جاتا ہے کہ اس معاملہ مین سلطان نے
اپنے ایک یوروپین معتمد کے مشورہ پر عمل کیا جو معاملات سفارت یوروپ مین اونکا مشیر ہے ۔

علاوہ بریں سلطان عبد الحمید نے اوسوقت تک اپنی قوت نہین دکھائی تہی اور قوی ہونا ہی
ایسی چیز ہے کہ جس سے ہر ملک مین آدمی دلاور اور بہادر کا لقب پا جاتا ہے اور اوسکی ستایش ہوتی
ہے - لیکن پچھلی آٹھ مہینے مین بہت جلد جلد واقعات وقوع مین آے - یونان اور البانیہ اور
کردستان مین عبد الحمید نے اپنی تدبیر کی بازی کو جیت لیا - انگلستان سے وہ کچھہ نہین ڈرے اور
اصلاح مجوزہ کفار کا سامنا دلیری سے کیا - یوروپ کی آنکہون کے سامنے اونہون نے یہہ جرأت
کی کہ مدحت پاشا کو جو یوروپ کی حمایت مین تہا گرفتار کر لیا اور بہ الزام قتل اوسکی تحقیقات کی -
بالآخر ٹیونس مین اہل فرانس سے بہی سلطان نے گویا اپنا ہی کام کرا لیا - یعنی اس وجہ سے اونکو شمالی
افریقہ کے مسلمانون سے ہمدردی کے اظہار کا موقع ملا - حالانکہ یہہ وہ خلقت تہی کہ صدیون سے
سلطان کے دعوے کے برخلاف تہی - بیس سال پہلے سلطان عثمانیہ کے لئے یہہ بات قطعًا ناممکن
تہی کہ ایک عرب کے سینہ مین اپنی خیرخواہی اور وفاداری کے خیالات پیدا کرے - اوس زمانہ مین
ٹیونس کو بالخصوص اسی بات پر ناز تہا کہ ہم تخت ٹرکی کی حکومت سے آزاد ہین اور باستثناے حنفی فرمانروایان
ممالک ساحل افریقہ کے اور سب لوگ ترکون کی طرف سے لڑنے کے خیال کو لغو اور واہیات سمجہتے
تہے لیکن اب خود مالکی لوگ جو قیروان مین مقدس ہین سلطان عبد الحمید کے اشارون پر حرکت کرتے
ہین یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ مصر مین بہی سلطان کسقدر کامیابی کے ساتہہ تحریک کر رہے ہین اور ہندوستان
کے مسلمان تو علانیہ مساجد مین اونکی لئے دعا مانگتے ہین - ہر جگہہ وہ فریق جو اسلام کی بازگشت
چاہتا ہے مسلح کہڑا ہے اور اس زمینی خلیفہ کو جو اونکی مرضی کے موافق کام کر رہا ہے اور یوروپ
کو بے اصل سمجہتا ہے - اور بشرط ضرورت اس بات پر مستعد معلوم ہوتا ہے کہ کسی دن اُن لوگون کے
ساتہہ اُن لوگونکا پیشوا بنکے علم جہاد بلند کرے - اپنا پیشوا تسلیم کر چلا ہے - باہمہ یہہ خیال نہ کرنا چاہئے
کہ کل تشریع اسلام قسطنطنیہ کا طرفدار ہو چکا ہے - مین ثابت کر چکا ہون کہ ٹرکی اور مذہب حنفی پر مسلمانون کے

دنیا کا تماشا نہین ہے اور گرم اور سخت طبع فریق سلطنت عثمانیہ اور آنسے ہی زیادہ مہیب یعنی مقدس مالکی لوگونکے پہلو بہ پہلو ایک ہوشیار اور ہونہار فریق کہ جس سے مذہبی اصلاح کی امید پائی جاتی ہے موجود ہے۔ مصر کا مذہب شافعی اس فریق کا حصن حصین ہے اور دیگر دور دراز ممالک مشرقی مین بھی یہہ فریق قوی ہے۔ اس فریق کا پہلا عقیدہ یہہ ہے کہ خاندان عثمانیہ اسلام کے سئے بلاے بد تھا اور ہنوز بلاے بد ہے اور اس خاندان کا خاتمہ قریب ہے۔ باوجود اسکے کہ سلطان عبد الحمید پاکیزگی کے ساتھہ شریعت سے رجوع لاے ہین۔ یہہ فریق یہی سمجھتا ہے کہ وہ مذہب اسلام کو پریشان کرتے ہین۔ سلطان اُس فریق کے قائم مقام مین جو تمام پہلا ئیون کا نہایت سخت مخالف ہے۔

لوگ یہہ جانتے ہین کہ جب تک عثمانی خلیفہ رہیگا خواہ اوسکا نام عبد العزیز ہو یا عبد الحمید اخلاقی ترقی ناممکن ہے اور اجتہاد کا دروازہ نہین کہل سکیگا اور عقائد اور اعمال کی ایسی اصلاح کا ارادہ نہو سکیگا کہ جو اونکے مذہب کو زمانہ حال کے کفر کے مقابلہ مین قائم رکہنے اور چلنے کی قابل کردے۔ علاوہ برین لوگ یہہ بہی سمجھتے ہین کہ باوجود اس تشرع کے عبد الحمید کی سلطنت بہ نسبت اونکے متقدمین کے سلطنت کے نہ زیادہ انصافانہ ہے نہ مسلمانون کے قانون کے موافق ہے وہی انتظامی برائیان اور اپنی مسلمان رعایا کی بہتری کی نسبت وہی بے پروائیان اسمین موجود ہین۔ بہ نسبت دیگر ممالک اسلامیہ کے غالبًا سلطان عبد الحمید کے منبع خود اونہین کی ملک مین بہت کم ہین بہر کیف قسطنطنیہ سلطان کی کوئی مضبوطی کی جگہہ نہین ہے۔ کیونکہ اصلاح جو ترکونکا نیا گروہ ہرگز مردہ نہین ہے موت اور زندگی کی نیرنگی ساحل باسفورس پر پے درپے وقوع مین آتی ہے اور یہہ آزاد فریق اس دوسرے کی نسبت زیادہ قائم و منظر رہ سکتا ہے۔ جب کبہی سلطان عبد الحمید وفات پا ئینگے یا اونکی سلطنت جاتی رہیگی تو خلافت عثمانیہ کے برخلاف کاروائی شروع ہو جائیگی ؎

باب سوم

صحیح اور اصلی دار الحکومت مکہ ہے

باب گذشتہ مین سلاطین عثمانیہ کی نسبت متشرع[1] اسلام کے گروہ کثیر کی ساتھہ اور وہ بنیادین جنپر اونکا استحقاق منصب خلافت قائم ہے ظاہر کی گئی ہین مین اس امر کی توضیح کر چکا ہون کہ وہ بنیادین تو زیادہ قدیم ہین مسلمانون کی طبائع و عقاید مین اونسے زیادہ جگہہ پائی ہے اور اگرچہ اسوقت طرفداری قسطنطنیہ ایک خاص کارروائی شروع ہوئی تہی لیکن اوسکی علت چند اتفاقی امور تہے جو غالباً مستقل طور پر قائم نہ رہینگے اور وہ کارروائی کسی طرح عالمگیر نہ تہی بہرکیف مناسب ہے کہ مین حالت واقعی کا مختصراً اعادہ کرون سنیون کا یہہ ایک مستند مسئلہ ہے کہ بحیثیت جانشینی پیغمبر کی اونکے مذہبی نظم و نسق کے لیے ایک پیشوا یعنے خلیفہ کا ہونا ضرور ہے اور جس شخص کو یہہ منصب حاصل ہو وہ از روی اصول کے دنیاوی معاملات مین تمام اسلام کا بادشاہ اور مذہبی معاملات مین اونکا اعلی درجہ کا حاکم ہوتا ہے لیکن از روی عمل کے بہت سی صدیون سے خلیفہ کی دنیاوی حکومت صرف اون سرزمینون تک محدود رہی ہے کہ جنپر وہ بزور شمشیر قبضہ رکھہ سکے ہین اور مذہبی معاملات مین خلیفہ نے کسی حکومت صریحی کا مطلق استعمال نہین کیا با این ہمہ مسلمانون مین وہ ایک ایسی چیز ہے جسکی اونکو ضرورت ہے اور جسکا ادب کرنا اونپر فرض ہے اور اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ جائز ہاتہون مین رہکر مناسب وقت پر خلافت پہر ایک مرتبہ تمام اسلام کے لیے قوی آلہ ہوسکتی ہے خواہ برائی کے لیے خواہ بہلائی کے لیے اسوقت بہی اگر کوئی عام اور سخت خطرہ مذہب کے لئے پیدا ہو تو مسلمان لوگ اپنی اغراض کے حفاظت کے لیے خلیفہ ہی سے رجوع لائینگے اور جیسا کہ ہم دیکہہ چکے ہین ایک وسط درجہ کی نمود لغو می اور شرعیت کا ادب ایک سخت پولیٹکل مخالفت کے مقابلہ مین اسبات کو کافی ہوا ہے کہ واقعی قابض حق خلافت کے ساتھہ اسقدر طرفدارونکا گروہ کر دے کہ جا بر

[1] اہل سنت و جماعت سے مقصود ہے۔

کوئی مسلمان بادشاہ نہین حاصل کرسکتا گو وہ کیسی ہی عمدہ حکمرانی کرے اور خوش انتظامی
کے لئے کتنا ہی صرف اور رشد و دگوارا کرے ۔ یہہ بہی لکہہ چکا ہون کہ اسوقت
سلطان عبدالحمید کی خیرخواہی کو لیئے جو دم بہرے جاتے ہین اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ
مسند خلافت پر متمکن ہین لیکن نسل یا خاندان سے اس خیرخواہی کو کچہہ تعلق نہین ہے خاندان عثمانیہ
برای خود مسلمانون کی نظر مین کچہہ پاک اور مقدس نہین ہے اور ترکون کی نسل تو اسلام مین ذرا بہی
قابل ادب نہین ہے موجودہ خاندان خلافت کا خون اُس قدیمی خاندان خلفاء سے ملا ہوا نہین ہے
اور خود ترک لوگ بہی اوسکو کچہہ زیادہ لائق اداب نہین سمجہتے علاوہ برین اسوقت واقعی جو شخص اس
منصب پر متمکن ہے وہ تو صحیح طور پر نسل عثمانیہ مین بہی نہین سمجہا جاتا بلکہ بنسبت معلوم النسب ہونے کے
زیادہ تر حرم سرا کی ایک پیداوار سمجہا جاتا ہے سلطان عبدالحمید کا استحقاق وقعت مذہبی محض اونکی
سرکاری یعنے باضابطہ نام پر منحصر ہے اور اوسیکو اونہون نے دانائی سے بہت نمایان کر رکہا ہے
منطقی دلیل جسپر مسلمانونکی خیرخواہی قائم ہوئی ہے یون ہی کہ خلیفہ کا ہونا ضرور ہے اور خلافت
مستحق ادب کی ہوتی ہے اور سوائے عبدالحمید کے کوئی خلیفہ نہین ہے پس نتیجہ یہہ ہے کہ عبدالحمید
مستحق ادب کے ہین لیکن یہہ بات بتادی گئی ہے کہ سلطان نے جو حال مین اپنی مذہبی افسری کے
دعوی کو زندہ کیا ہے اگر اسوقت اس سے اونکی قوت ہے تو عین زمانہ آئندہ مین یہی بات اونکی
ضعف کا باعث ہو جائیگی ۔ دس برس ہوے قسطنطنیہ کے علماے مذہب حنفی نے جو ایک دعوی
کے ساتہہ غل مچایا اوسکو دنیا نے سن لیا ہے اور صاحبان علم و دانش کو خاندان عثمانیہ کے دعوے
افسری مذہبی کا ضعف معلوم ہو گیا ہے اب ٹہیک ٹہیک تاریخ خلافت کی ترکونکی تاریخ کے مقابل
مین مرتب اور مشتہر ہو گئی ہے اور گذشتہ نسلون نے بسبب اپنی ناواقفیت کے ان دونون تاریخونکو مخلوط
کر دیا تہا ۔ اسوقت کسی تعلیم یافتہ شخص کو اس امر مین شبہہ نہین ہے کہ عبدالحمید اور اونکے خاندان کو

کوئی پہلا ہی کامیاب حریف بطور جایز برطرف کرسکتا ہے اور یہہ کہ قسطنطنیہ کو اسلام کا پیشوا بننے کے لئے اگر کچھہ حق ہے تو صرف تلوار کا حق ہے جب تک شہنشاہی عثمانیہ قائم ہے اور کوئی حریف خلیفہ ظہور نہین کرتا سلطان مذہبی افسر تسلیم کئے جائینگے لیکن اس سے آگے ایک دن بھی نہین - ایسی کے لئے جو قریش سے بیگانہ ہو جیسی کہ سلطان عبدالحمید ہین خلافت قائم رکہنے کے لئے علی الاتصال تلوار کا زور ضرور ہے اور جون ہی کسی نئی دعویدار نے کوئی واقعی و اصلی فتح حاصل کی - عبدالحمید کی تمام پیرو اونسے جدا ہو کر اپنی خیرخواہی اور اطاعت کو ٹہیک ٹہیک جو حق کی بنیاد پر جو اسوقت سلطان عبدالحمید سے متعلق ہین اوس نئے فاتح کی طرف بلا تکلف و بلا افسوس منتقل کر دینگے - اوسوقت عبدالحمید بطور جایز تخت سے علیحدہ کر دے جائینگے اور پہر اونکا پتہ نہ لگیگا - کیونکہ قرین قیاس نہین ہے کہ اونکو روز بد مین اپنا کوئی ایسا حامی ملجائے جسطرح چہہ سو برس گذرے خلفاء جایز کو ملگیا تہا - یہہ حالات جو مین نے بیان کئے علماء مین اس وجہہ سے تسلیم کر لئے گئے ہین کہ سال گذشتہ مین مین نے قریب قریب بلا اختلاف جمہور انام کی یہہ راے پائی کہ سلطان عبدالحمید خاندان عثمانیہ کے آخری خلیفہ ہین پس اس اہم اور عظیم بحث پر غور کرنا نہایت ہی ضرور ہے کہ مسلمان فرمانرواؤن مین کون ایسا ہے جسکو خاندان عثمانیہ کی خلافت کے آخری وقت پہونچ جانے پر یہہ امید ہو کہ تخت خلافت پر متمکن ہونے کے لئے اوسکا دعوی متشرع مسلمانون مین عموماً تسلیم کر لیا جائیگا یہہ ایسی بحث ہے کہ یقیناً انگریزونکو اوس سے نہایت ہی غرض رکہنی چاہئے کیونکہ غالباً ہندوستان مین مسلمانون کی خیرخواہی اور بغاوت اوسی بحث کے تصفیہ پر منحصر ہے اور اگرچہ اسوقت ایک انگریزی گورنمنٹ کے لئے بلاشبہ یہہ امر مقتضاے دانشمندی نہین ہے کہ مذہبی نزاع مین جو ہنوز پختگی کو نہین پہونچے زبردستی دخل دے لیکن تاہم بہت سی ایسی باتین کہیجا سکتی ہین جنسے آئندہ واقعات کی معمولی رفتار پر اثر پہونچے اور وہ اوس پہلو پر چل نکلین جو مقاصد و اغراض برٹش کے

لئے مفید ہے۔ پس اسلام مین یورپ یا ایشیا یا دکہن سے کوئی ایسا معزز اور جری کہ در صورت وفات یا زوال سلطنت سلطان عبدالحمید کے دعوی خلافت کا علم بلند کرسکے؟ اوسکا کیا طریق عمل ہوگا کہ مسلمان لوگ اوسکو تسلیم کرلین؟ وہ کس مقام کو اپنا دارالخلافت قرار دیگا اور کن طاقتون پر اوسکو بہروسا ہوگا؟ اور سب سے زیادہ یہہ بات کہ اوس سے ہمکو عظیم ترین تعلق ہے یہہ ہے کہ آیا اوس انقلاب سلطنت و تبدیل خلافت کا اسلام کی آیندہ زندگی اور خیالات پر مفید اثر ہوسکیگا یا نہین؟ اور اوسکا نتیجہ یہہ ہوگا یا نہین کہ مسلمانون کی حالت کی ایک صحیح اصلاح ہوجائے۔ یہہ وہ سوالات ہین کہ سوچ سمجہہ والے مسلمان ممالک شرقیہ کی ہر گوشہ مین حزم و احتیاط کے ساتہہ ایک دوسرے سے کررہے ہین اور مین چاہتا ہون کہ اُن سوالات پر غور کرون اور جہانتک میرے امکان مین ہے اونکا جواب دون مین کہہ چکا ہون کہ اسلام تبدیلی کے لئے کمربستہ اور پا برکاب ہے یعنے خوب طیار ہے سلطنت عثمانیہ کی حالت آیندہ کی نسبت اہل یوروپ کا جو کچہہ خیال ہو لیکن مسلمانون کو کامل یقین ہے کہ موجودہ بنیادون پر وہ اب زیادہ قائم نہین رہ سکتی۔ خود ترکی مین بہی لوگون نے اس خیال کو کہ سلطنت عثمانیہ کا بحیثیت یوروپین سلطنت کی پولیٹکل سلسلہ جاری رہیگا بالآخر چہوڑ دیا اور اب کوئی نہین سمجہتا کہ چند سال سے زیادہ باسفورس پر عمل دخل رہیگا۔ بیس برس پہلے ایسے خیالات نہ تہے بلکہ شاید پانچ سال پہلے بہی ایسا تصور نہوتا تہا لیکن اب تو سب نے اسکو تسلیم کرلیا ہے اور صبر کر بیٹہے ہین۔ قدیم زمانہ کی پیشین گوئیون اور حال کے خیالات دونون سے معلوم ہوتا ہے کہ علم سلطنت کا ایشیا کی طرف بازگشت کرنا قریب الوقوع ہے اور ترکونکا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اور وہ ایسی نسل ہے کہ جسنے اسلام کو خراب کیا ہے۔ ایک مشہور پیشین گوئی جسکا اثر مدتون سے عوام کی طبائع پر بلکہ ذی علم مسلمانون پر بہی ہے ۱۸۸۲ء کو ان باتون کے پورا ہوجانے کے لئے حد مقرر کرتی ہے اور اسکی

ملک شام مقام حمص واقع کنارہ آرنٹیز کو اخیر جنگ وجدال کے لیئے معین کرتی ہے اوسوقت اسلام بالآخر ملک شمالی سے بازگشت کریگا اور ترکون کی حکومت ختم ہو جائیگی ایسی پیشین گوئیاں اکثر خود اپنے تئین پورا کرا لیتے ہین اور آئندہ انقلاب کا خیال دلون مین ریا گرد گیا ہے اور ایسا عام ہو گیا ہے کہ مجھکو شبہہ ہے کہ اگر سلطان جہاد کا ہی اعلان کرین تو شاید بے ہزار مسلمان دلی رغبت سے یوروپ مین صلیب کے مقابلہ مین جدال و قتال کرنے پر آمادہ ہون خود سلطان اور وہ پرانے فیشن کا فرقہ ترکان جو اونکا حامی ہے اگرچہ ظاہرا خوب مضبوطی سے اپنی حالت کو قایم رکھنے پر ڈٹے ہوے ہین لیکن حقیقت حال یہہ ہے کہ اونکی نگاہین اڈریانوپل و رسلونیکا اور رومی شہنشاہی کے شہر سے جدا ہو کر اور مقامون پر پڑ رہے ہین - یہہ بات قرین قیاس نہین ہے کہ اگر یہہ سلاطین عیسائیہ نے کوہ بلقان کی جانب سے کوئی نیا حملہ کیا تو اوسکا مقابلہ رسمی اور معمولی طور سے کچھہ زیادہ ہو اور ایسی حالت مین کہ کوئی یوروپین سلطنت مددگار نہوگی خود شہر قسطنطنیہ بغیر ایک گولا چلائے چھوڑ دیا جائے گا یا صرف نمایشی طور پر کچھہ ایسا مقابلہ کر دیا جائیگا جو قبل ملک چھوڑ دینے کے از روے شریعت ضرور ہے[1]- ایسی حالت مین سلطان ایشیا کو چلے جائینگے اور مجھکو معتبر اطلاع ملی ہے کہ خود سلطان کا یہہ منصوبہ ہے کہ بروسا کو نہین بلکہ بغداد یا دمشق کو اپنی دارالسلطنت بناوین اونکی راے مین یہہ بات خلافت کے حالات سابق کی مطابق ہوگی اور خلافت جب اپنے پرانے مرکز پر پہر آویگی تو اوسمین زور پیدا ہوگا اہل عرب دمشق کو باب الکعبہ کہتے ہین پس دمشق مین خواہ بغداد مین کہ جو خلافت کے تاریخی شہر ہین سلطان چاہتے ہین کہ پہر ایک خالص دینی سلطنت قائم کرین لوگ کہتے ہین کہ سلطان کے ایسے ہی خیالات ہین اور کچھہ شک نہین کہ وہ سلطنت جسکو مسلمان آئندہ اختیار کرینگے ایسی ہی ہوگی - البتہ یہہ بات بعید القیاس ہے

---

[1] از روے قانون مذہب کے بلا اسکے کہ جنگ مین مغلوب ہو خلیفہ کسی جزو ممالک اسلامیہ کو نہین چھوڑ سکتا +

کہ وہ سلطنت کسی پہلو سے سلطنت عثمانیہ کا سلسلہ متصور ہو یا آنکہ خود عبدالحمید کو اسکے قائم کرنیکا موقع ملے قسطنطنیہ کا نکلجانا اونکی عظمت پر ایسا صدمہ پہونچائیگا جس سے اونکو پھر کبھی پوری تر و تازگی نہوگی اور آب تک شکست کے بعد کوئی نئی سلطنت قائم نہین ہوئی جس واقعہ کا وقوع مین آنا نہایت قرین قیاس ہے وہ یہہ ہے کہ سلطان عبدالحمید اور اونکا خاندان مفقود ہوجائیگا اور اوسکے جگہہ ایک بالکل نیا سلسلہ قائم مقامی خلافت کا قائم ہوگا اگر ایسا زوال سلطنت کے با معرض قبضہ سے باہر نکل جائیگا نہ ہی قیاس کرین تاہم اُمید نہین ہے کہ سلطان کی حکومت بہت دن تک قائم رہے - تمام علمای قسطنطنیہ ہرگز سلطان کے جانبدار نہین ہین ((اور نئی ٹرکی)) کا فریق جو بسبب ہیبت و دہشت کے جو وہان پھیلی ہے اسوقت دبا ہوا ہے - سلطان کا سخت دشمن ہے اور اونکو چین نہ لینے دیگا - کچھہ شک نہین کہ جون ہین اب کوئی خطرہ یوروپ کیطرف سے پیدا ہوگا یہہ فرقہ پھر سر اوٹھائیگا اور اپنا انتقام لیگا - سنتے ہین کہ یہہ فریق جب کبھی پھر ذی اختیار ہوگا تو اوسکی یہہ تجویز ہے کہ اوسوقت خلافت کے مذہبی مناصب و اختیارات کو ان مناصب و اختیارات سے جو سرداری اور ملک کے انتظام سے متعلق ہین جدا کردے اور اس باب مین یوروپ کے حال کے عملدرآمد کی تقلید کرے جسکا برتاؤ منصب پوپ کے باب مین کیا گیا ہے - مین خیال کرتا ہون کہ اوسی انتظام کا ارادہ کیا جائیگا جو (جیسا کہ ہم ابھی معلوم کر چکے ہین) چودہوین[۱۴] اور پندرہوین[۱۵] صدی مین قاہرہ مین وجود پذیر تہا اور بیشک یہہ بات سمجھہ مین آتی ہے کہ جہان تک ٹرکی کو تعلق ہے اوس انتظام مین ایک وقت تک کامیابی ہوگی اوسوقت قسطنطنیہ مین دو ذی اختیار ہونگے ایک وہ جو سلطنت و حکمرانی کریگا دوسرا خلیفہ جو سردار مذہب ہوگا - مناصب کا اسطور پر جدا ہوجانا یقیناً اوس قسم کی اصلاح کو سہل کردیگا جسکی خواہش مدحت پاشا کو اور اونکی دوستونکو ہے - لیکن یہہ بات تمام دنیا پر عموماً یہہ ظاہر کر دیگی کہ قسطنطنیہ نے پیشوائی کی دعوی سے باضابطہ دست برداری کے

اور سلام ایسے شخص کو جو چند لامذہب فسرونگی جماعت کے ہاتھ کا کھلونا ہو شخص اسوجہ سے ہرگز
خلیفہ نہ تسلیم کریگا کروہ اتفاقاً بنی عثمان مین سے ہے سلام ایک عثمانی خلیفہ سے محض بوجہ اسکی
پولیٹیکل قوت کی موافق ہو گیا ہے۔ جب سلطنت نہ رہیگی تو وہ خلیفہ بھی حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا
پس جس پہلو سے ہم دیکھتے ہین اسی قیاس کو غلبہ ہوتا ہے اور یہی بات ٹھیک طور پر کہی جاسکتی ہے
کہ سلطان عبدالحمید کے بعد ایک نیا سلسلہ خلفاء کا نظر آئے گا جو لوگ ایسی باتون پر ذرا بھی غور
وخیال کرینگے خوگر اہین آج کل اون سب کے بالاتفاق یہی راے معلوم ہوتی ہے کہ پردۂ غیب
مین جو کچھ تبدیلی اسلام کے لئے پنہان اور قریب الوقوع ہو وہ تبدیلی مائل بہ قبض ہوگی نہ مائل بہ
بسط یعنے اسلام پھیلیگا نہین بلکہ سمٹیگا اور ایک مرکز کی جانب رجوع کریگا سب فریق سمجھ رہے
ہین کہ ممالک غیر کی فتح کرنے کا دن ڈہل گیا اور اب اسلام زیادہ سے زیادہ یہی ہمت باندہ
سکتا ہے کہ اُسکی موجودہ حالتین اور حیثیتین قائم و مستحکم رہین اور امکان کی حد انتہائی تک اگر
نگاہ کرے تو یہہ امید کرسکتا ہے کہ ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے جو صوبہ اُسکے قبضہ سے جاتے
رہے ہین اونکو عیسائی سلطنت کے چنگل سے پھر چھڑا لے اور آزادی دلا دے لہذا یہہ یقین
پیدا ہوتا ہے کہ جب کبھی اعلی حکومت اسلامیہ کا صدر منتقل ہوگا تو وہ انتقال کسی ملک اسلامیہ
کی نئی حد انتہائی کی جانب نہین بلکہ مرکز کی جانب ہوگا اگر تمام اسلام متفق ہو کر قسطنطنیہ
کی حفاظت کرنا چاہے تاہم وہ جگہہ کفار کے ملک سے اسقدر ملحق ہے کہ اسکے بچنے کی شکل نظر نہین
آتی اور چونکہ شہر قسطنطنیہ تمام دنیا کے لئے بطور مسکن و ماوا کے کہل گیا ہے لہذا اکثر آدمی تو خود
اُس شہر کو کافر شہر سمجھنے لگے ہین ضرورت وقت نے ایسے مقام کو لازمی کردیا ہے جو خطرون سے
زیادہ تر دوری پر ہو اور محمدیت کی ہوا وہان پاکیزہ تر ہو اور اسمین بہت کم شبہہ ہوسکتا ہے
کہ جب وقت پہونچے گا تو اُس شخص مین جو پیشوائے اسلام اختیار کریگا کسی ایسی محفوظ سرزمین پر

قابض ہونا ایک ابتدائی شرط استحقاق تسلیم کرلیجاے گی یہہ تو بیان ہوچکا ہے کہ سلطان
عبدالحمید دمشق یا بغداد کے تصور مین ہین لیکن اور لوگ اپنے خیال مین مقام قاہرہ کو آیندہ دار الخلافہ
بنانے مین اور دوراندیش مسلمانون کے گروہ کثیر پر اب یہہ بات جلد جلد نمایان ہوتی جاتی ہے
کہ جب ایک مرتبہ پس پا ہونا شروع ہوا تو اوسکا سلسلہ اور پیچھے تک بڑھتا جائیگا اور یہہ کہ دینی حکومت
کا اصلی مقر اور آرامگاہ سرزمین عرب ہے کیونکہ وہی اوسکا مولد ہے اور وہی اوسکے الہامونکا
سرچشمہ ہے ۔ تمام دنیا مین وہی ایک جگہہ ایسی ہی جہان تمام شرطین مذہبی حکومت کی آزادانہ
نفاذ کے لیے پائے جاتے ہین عرب مین نہ عیسائی ہین نہ یہودی ہین نہ اور کسی قسم کے کافر ہین
جن سے اسلام کو مقابلہ کرنا پڑے اور نہ وہ کوئی ایسا زرخیز اور دولتمند علاقہ ہے کہ کبھی شاہان
مغربی کی طمع کو اوبھار سکے ۔ وہان خلیفہ کو کسی عہدنامہ کی بنا پر کسی یورپین سفیر کی نصیحت
اور دباؤ کا خوف نہوگا پیغمبر کے جانشین کو جس آزادی کے ساتھہ عمل کرنا چاہیے وہ آزادی
اوسکو حاصل رہیگی اور خالص اسلام کی پاکیزہ ہوائین اوسکو میسر ہونگے ۔ لہذا قیاس چاہتا ہے
کہ آیندہ خلافت مکہ یا مدینہ کیطرف بازگشت کرے ۔ پچھلے برسون مین یہہ امر کہ عرب ایک اہم اور
عظیم مقام ہے قسطنطنیہ مین و نیز دیگر مقامات مین تسلیم کرلیا گیا ہے اور سلطان عبدالحمید کی مستقل
حکمت عملی یہی رہی ہے کہ جو کچھہ ہو اور جن ذریعون سے ممکن ہو اپنے رعب داب کو وہان
قائم رکھین اور وہ جانتے ہین کہ بغیر اسکے اونکی مذہبی قیصری کے دعوون کی بنیاد غیر محفوظ
ہوجائیگی وہ اس بات کو سمجھتے ہین کہ اصل مسند خلافت کے لئے عرب ایک خاص اور اصلی مقام
ہے اور آیندہ جانشین مسند خلافت حجاز مین رہے یا نرہے لیکن یہہ امر یقینی ہے کہ اوسکی استحقاق
پیشوائی پر مسلمانون کی دنیا صرف بلحاظ اوسکے قبضہ حجاز کی نظر کرے گی ۔ لہذا قبل اسکے کہ ہم
سلسلہ سخن کو آگے بڑھائین اون تعلقات پر نظر کرنا ضروری ہے جو درمیان مکہ اور خلافت کی

از زمانہ ماضی مین تہے اور جو اب موجود ہین اور نیز یہہ کہ عرب سے اسوقت سلطان عبدالحمید کے
تعلق کی حالت او حیثیت کیا ہے اس باب مین مین یقین کرتا ہون کہ میرا بیان ایسا ہوگا
جو حقیقتی بہی ہو اور رہا ہی ہو۔ مسلمانونکی مقدس سرزمین کا پولیٹکل انتظام تمام دنیا سے نرالا
اور غیر مرتب ہے۔ اصلی ملک عرب کے دیگر اضلاع کی طرح حجاز مین بہی ایک شہری خلقت
ہے اور ایک صحرائی آدمیونکی آبادی ہے لیکن درمیانی فرقہ مزارعین کا قریبًا بالکل ہی نہین ہے
شہرونکا حال مین لکہہ چکا ہون کہ وہ ایک مجموعہ مخلوط اصلون کا ہے اور وہ لوگ اُن حاجیون
کی اولاد مین ہین جو دنیا کی ہر ایک حصہ سے مقدس مقامات کی زیارت کو گئے اور وہین
ازدواج کرنے اور وفات پانے کو رہگئے برخلاف اسکے صحرائی لوگ ایک پاکیزہ نسل اور ایک
خاص عالی نسب قسم کے ہین اور اپنی وضع زندگانی کے اہم امور مین ہنوز ویسے ہی ہین جیسے کہ
محمدؐ کے زمانے مین تہے یہہ لوگ جنگجو اور بہین طبیعت کے بدو شتر سوار ہین (کیونکہ گہوڑے اونکے
پاس نہین ہین) اور بندوقون سے مسلح ہین اونکو اپنی آزادی اور خودسری پر کبرونا ز ہے اور اپنے
حقوق کے نافذ رکہنے پر نہایت مستحکم ہین۔ سواے محمد علی کے اورکسی نے کبہی اونکو رام کرنے کا
پورا ارادہ نہین کیا لیکن ایسے کسی ارادہ مین کبہی کامیابی نہین ہوئی۔ لیکن برخلاف عام بدویان
جزیرہ نماے عرب کے وہ لوگ سب پاک اور مقدس نہین ہین تو بہر کیف کے سنی مسلمان ہین اور وہ
اپنے نہایت عالی شریف قوم کے سرگروہ یعنے قریشی شریف اعظم کو جو شہر یار مکہ بہی ہے اپنا سردار تسلیم کرتی
ہین۔ قریش ابتک ایک ممیز صحرائی قوم ہے اور عین قرب وجوار مکہ مین آباد ہے وہ لوگ اگرچہ کثیرالتعداد
نہین ہین لیکن حالت انحطاط مین بہی نہین ہین وہ بہت سے فرقون پر منقسم ہین اور ہر فرقہ اپنے
اپنے شیخ کا ماتحت ہے اُن سبکا سردار عبداللہ تہا جسکی نسل سے کئی صدیون سے حجاز کا فرمانروا
خاندان قائم ہے اس عبداللہ کا سلسلہ نسب بذریعہ حضرت امام حسنؑ کی حضرت علی ابن ابی طالب

خلیفہ چہارم سے اور بذریعہ حضرت فاطمہؓ دختر رسولؐ کے خود محمدؐ سے ملتا ہے۔ غالباً دنیا مین سلسلہ اولاد ذکور مین یہہ خاندان سب سے زیادہ قدیم مستند اور بلا شبہ سب سے زیادہ مقدس ہے خاندان عبد المطلب کے تمام اراکین کو شریف کا لقب حاصل ہے اور اونکے سردار کی امتیاز کے لئے لقب شریف الکبیر موضوع ہے بقیہ اہل قریش چونکہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے نہین ہین لہذا انکو وہ لقب حاصل نہین ہے۔ یہہ سب کے سب اکثر طرح سے بدوؤن کا لباس یعنی عبا و قفیہ پہنتے ہین خود شہر یا مکہ بھی اسی لباس مین نظر آتا ہے جو حجاز کے شہرون سے مختلف ہے یعنی شہری لوگ عمامہ و گنبدی لباس مین تعمم کرتے ہین۔ قسمت یمن بدوان عرب آباد ہین ور بہ نسبت قریش کے انکی قوم کثیر التعداد اور قوی تر ہے وہ بھی شریف کو مانتے ہین لیکن اونکی اطاعت مشتبہ ہے۔ اور مکہ کے مشرق اور جنوب مین تو عتیبہ و رعاصر کہ وہ انسے بھی زیادہ قوی ہین بالکل بے خود مختار ہین۔ ان خود سر او رنافرمان بردار فرقون کو آپسمین ایک دوسرے کے ساتھ اور نیز اہل شہر کے ساتھ امن و صلح کے ساتھ رکھنے مین ہمیشہ دقت پیش آتی ہے اور اگر شریف خود بدوا ور عالی نسب نہوتا تو وہ بھی اس امن کے قائم رکھنے کی امید نکر سکتا۔ شرافت (یعنی منصب شریف) کی ابتدائی تاریخ نہایت ہی ناصاف و تاریک ہے۔ جب چالیسوین سال اسلامیہ مطابق ۶۶۲ع مین خلفا نے دار الخلافت مدینہ کو بالکل باقاعدہ طور پر ترک کردیا تو چند مدت تک خاندان شریف مین سے وہ اپنا ایک نائب اس غرض سے مقرر کرتی رہے کہ منجانب اور بنام خلفاء کے مسند حکومت پر متمکن رہے۔ اور جب تک خاندان امیہ و رعباس دمشق اور بغداد مین قائم رہا اونکی سلطنت حجاز مین مسلم رہی لیکن ۱۲۵۹ع مین جب خلافت عرب معرض زوال مین آگئی تو معلوم ہوتا ہے کہ خاندان شریف نے اپنے تئین خود مختار بنا لیا اور بدوان نجد اور عاصر کے مقابلہ مین کہ جو اب برائے نام ہی شاید مسلمان نرہے تھے اپنے کو محفوظ رکھنے کے لئے صرف اس اتفاقی اور عارضی امداد پر بھروسہ رکھا جو سلاطین مصر اور ائمہ

صفوان سے حاصل ہوتی تھی لیکن سلطان مصر مقامات مقدس کا خطابی حامی تھا اور سالانہ حاجو کا
اہتمام بھی وہی کرتا تھا اور صرہ بھی وہی بھیجتا تھا - چنانچہ تاریخ مین مرقوم ہے کہ قائد بیگ نے ۸۸۱ھ
مین مسجد مدینہ کو از سر نو تعمیر کیا اور سات ہزار پانچسو اردب غلہ سالانہ بطور امداد اہل شہر کے بھیجتا تھا
لیکن اور سلاطین بھی یعنی شاہان ایران و شاہان مغلیہ ترک سلاطین عثمانیہ نذرانے بھیجتے تھے اور
بتعلق مقامات مقدس کے اعزاز اور امتیاز کے خطاب حاصل کرتے تھے جہان تک مجھکو دریافت ہوا ہے
سب سے پہلا تعلق سلاطین ترک کا مکہ معظمہ کے ساتھ سنہ ۱۴۱۳ء مین وقوع مین آیا جبکہ بادشاہ محمد خان اول نے
ایک طلائی صرہ یعنی کیسہ زر امور شریف کی خدمت مین اس غرض سے بھیجا کہ وہ فقرا اور مساکین کو
تقسیم کرا دیا جاوے اور بجلدوے اوسکے خادم الحرمین کا خطاب حاصل کیا اور چونکہ بادشاہان عثمانیہ
نے اس داد و دہش کو قائم رکھا پس نہایت قرین قیاس ہے کہ اس بات نے آگے چلکر اونکی
خلافت کے تسلیم کیے جانے کی راہ بنا دی ہو - بادی النظر مین یہ بات حیرت انگیز معلوم ہوتی
ہے کہ ہرگاہ شریفان مکہ خود مقدس خاندان کے تھے اور خلافت خاص اونکا ورثہ تھا تو کیونکر
اونہون نے ایک اجنبی کو شرعاً مستحق خلافت تسلیم کر لیا - لیکن سولہوین صدی مین گورنمنٹ مکہ کی کمزوری
پر بالضرور لحاظ کرنا چاہیے اور اس سے کافی توجیہ امر مذکورہ کی ہو جاتی ہے - شریف اعظم تنہا ہو کر کیونکر
خودمختار سلطان قائم رہ سکتا - کیونکہ ایک طرف سے تو سخرف اہل عمان برابر دہمکی دیتے تھے
اور دوسری طرف نجد کی نامسلمان قومین اور اُن قومون کے مقابلہ مین سرحد غیر محفوظ تھا اور شریف
مکہ خود اپنی قوت اور جماعت سے قافلہ حجاج کو رہزنی اور غارتگری سے محفوظ نہ رکھ سکتا تھا اور حجاز
کی ساری سرسبزی اور ترقی دولت صرف حج ہی پر منحصر تھی لہذا اہل مکہ کو خواہ مخواہ ایک حامی
اور معاون کی ضرورت تھی پس جب سلطان کنسا کو زوال ہوا تو اونہون نے سلطان سلیم کو تسلیم
کر لیا اوسوقت سلاطین عثمانیہ مقامات مقدس کے حامی بنگئے اور اہل مکہ اور مدینہ نے بغیر ہتھیا

اونہاے اونکو خلیفہ تسلیم کرلیا۔ سلاطین عثمانیہ نے شریفان مکہ کو در نزد دیگر حقیقت مین طلائے
اوسمین سکون سے ہتھیار کا کام لیا۔ سلطان سلیم جب خلیفہ تسلیم کرلیا گیا تو فی الفور اوسنے اوس
ارسال مین جو مکہ کو بہیجے جاتے تہے پانچ ہزار اردب سالانہ کا اور اضافہ کردیا اور وہ خود اور انکے
جانشین اپنے صرف سے وہانکی مقدس عمارتون کی حسب ضرورت مرمت اور اوسمین اضافہ کرتے
رہے بعدازان بندرگاہ جدہ مین جو پہلے مصریون کے قبضہ مین تہا ایک ترکی فوج اکثر متمکن رہی
لیکن حجاز کا اندرونی ملک کبہی مطیع نہین کیا گیا اونکی زمانہ مین وہان والون سے کوئی ٹکس
لیا گیا سال مین صرف ایک مرتبہ فوج عثمانیہ قافلہ حجاج دمشق کو اور مصر کو ساتہہ لیکر آتے تہے اور
شہر پناہ مدینہ کے سامنے نمودار ہوتے تہے۔ صدی گذشتہ مین حالات مکہ کو برکہرٹ نے صاف
طور پر بیان کیا ہے شریفان مکہ حقیقت مین خود مختار شہریار رہے لیکن سلطان کے تفاخر کو پورا
کردیتے تہے یعنی اوسکو اپنا بالادست کہتے تہے اور اسطرح سلطان بہی کبہی اپنے اختیارات کو نافذ کرتا تہا یعنی شریف وقت کو
معزول کرکے اوسی خاندان کے دوسرے شخص کو شریف مقرر کردیتا تہا اسوقت تک ترکون نے حجاز مین کسی قسم کی انتظام کا ارادہ نہین کیا
۱۸۱۳ء مین جب محمد علی نے حجاز پر قبضہ کیا تو اوسوقت غیر ملک کی فوجین پہلے پہلے اوس ملک مین در آئین۔
محمد علی نے طائف کو جو ایام گرما میں اہل مکہ کا قیام گاہ ہے اپنا مقام
قرار دیا اور غالب شریف اعظم کو معزول کرکے اوسکی جگہہ خاندان شریف کے ایک دوسرے شخص کو
مقرر کیا اور اوس ملک پر سلطان کی سلطنت کا اعلان کردیا اور وہابیون کے خوف سے جنسے
اونکو نجات دلوانے کا وعدہ محمد علی نے کیا تہا اہل مکہ نے ان تمام افعال کو سکوت کے ساتہہ
تسلیم کرلیا۔ پس بطریق مذکورہ بالا صدی حال مین مصری اور ترکی گورنمنٹون نے حجاز مین کسیقدر
اختیارات منصب سلطنت کو نافذ کیا اسوقت حجاز کے ساتہہ سلطان عبدالحمید کے تعلق کی حالت
یہہ ہے کہ اونکی فوجین جدہ اور ینبوع و بندرگاہون پر اور مدینہ اور طائف و اندرونی شہرون

قابض ہین شریف باستثنای مقام مکہ اونکو سلطان مالک تسلیم کرتے ہین اور ملک کے تمام اعلی عہدہ داران
کو جن مین شریف اعظم بھی داخل ہے وہی مقرر کرتے ہین ایک پاشا بطور اونکے نائب کی برعایت
موسم کبھی جدہ اور کبھی طائف مین رہتا ہے لیکن اوسکو یہہ حق نہین ہے کہ بلا اجازت شریف اعظم کی مکہ
مین داخل ہو یا وہان فوج بھیجے - موسم سرمای گذشتہ مین قلاع حجاز مین کل فوج ترکون کے آٹھہ
ہزار سے دس ہزار تک تھے اور منجملہ اوسکے صرف چار ہزار فوج نظام یعنی عمدہ اور باقاعدہ فوج تھی
جب مین جدہ مین تھا تو مدینہ کی دو ہزار فوج نظام کو تنخواہ اور خوراک نہین ملتی تھی اور مین نے
سنا تھا کہ وہ فوج عوام کی فیاضی اور خیرات پر بسر کرتے تھے - برخلاف اسکے بدوان حجازی
سوا شریف کے اور کسیکی حکومت کو تسلیم نہین کرتے اور خود سلطان بھی یہہ دعوی نہین کرسکتے
کہ بیرون شہر یعنے مضافات مین بلا وساطت شریف وہ امن و انتظام قائم رکھہ سکتے ہین - اندرون
ملک سے سلطان کسی قسم کا ٹکس خواہ محصول نہین وصول کرتے تمام حجاز سے اونکو جو کچھہ مالگذاری
وصول ہوتی ہے وہ وہی محصول ہے جو جدہ اور ینبو مین لیا جاتا ہے اور جسکی مقدار چالیس ہزار
پونڈ (چار لاکھہ) ہوگی بعوض اسکے اونپر بھی واجب ہے کہ ہر سال ایام حج مین محاصل اوقاف
کو یعنے اون اراضیات کی آمدنی کو جو اونکی عملداری مین دیندار آدمیون نے خاندان شریف
کے لئے وقف کردیا ہے بھیجدیا کرین - مین نے سنا ہے کہ یہہ رقم قریب پانچ لاکھہ اسٹرلنگ یعنے
(پچاس لاکھہ) کی ہے اور حجاز کے تمام ممتاز آدمیونکو تقسیم کیجاتی ہے - وقف کی آمدنی کا بھیجا کرنا
جسمین سلطان منجانب شریف بطور ایجنٹ کے عمل کرتے ہین اصلی تعلق اور پیوند درمیان حجاز
اور خلافت کے ہے اور اوسکا تقسیم ہونا سلطانکو حامی و مربی بناتا ہے اور اوسیکے ساتھہ
ملک مین اونکی قوت قائم ہے - لیکن یہہ تعلق غرض پر مبنی ہے شریف جنکو اپنی عالی نسبی پر فخر
و ناز ہے ترکی خلفا کو وحشی اور فریبی سمجھتے ہین اور سلاطین ترک حجاز کو اپنے خزانے پر ایک بار گران

بلتے ہین - دونو ایک دوسرے سے متنفر ہین اور ایک دوسریکو حقارت سے دیکھتے ہین - اور اگر ضرورت اونکے متفق رہنے کو لازم نکرتی تو خود باہمی رضامندی سے اون مین مدت کی علیحدگی ہوگئی ہوتی - شریف سلطان کے حاجتمند ہین کیونکہ اونکو ایک حاجیکی آمدنی اوقاف کی ضرورت ہے سلطانکو شریف کی احتیاج ہے کیونکہ استحقاق خلافت کے لیے سب سے زیادہ ضروری بات یہہ ہے کہ حجاز اونکو اپنا حامی تسلیم کرے - سچ یہہ ہے کہ اسلام کو مکہ کی ضرورت خلیفہ سے بہی زیادہ ہے اور جو کوئی وہان کا یعنی مکہ کا سلطان ہو وہ بالضرور دنیای اسلامیہ کا بہی سلطان ہے - حجاز کے باہر جسقدر ملک عرب سلطان کے قبضہ مین ہے وہ قبضہ صرف فوجی قوت سے ہے - مین ابن رشید شہریار نجد کی روز افزون طاقت کا حال لکہہ چکا ہون اور اوسوقت سے جسکو دو سال گذرے اوسنے وہان اپنے رعب داب کو بہت دانشمندی سے وسعت دی ہے اور مستحکم کیا ہے اب اوسنے شمالی عرب کی تمام قوی قومونکو اپنے ساتہہ متفق کر لیا ہے اور اونمین عتبہ کے بڑی قوی قوم بہی شامل ہے جو چند مہینے گذرے مکہ پر دہمکی دی رہے تہے - ابن رشید کا نام حجاز مین اب اسیطرح اوپر ہو رہا ہے جسطرح سلطان کا نام - جب مین جدہ مین تہا تو اوسنے یہہ خواہش ظاہر کی تہی کہ جسطرح وہ قافلہ حجاج فارس کو اپنی حمایت مین پہونچا دیتا ہے اسیطرح تمام قافلہ حجاج دمشق کو بہی خاص اپنی فوج کے ساتہہ پہونچا دی اور مین نے حال ہی مین یہہ بات بہی دریافت کی ہے کہ اوسنے اپنے خاص حریف بنی سعود کے مقابلہ مین فوج کشی کی ہتی اور کامیابی کے ساتہہ اوسکو خاتمہ پر پہونچایا یمن مین جو ایک دوسرا ہمسایہ اہل مکہ کا ہے اُن چند شہرون کے قلعون کے لیے جنکو سلطان اپنا کہتے ہین بیس ہزار ترک کی فوج کی ضرورت ہے اور اگر ساحل سمندر کے قبضہ نے سلطان کے لیے آسانی نہ پیدا کی ہوتی تو اس فوج کے زیادہ قائم رکہہ سکنے کی کوئی امید نہوتی ہر روز مین اس خیال مین رہتا ہون کہ وہان سے اب خبر

عذر ہو جانے کی پہونچا چاہتی ہے اور کچھہ شک نہین کہ قسطنطنیہ مین جون ہی کوئی علامت
کمزوری کی ظاہر ہوگی اس حصہ عرب مین آزادی اور خودمختاری کے لئے فوراً جنگ شروع
ہو جائیگی پس اگر زوال سلطنت عثمانیہ جسکو مین نے قرین قیاس ظاہر کیا ہے وقوع مین آیا خواہ
وہ زوال ملکون کے نکل جانے کی وجہ سے ہو یا سلطنت کے روز افزون بے زری کے باعث
سے ہو جو چند عشرات سنین مین بالضرور تباہی مملکت کا باعث ہوگی تو اس حالت مین غالباً مسلمان
فرمانرواؤن مین حق حمایت مقامات مقدس اور اوسکے ساتھہ سے استحقاق خلافت کے لئے
جھگڑا پیدا ہوگا - جب سلطان ایشیائی کوچک مین مقام کرنے پر مجبور ہوئی تو گو ارمینا او
کردستان پر اونکا قبضہ باقی رہے (اگرچہ یہہ امر نہایت ہی خلاف قیاس ہے) تاہم وہ ہرگز
اس لائق نہ رہین گے کہ ممالک عرب پر اپنی اور نمایشی قبضہ قائم رکھنے کے اخراجات کا تحمل کرین
اور مکہ کی حامی بنے رہین - سلطان بحر احمر مین پھر اپنی عظمت اور اپنا رعب قائم نہ رکھہ سکینگے اور نہ حج کی منزلوں کی
حفاظت وہ نے ہو سکیگی - فرمانروایان نجد یقیناً مدینہ مین ترکی سپاہیون کی موجودگی گوارا
نکرینگے اور شریفان مکہ کو ضرور ہوگا کہ اونکے ساتھہ اور نیز ائمہ یمن کے ساتھہ جنکی حکومت پھر
عود کریگی اوسوقت تک کے لئے معاہدہ صلح کرلین کہ جب تک اونکو اور کہین کوئی حامی نہ ملے -
قطع نظر ان جملہ امور کی وہ پانچ لاکھہ کی آمدنی وقف باقی نہ رہیگی اور ترکی امیر الحج جب مکہ مین
خالی ہاتھہ پہونچیگا اپنے آقا کا مضحکہ کرائیگا - اوسوقت حجاز کی نظر خواہ مخواہ کسی نئے صاحب
حکومت کو ڈھونڈھیگی جسکو حامی الحرمین اور امیر المومنین کا خطاب دیا جاوے اور اگر کوئی ایسا
نہ نکلیگا تو خود حجاز خلافت کا اعلان کردیگا پس اس موقع پر ہمکو یہہ دیکھنا چاہئے کہ اسلام کی سرزمینوں
مین کس مقام سے ایک لائق امیر المومنین کے ظہور پانے کی توقع ہو سکتی ہے - اگرچہ یورپین
نظر مین یہہ بات بعید از قیاس معلوم ہوگی لیکن ممکن ہے کہ اوسی جوش و خروش مین سے

جسکو ہم اسوقت ممالک باربری مین مشاہدہ کر رہے ہین کوئی اصلی طاقت اور مذہبی تیار نہ
کا پیشوا نکل آئے اور ایسی حسن تدبیر سے شمالی افریقہ کے اسلام کی ٹوٹی ہوئی لیکن متفرق جماعتونکو
متفق کر کے ایک قوی آلۂ طاقت بنا لے اور فرانس کی نئی حکمت عملی کے مقابلہ مین چند نمایان
کامیابیان حاصل کر کے ٹریپولی یا ٹیونس مین اپنے تئین خود مختار سلطنت کا حکمران قائم کرے
اگر عبد القادر کی طرح کوئی دوسرا شخص ظہور کرے جو ولی بھی ہو اور واعظ بھی ہو اور سپاہی بھی ہو
اور مقامی حکومت کے چھوٹے چھوٹے منصوبونکی کچھہ پروا نکرے اور جنگی قابلیت اور سچا زہد
و تقدس اور زبان فصیح اسکو حاصل ہو تو میری دانست مین وہ اسوقت بھی کم سے کم ایک جزوی کامیابی
حاصل کر سکتا ہے بہ نسبت زمانہ عبد القادر کے فرانس کی فوج اب باعتبار تعلیم و تربیت اور
استقلال طبع کے کمزور ہے اور ایک نہایت سخت سرحد کی حفاظت اُسکے ذمہ ہے اور گورنمنٹ
فرانس ضعیف مستقل مزاج ہے اور اہل عرب کی ہمدردی یوروپ مین اور دیگر مقامات مین بہت ہے
مین یہ نہین کہتا کہ امر مذکورہ غالباً وقوع پذیر ہے لیکن بہر حال قیاس کیا جا سکتا ہے اور
افریقہ مین ایسے اجزا شامل ہین جن سے کسی مسلمان فرمانروا کی نئی سلطنت کی بنیاد قائم ہو سکتی ہے
اور بالآخر وہ سلطنت مکہ تک پہونچ سکتی ہے - بلا شبہہ اگر ایک عیسائی سلطنت کے مقابلہ مین
کامیابی کی ناموری حاصل ہو جائے اور سوڈان کی کثیر التعداد آبادیان اور بالکی عربونکا مہیب فوجی
جوش مددگار ہو تو عبد القادر یا عبد الوہاب کا سا کوئی شخص اسلام کو اپنا ساتھی بنا لیگا اور اسلام
کی اعلی درجہ کی حشمت و جلال کی اُمید کر سکیگا - لیکن افریقہ کے موجودہ مشاہیر مین سے اگر ہم کسیکو
خلافت آئندہ کا ہونہار اُمیدوار قیاس کرین تو بہت سی بڑی بڑی باتین بلا دلیل ماننی
پڑین گی اسوقت وہان جو پیشوایان عرب ہین اونکی بہادریان صرف مقامات خاص پر
محدود ہین اور اب تک اونہون نے کوئی ایسی بات حاصل نہین کی جس سے دلون مین عزت

اور اعتبار پیدا ہو - تریپولی مین بیشک ایک معزز شخص بڑے بڑے دعوونکا موجود ہے اوسکو
شیخ السنوسی کہتے ہین اور ایک بڑی مذہبی جماعت اوسکی پیرو ہے اور اوسنے وعدہ کیا ہے
کہ بہت جلد بطور آس مہدی یعنے رہبر کے ظہور کرونگا جسکا انتظار بہت سیونکو اور نیز شیعونکو ہے
سال آئندہ مین اوسکی عمر چالیس برس کی یعنی رسول کی شرعی عمر ہو جائیگی اور ممکن ہے کہ اوسوقت
جو کوئی عام جوش موجود ہوا وسمین وہ شریک غالب بنے لیکن اسوقت تک ہمکو بجز اوسکے
نام کے اور اس امر کے کہ اوسکا تعدد ہا ہونکی طرحکا ہے اور کچھہ اوسکا حال معلوم نہین ہوا
علاوہ برین امکان کامیابی کی نسبت جو کچھہ خیال کیا جاے لیکن ممالک باربری اور مکہ
کے درمیان مین ابہی تو مصر اور نہر سوئیز باقی ہے بس اس زمانہ مین جبکہ دخانی جہاز اور برقی
آلات اور یوروپین اجتماع موجود ہے تو جائز ہے کہ خلافت آئندہ کی نسبت رائے زنی مین ہم
افریقہ شمالی و مغربی کو خارج از بحث رکہین - یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ حال کے ملک باربری مین
جو مذہبی حرکت پیدا ہوئی ہے اوسمین سلطان مورا کونے ہنوز کوئی نمایان شرکت نہین کی
ہندوستان کے مسلمان فرمانروایون کی بہی قریب قریب بالکل یہی حالت ہے - شاید
وہ بہت جلد مسلح یوروپین گورنمنٹ کے مخالف ہو جائین اور اگر اوسی ناقابل فہم انگریزی حکمت
عملی پر اصرار رہا جسپر بیس سال گذشتہ سے عملدرآمد ہو رہا ہے تو ضرور ہی ایسا ہوگا اور اوسوقت
اونکے لیے ممکن ہوگا کہ اسلام کی نگاہ مین ایک پیشوا یانہ حالت پیدا کرین اور اگر دہلی یا حیدرآباد
مین پہر ایک اسلامی سلطنت قائم ہوئی تو ہندوستان یقیناً ایک عمدہ ترین دارالاسلام بنجائیگا
اور اوسوقت یہہ ملک تمام دیگر ممالک اسلامیہ سے کہین زیادہ آباد اور دولتمند ہوگا اور مکہ کو صرف
روانہ کرنے مین سب پر سبقت لیجانے کے قابل ہوگا - اسوقت ہندوستان کی جائداد موقوفہ کی
مالیت مساوی مالیت جائداد موقوفہ سلطنت عثمانیہ کے خیال کیجاتی ہے اور اوسوقت آمدنی

مذکورہ بعوض اوس خانگی طریقے کے جو اب اوسکی بھیجنے کے لیے ہے گورنمنٹ کی حمایت مین آجائیگی
اگر خلافت بہ صرف روپے کے خرید کیجاسکتی ہے تو ہندوستان مین وہ شخص جو انگریزون سے منحرف
ہوکر علم پیشوائی بلند کرے اور کامیاب ہو اسلام کی ساتہہ اپنا معاملہ کرسکتا ہے لیکن یہان
بہی بُعد مانع ہے اور سمندر حائل ہے اور یہہ نہایت سخت موانع ہین۔ ہندوستان اسلامیہ سے
مکہ کی وہ حمایت اور حفاظت ہرگز نہین ہوسکتی اسلام کو جسکی ضرورت ہے اور وہ سوا اپنے مقام
خاص کے اور کہین اپنی سلطنت کا اظہار نہین کرسکتا اور اپنے مقام پر بہی صرف مسلح رکہکر سلطنت
کرسکتا ہے لیکن یہہ کامیابی بہی مثل کامیابی ملک باربری کے اسیطرح قیاس کیجاسکتی ہے۔
اگر اس سے پہلے بڑی بڑی باتین بلادلیل تسلیم کرلیجائین۔ پس خاندان عثمانیہ کے جانشین ہونے کے
لیے جسکی ہمکو ضرورت ہے اوسکی امید بوجہ معقول نہ ہندوستان سے ہے اور نہ افریقہ مغربی سے
نہ امرا وزارت مصر کے خاندان پر نظر پڑتی ہے کہ ادہمین سے کوئی امیدوار خلافت پیدا ہوگا اور
بعض کی رائے مین غالبًا ایسا ہی ہوگا۔ محمد توفیق اگر اپنے دادا کی طرح ہوشیار اور ذہین نکلا
یا اگر باوجود اوس دیانت کے جو اوس مین ہے وہ کامیابی کے ساتہہ چالین چلا تو ممکن ہے کہ چند برسون
مین وہ مکہ مین ایک قوی حریف سلطان کا بنجائے۔ قطع نظر اوس تعلق مبنی بر روایات کی جو مصر
کو خلافت کے ساتہہ ہے مصر کو حال کا واقعہ محمد علی کا یاد ہے جسپر وہ اہل حجاز سے گفتگو کرسکتا ہے
اور اپنے کو ایک ملک حامی اسلام ثابت کرسکتا ہے۔ محمد علی اور اوسکے جانشین ابراہیم پاشا کے
نام اگرچہ ٹہیک ٹہیک ہردل عزیز نہین ہین توکم سے کم مکہ مین اونکا ادب کیا جاتا ہے اور یہہ پچہلا
نام سنیون کی احسانمندی کا بڑا حق رکہتا ہے کیونکہ ابراہیم پاشا نے ۱۸۱۸ء مین وہابیونکی سلطنت
کو مٹادیا تہا۔ محمد علی کی اولوالعزمی کا حال مین لکہہ چکا ہون اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح کی اولوالعزمی
اسمعیل پاشا معزول خدیو مصر کے دلمین بہی پیدا ہوئی تہی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی مالی قوت

کی عروج کے دنون مین اسمعیل پاشا نے بڑی بڑی رقمین شریفان مکہ کو نذر کین اور ایسا کرنے مین امکانی حوادث قسطنطنیہ اوسکی پیش نظر تہی لیکن اوسکی بدقسمتی سے اوسی نہر سوئیز کی روانی جسپر اوسنے یورپ سے مدد پانے کا خیال قائم کر رکہا تہا اوسکے منصوبہ کی بربادی کا باعث ہوئی سلطنت ٹرکی نے ۱۸۴۰ء میں اس نواح سے اپنی دعاوی خلافت کی نسبت ضرر انگریزون پاکر بحر احمر پر فوجی قبضہ کر لیا اور جدہ اور ینبوع کے قلعون کی فوجونکو ہٹا دیا۔ طائف کی طرف پیش قدمی کی اور ایک بڑی فوج مین مین پہیلا دی۔ یہہ باتین صرف نہر سوئیز کی وجہ سے ممکن ہوگئین اور اسمعیل پاشا کو یہہ دیکہکر بہت ہی جہلاہٹ پیدا ہوئی کہ اوسکے اطرافونے خود اوسکو گرا دیا۔ پس محمد توفیق کو خاندانی روایتین معذور رکہینگے اگر وہ بہی کبہی کبہی اپنے منصوبون سے جی بہلایا کرے۔ اسوقت قسطنطنیہ کی بعد مکہ کے ساتہہ تعلق رکہنے مین اوسکا نمبر ہے۔ خدیو مصر کے دخانی جہازونکا سلسلہ ہمیشہ درمیان سوئیز اور جدہ کی آمد و رفت رکہتا ہے اور جو قافلہ حجاج کا خدیو مکہ مین بہیجتے ہین اور جسمین بہت سے حاجیان غربی بہی شامل ہوتے ہین بہ نسبت سلطان کے قافلہ کے کثیر التعداد ہوتا ہے خاندان ہاے شریف مین سے کم سے کم ایک خاندان کے ساتہہ خدیو کو دلی اور گہرا تعلق رہتا ہے اور خدیو ہر سال ایک محمل مع ایک بڑی صرہ کے مدینہ کو بہیجا کرتے ہین۔ محمد توفیق کی نسبت یہہ شہرت بہی ہے اور یہہ شہرت حق بجانب ہے کہ وہ ایک سچے اور خوش عقیدہ مسلمان اور ایک راستباز آدمی ہین اور یہہ تو تحقیق ہے کہ سچی آزاد راے والون کی ایک بڑی جماعت اونکو اپنے خیالات کا ایک نہایت لائق موید سمجہتی ہے لیکن باوجود ان تمام باتون کے مجہکو شبہہ ہے کہ آیا ہنوز وہ ایسے باوقعت و عظمت ہوگئے ہین یا نہین کہ کامیابی کے ساتہہ سلطنت عبدالحمید کی جانشینی کی امید کر سکین۔ وزیر حال کی مالی حالت کی نسبت اگرچہ امید ہے کہ صحیح تر بنیاد پر قائم ہو تاہم وہ صریحی طور پر ایسی قوی نہین ہے جیسی کہ اونکے باپ کی مالی حالت ہی

اور امیدوار خلافت کو زر نقد کی ایک مقدار کثیر کی حاجت ہوگی - اونکی جنگی قوت بہی کم ہے اور
اونکو مسلح ہونیکا اعلان کرنا پڑیگا - اور علاوہ برین وہ نیز یورپ کے دباؤ کی بڑی روک ہے اور مین
ڈرتا ہون کہ یہ مشکل حل ہوگی - اسلام کیونکر کسی دوسرے خلیفہ کا مطیع ہوگا جو خود عیسائیت کا مطیع
ہوا اور وہی اسباب جو خاندان عثمانیہ کی بربادی کا باعث ہوے ہین اوسکی بربادی کا ہی باعث
ہونگے - باعتبار امور موجودہ خلیفہ صرف قدیم قانون شریعت کی روسے حکومت کرسکتا ہے اور گو
کسی عام فرمانروا کا یا ایسے خلیفہ کا جو خلافت پر بخوبی متمکن و مستحکم ہو چکا ہو اوس قانون کی پوری و
سخت پابندی سے متجاوز ہونا گوارا کرلیا جاے لیکن جو نیا خلیفہ ایک نئے دعوی کے ساتہ ظہور
کریگا اوسپر اوس قانونکی سخت پابندی لازم ہوگی پس محمد توفیق کی پابندیان اسلام کے ساتہ اور
اونکی پابندیان یورپ کے ساتہ باہم کیونکر مطابق آئین گی وہ دشمنون کے درمیان مین
گر پڑنے سے وہ محفوظ نہ رہ سکین گے - پس بجز او مصور کے کہ خلاف امید مشرقی ایشیا مین کوئی
مذہبی بہادر پیدا ہو جاے جسکی ہنوز کوئی آثار نہین ہین اس مشکل کے حل کرنے کے لئے کہ دینی
سلطنت اسلامیہ کہان اور کس خاندان مین قائم ہوگی ہماری نظر ملک عرب کیطرف اور خود مکہ کے
خاندان شریف کی طرف جاتی ہے بمقابلہ تمام دیگر ممکن الظہور دعویداران پیشواے اسلام کے خاندان
شریف کو یہ ایک بڑا التفوق اور ترجیح حاصل ہے کہ وہ اوس نسل قریش مین ہین جنکو خود محمد نے
اپنا وارث کہا ہے - حقوق قریش کے باب مین منجملہ بہت سے مستند اقوال کے مفصلہ ذیل اقوال نہایت
صاف اور نقل کرنے کی لائق معلوم ہوتے ہین - ام ہانی دختر ابوطالب سے روایت ہے
کہ رسول اللہ نے اہل قریش کو سات باتونسے ممتاز کیا ہے اولاً نبوت (یعنے خاندان قریش سے

۱؎ یہہ تحریر بہی قبل وقوع واقعات ستمبر ۱۸۸۲ء کی گئی تہی ان واقعات نے اس امکان کو زیادہ تر قوی کردیا ہے
کہ قاہرہ پہر ایک دفعہ دار الخلافت ہو جاے گو شاید محمد توفیق خلیفہ نہ منتخب ہو -

بنی پیدا ہوا دوسری خلافت (یعنے جانشینی) تیسری حجابت (یعنے حفاظت خانہ کعبہ) چوتھے سقایت (یعنے حاجیون کے لیے پانی مہیا کرنے کا حق) پانچوین رفادت (یعنے حاجیونکی مدارات کرنیکا حق) چھٹوین ندوت (یعنے حق مشورت گورمنٹ) ساتوین لوا (یعنے حق قبضہ علم و اعلان جنگ)۔ بموجب ایک دوسری حدیث کے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ "جب تک ایک آدمی بھی نسل قریش کا رہیگا تب تک وہی آدمی میرا جانشین ہوگا" اور بہ نسبت نسل عرب کے فرمایا ہے کہ "اگر نسل عرب کو زوال ہوا تو اسلام کو زوال ہوگا" ان باتونکو تمام دنیا جانتی ہے اور عام پسند رایون کے نزدیک بالخصوص شریف بہ نسبت اور کسی سلطان یا خلیفہ کے مذہبی منصب و درجہ کا زیادہ تر اور صحیح تر قائم مقام ہے۔ جنوبی اور مشرقی ایشیا کی بڑی بڑی وسیع آبادیون سے جو حاجی لوگ روانہ ہوتے ہین وہ قسطنطنیہ کو نہین بلکہ مکہ کو جاتے ہین اور وہان شریف ہے کو بالاتر پاتے ہین۔ حجاز مین ترکی گورمنٹ کی حالت بحسابی غیر نمایان ہے اور جدہ مین جو ایک شخص بہ قائم مقامی سلطان رہتا ہے اوسکا رتبہ شہریار مکہ کے ملازم سے شاید ہی کچھہ زیادہ ہو۔ شہریار مکہ ہی مسلمانون کے نبی کی اولاد سے ہے سلطان نہین ہین اور اگرچہ علما خلیفہ کے حق مین امتیازات پیدا کرین لیکن حج مین تو شریف ہی کا نام سنائی دیتا ہے خود قسطنطنیہ مین بھی یہہ ایک نہایت قدیم رسم خارج از یاد جاری ہے کہ اوس مقدس خاندان کے لوگون کی تعظیم کو سلطان اوٹھہ کھڑے ہوتے ہین اور مکہ مین عموماً یہہ بات کہی جاتی ہے کہ اگر کوئی سلطان بذات خود حج کو آوے تو شریف مکہ اوسکو بطور اپنے خورد کے لین گے۔ پس خاندان شریف ایک ایسی مذہبی عظمت اور فوقیت کے احاطہ مین ہے کہ سوائے اون قومون کے جو سلاطین عثمانیہ کے رعایا اور ماتحت رہتے آئے ہین اور سبکو اوس خاندان کے لیے دنیاوی حکومت اعلی کا منصب حاصل ہونا ایک امر طبعی معلوم ہوگا اور اگر اوس خاندان مین بھی اور واقعی لیاقت کا کوئی شخص نمودار ہوگا تو اوس نازک زمانہ مین جسکی ہمنے پیشین بینی کی ہے

یقینی قریب قریب سب کے سب اوسکے ساتہہ ہو جاینگے - یہہ بات تحقیق ہے کہ گورنمنٹ عثمانیہ کو اس امر سے کامل آگاہی ہے - اپنی عظمت اور اقتدار کے کامل عروج کے زمانہ مین بہی یہہ گورنمنٹ مکہ کی طرف سے بدگمان اور بے اعتبار رہتے تہے اور جب کبہی کوئی شریف اعظم اوسکے خیال مین خطرناک رعب اب پیدا کر لیتا تہا تو یہہ گورنمنٹ بیدار مغز کے ساتہہ اوسکا ایک حریف پیدا کر کے اوسکو اوکہاڑ دیتے تہے جسمانی اور فوجی طاقت سے یہہ گورنمنٹ اسکام کو کر لیا کرتی تہی اور اگرچہ شریف اعظم کے عہدہ کو موقوف نہ کر سکتی تہے لیکن ترتیب جانشینی مین دخل کرنیکا اوسکو اختیار تہا - لہذا حجاز مین ہمیشہ ترک لوگ خانہ جنگیون کے موید رہے ہین اور جب تک ہان ترکونکی موجودگی گوارا رہیگی یہی حال رہیگا - شریف اعظم سابق کی وفات کے حال سے ترکون کے طریقہ کی کیفیت زمانہ حال مین بخوبی ظاہر ہو چکی ہے اور اس قصہ سے یہہ بہی بخوبی معلوم ہوگا کہ سلطان حال کو اپنے اس بڑے حریف سے کسقدر خوف ہے اس قصہ کے بیان کرنے مین ضرور ہے کہ مین اوس گذشتہ زمانہ پر نظر کرون جب ۱۸۰۳ء مین وہابیون نے حجاز پر حملہ کیا تہا اوسوقت اور صدی ماقبل کے پچہلے نصف حصہ مین خاندان شریف کا اعلی منصب اس شاخ خاندان کو حاصل تہا جو ذوے زید کہلاتے تہے (حجاز مین لفظ ذوی کے وہ معنے ہین جو اور مقامات مین لفظ بنی یا اہل کے معنے ہین یعنے - لوگ - کنبہ - خاندان) - اس خاندان نے ۱۷۵۰ء مین برکت کی شاخ کو پہر قائم کیا تہا جسکو نابہر نے اپنے وقت مین اعلی درجہ کا لکہا ہے - غالب ابن مساعد اصل منصب پر قابض تہا اور جب اوسنے دیکہا کہ وہابیون کے مقابلہ کی طاقت نہین رکہتا تو خود وہابی ہو گیا - اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۱۸۱۳ء مین محمد علی جب مکہ مین داخل ہوا تو پہلا کام اوسنے یہی کیا کہ اس غالب کو معزول کر دیا گو وہ کہتا رہا کہ مین اب پہر جمہوری مذہب کے جادہ مستقیم پر آگیا - محمد علی نے خاندان شریف کے ایک دوسرے شخص کو اوسکی جگہہ مقرر کر دیا - یہہ شریف جو منتخب کیا گیا اسکا

نام یحیٰ ابن سرور تہا اور جو خاندان ذوی عون یعنے ایک مخالف شاخ مین سے تہا۔ پس اس طریقہ
سے ایک سخت عداوت ان دونون خاندانون مین یعنے خاندان زید اور خاندان عون مین قائم ہوگئی
اور اب تک اُس عداوت کا سلسلہ چلا جاتا ہے یہہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ ترکی و مصری گورنمنٹون نے
اِس عہدہ پر بعد کو جو تقرریان کین اور جو ایک تبدیل حالت ہوئی اوسنے اُس عداوت کو کچہہ کم کر دیا کیونکہ
۱۸۲۷ء مین غالب وہابی معزول شدہ کا بیٹا عبد المطلب پہر مقرر کیا گیا اور سال بعد مین پہر محمد
ابن عون مقرر کیا گیا۔ یہہ ایسی ترکیبین تہین کہ جن سے ایک اندرونی ملکی جنگ پیدا ہوئی ۱۸۴۲ء
مین ایک نئی سازش نے عبد المطلب و زید یونکو پہر قائم کر دیا اور ۱۸۵۱ء مین وہ لوگ بعلت بغاوت
پہر معزول کئے گئے اور خاندان عون کا ایک شخص مسند حکومت پر متمکن کیا گیا ۱۸۵۲ء سے ۱۸۸۰ء
تک خاندان عون کے لوگ شریف اعظم کی عہدہ پر قائم اور حجاز کے اعلیٰ حاکم رہے۔ چونکہ اونکو ایسے
وقت مین حکومت حاصل ہوئی تہی کہ آزادانہ خیالات ترقی پر تہے لہذا وہ لوگ ہمیشہ لبرل (آزاد
خیال کی) رہی اور اب تک مکہ مین وہ اوس فریق کے قائم مقام ہین جسمین انسانیت او رمیلان ترقی
زیادہ تر ہے۔ اُس جنگل مین جہان سب کے سب خیالات مین ڈہیلی اور آزاد ہین اونکا فریق بر دل
عزیز ہے اور اگرچہ وہ لوگ خود بلاشبہ ٹہیک طریق اہل سنت وجماعت پر قائم ہین لیکن ہمیشہ
فرقہ شیعہ و دیگر فرقہہاے معتزلہ سے جن سے شریف کی حکومت کو ہر سال ایام حج مین بالضرور
برتاؤ ہوتا ہے وہ لوگ بے تعصب رہے ہین۔ بلکہ اہل یوروپ موجودہ جدہ سے بہی اونہون نے
دوستانہ برتاؤ رکہا ہے اور جب تک اونکی حکومت قائم رہی ہندوستان اور مکہ کے تعلقات باہمی
دوستانہ رہے عبد اللہ ابن عون جو ۱۸۵۸ء مین محمد اپنی باپ کا جانشین ہوا نہایت لائق
آدمی تہا اور اوسکی تعریف کیجاتی ہے کہ وہ ایسے وسیع اور عمدہ خیالات کا آدمی تہا کہ حجاز مین
یوروپ کی تجارت کا کہل جانا بہی اوسکے خیالات مین داخل تہا اوسکا بہائی بہی کچہہ کم وسیع الخیال

نہ تہا جو سنہ ۱۸۷۷ع مین شریف اعظم مقرر ہوا اگرچہ وہ عبدالمطلب کی برابر لائق نہ تہا لیکن اوسکی انسانیت
اور نیکی کی بڑی تعریف کی گئی ہے اور یہہ بات تو تحقیق ہے کہ بجز اوسکے موروثی دشمن یعنے
زیدیون کے اور تمام اہل حجاز بلا استثنا اوسکی عزت کرتے تہے اور اوس سے محبت رکہتے تہے
یہہ بات یہان تک تہی کہ اوس خونخوار اور تباہ کن جنگ روس کے سال بعد مین جبکہ قسطنطنیہ
کی حالت نہایت نازک ہو رہی تہی اور اوسکا شیرازہ جمعیت ٹوٹا چاہتا تہا اہل عرب نے
الحسین ابن عون کو بجای سلطان کے خلیفہ بنانے کا برملا ذکر شروع کر دیا - مجہکو یہہ
بات بتحقیق نہین ہوئی کہ الحسین بہی اپنے دوستون کے ساتہہ اس اولوالعزمی کے منصوبے
مین شریک تہا کیونکہ وہ نہایت امن دوست شخص تہا اور جو رتبہ عالی اوسکو حاصل تہا لقب خلافت
سے شاید ہی اوسپر کچہہ اور اضافہ ہوتا - لیکن یہہ بات تحقیق ہے کہ اوسکے ہر دل عزیز ہونے
نے قسطنطنیہ مین احتمالات ضرر پیدا کئے اور یہہ بات اس سبب سے اور بڑہ گئے کہ سلطان
عبدالحمید اوسکو معزول نہ کر سکے بلکہ اوسکو معزول کرنے کی جراءت نکر سکے - الحسین بہی اوس
فرقہ کا بالخصوص مورد اعتراض بنا جو بازگشت حالات چاہتا تہا اور جسنے بالآخر انگلستان
سے نزاع کرنے کی قطعی تجویز کر دی کیونکہ جب کبہی اہل ہند رعایاے ملکہ معظمہ کے اغراض
و مطالب متعلق حج پر گفتگو ہوتی تہی تو الحسین اور اوسکے خاندان کو اس بات پر اصرار رہتا تہا
کہ برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ دوستانہ مراسم قائم رہین معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر اسی باعث سے
اوسکی ہلاکت تجویز کی گئی تا کہ نئی حکمت عملی کے برتنے والے کے لئے جگہہ نکلے - ۱۴ - مارچ
سنہ ۱۸۸۰ع کو جدہ ایک عظیم اور پر اثر تماشا کا محل تہا - حج ابہی ختم ہو چکا تہا اور بندرگاہ مکہ مین
حاجیونکا ہجوم ہو رہا تہا اور انتظار اس بات کا تہا کہ شریف اعظم اولاد پیغمبر اور مقدس خاندان علی کا
قائم مقام تشریف فرما ہو کر ان حاجیونکی آخری کوچ کو اپنی تشریف آوری کی خیر و برکت کے ساتہہ

شامل کر دی - مکہ سے شاب شب سفر کرکے الحسین معاپنے جلوس کے قریب صبح صادق شہر پناہ
کے سامنے نمودار ہوا اور جب صبح ہوگئی تو ایک نقرہ مادہ اسپ نجدی پر سوار ہو کر اپنے قریشی
عزیزوں کی جلو اور سلطانی گارڈ آف آنر کے ساتھہ شہر مین داخل ہوا - جدہ کی گلیان تنگ اور
پیچ در پیچ ہین اور پہاٹک سے لیکر عمر نصیف جنت شریف کے مکان تک جہان کہ شریف حسب
دستور اترا کرتے ہتے دیندار لوگونکی بہیڑ اور کشمکش تہی ہر شخص سبقت کرتا تہا کہ شریف کا قدمبوس ہو
اور اونکی عبای عربی کے دامن کو بوسہ دے - الحسین اپنی فرودگاہ کے قریب تک پہونچ چکا
تہا کہ ایک گدای معمر صفون کو چیرتا پہاڑتا اوس بہیڑ مین سے خدا کے نام پر خیرات مانگتا ہوا
آگے بڑہا یہہ ایسا سوال تہا کہ رد ہو سکتا تہا اور جون ہی شریف اپنے ہمراہیونکی طرف جو اوسکے
قریب تہے یہہ حکم دینے کا مخاطب ہوا کہ اوس کیسہ مین سے جو ایسی خیرات کے لئے ساتھہ رہتا
تہا اوس گدا کو کچھہ خیرات دیجاے وہ گدائیگر شریف پر حملہ آور ہوا اور ایک زنگ آلودہ پرانی
گندہ چہری (اس چہری کا حال کہنے والے نے مجھسے یون ہی کہا ہے) نکالکر اوسکے پیٹ مین
ماری پہلے تو اون لوگونکو بہی جنہون نے یہہ فعل ہوتے ہوے دیکہا خوب نہ معلوم ہوا کہ کیا
نتیجہ ہوا کیونکہ الحسین نہ گہوڑے سے گرا نہ اوترا بلکہ کچھہ نہین بولا اور چپ چاپ گہوڑے پر سوار
فرودگاہ تک پہونچا - وہان لوگونے اوسکو گہوڑے پر سے اوتارا اور ایک بالاخانہ پر لے گئے
جہان چند گہنٹون مین اوسکا خاتمہ ہوگیا - اوسی اثنا مین جو لوگ اوسکے قریب تہے اونہون نے
اوس بڈہے کو پکڑ جکڑ لیا تہا اور اوسکو مارا پیٹا تہا اور اون مین سے چند لوگونے اوسکو حوالات
مین پہونچا دیا تہا جب امر واقعی کی اطلاع سب کو ہوئی تو جدہ مین بڑا ہنگامہ آہ و بکا بلند ہوا
جو بڈہے - اور جوان - عورتین - اور بچے - شہری - اور اجنبی سب کے سب بالاتفاق رو رہے اور
مبتلای غم ہوے مین نے سنا ہے کہ اوسوقت کی کیفیت دیکہکر دل اسقدر بہر آتا تہا جسکا بیان نہین ہو سکتا

تمام رات عورتون کی صدای آہ وزاری بلند رہی - قاتل فوراً مکہ کو بہیجدیا گیا اور اگرچہ وہان ایک مجلس منعقد ہوئی اور چوتہے دن مجمع عام مین اوسکی گردن ماری گئی لیکن اوس جرم کی نسبت کسی عدالتانہ تحقیقات لائق اطمینان کا عمل مین آنا معلوم نہین ہوتا اس بات کی تجویز مشکل ہے کہ وہ کون تہا اور کیا تہا اوسوقت شریف کی باضابطہ رپورٹ مین قاتل مذکور ایک ایرانی متعصب ظاہر کیا گیا تہا لیکن کسی شخص نے پہلے قرار نہ کیا کہ مین اسکو جانتا تہا اور جن لوگون نے حوالات مین اوسکو دیکہا تہا اور اوس سے بات چیت کی تہی وہ لوگ یہہ کہتے ہین کہ وہ ایک سنی المذہب افغان تہا - معلوم ہوتا ہے کہ قاتل نے اپنا حال چہہ طرح سے بیان کیا اور ہر بیان ایک دوسرے کے خلاف تہا لیکن عام یقین یہی رہا کہ وہ شخص شمال کی طرف سے آیا تہا اور درویش پیشہ تہا - حاجیون کے ساتہہ وہ نہین آیا تہا بلکہ دس روز پہلے مکہ مین بطور ایک سائل کے دیکہا گیا تہا اور اوسوقت اوسنے شریف سے سوال کیا تہا اور خیرات مین کچہہ پایا تہا اور اوسکو کئی مرتبہ الحسین کی راہ مین لوگون نے اوسکو دیکہا تہا کہ خواہ مخواہ گہستا پیٹہتا چلا آتا ہے - ترکی گورنر کو جدہ مین کوئی شخص اس جرم کا رازدار نہین قرار دیتا بذات خود وہ الحسین سے موافقت رکہتا تہا اور زمانہ مابعد مین اوسکی عزت ہی گہٹا دیگئی لیکن سب لوگ استنبول کیطرف اشارہ کرتے ہین بلکہ خود سلطان کو اسکا بانی کہتے ہین یہہ بات مشہور ہے کہ سلطان عبدالحمید ہمیشہ درویشون کو اپنا جاسوس اور خفیہ کارندہ مقرر کرتے ہین بعض لوگ تو یہان تک اپنا علم بیان کرتے ہین کہ یہہ پیر مرد خاص خلیفہ کا مرسلہ تہا - مین اس بحث کے فیصلہ کرنے کا دعوی نہین کرتا لیکن یہہ خیال کرتا ہون کہ بار ثبوت اون لوگون پر ہے جو اس سے انکار کرتے ہین - کسی خطرناک حریف یا حد مناسب سے زیادہ قوی سردار کو قتل کرا دینے کی تدبیر سلاطین عثمانیہ مین مدت مدید خارج از یاد سے چلی آتی ہے اور اب اونکو بہت کم امید رکہنے چاہیے کہ اس باب مین عوام کی راے

انکی جانب دا رہوا اور حسن ظن سے کام لے - درویشونکا شیخ اپنے پیروون کی جماعت کے ساتھہ بڑا صاحب قوت ہے اور وہ سلطان کا ملازم ہے - اور اوسکے ایک اشارہ سے ایسے ہین جانباز درویش بلاشبہہ خدمت کرنے پر طیار ہوتے ہین - ایک بات تو ایسے ہی جس سے یقیناً قسطنطنیہ پر نگاہ پڑتی ہے - جدہ مین مشہور ہے کہ الحسین کے جانشین نے جو مدت سے قسطنطنیہ مین مقیم تہا تو جوان الحسین کی وفات سے دو مہینے پیشتر جدہ مین اپنے ہنٹ کے پاس حکم بہیجا تہا کہ مین شریف اعظم ہوکر آیا چاہتا ہون تم سب طیاری و ریاسامان کر رکہو - علاوہ برین پہلے ہی سے اوسنے اپنا بہت سا اسباب بہیجدیا تہا اُس پر قاتل کی اخیر باتین عجیب ہین جب وہ اپنا کام کرچکا تو مسرت ناک معلوم ہوتا تہا اوسنے نہ کہایا اور نہ پیا بلکہ آخرت کے لئے طیار ہوگیا سزاے موت پانے سے تہوڑی دیر پہلے اوسنے ایک کہانی کہی - اوسنے کہا کہ وہ کسی زمانہ مین ایک عظیم الشان ہاتہی تہا خدا نے ایک مچہر کو جو نہایت تہوڑی چیز ہے اوسپر متعین کیا - مچہر نے اوسکی سونڈ مین ڈنک مارا اور وہ ہاتہی مرگیا اللہ کریم" وہ شخص جو الحسین کا جانشین ہوا اور جسکی واسطے جگہہ خالی کی گئی تہی اور جو پہلے سے جانتا تہا کہ ایسا ہونیوالا ہے - وہی دومرتبہ کا معزول شدہ بوڑہا عبدالمطلب غالب پاشا کا بیٹا تہا اور خاندان ذوزید کا نہایت عجیب متعصب تہا مجہکو اس موقع پر پوری وسعت نہین مل سکتی کہ اس واقعہ سے حجاز کی پولیٹکل حالت پر جو اثر پڑا اوسکو بالتفصیل بیان کرون اسوقت مثل قسطنطنیہ کے مکہ مین بہی ادس فریق کو زور ہے جو بازگشت حالات کی حکمت عملی کا مدد ہے - عبدالمطلب کی اعانت ترکی سنگینون سے کیجاتی ہے - اور خاندان عون اور فریق لبرل (آزادخیال) کے لوگ مکہ مین ستائے جاتے ہین اور شریف کا دربار جسکے تعلقات انگلستان کے ساتہہ ابتک نہایت دوستانہ تہے اب ہندوستانی ناخوشی کی شبہہ بنگیا ہے بیرون شہر بالکل بدنظمی ہے - بالفعل اسقدر کافی ہے

اگر مین نے یہہ ثابت کر دیا ہو کہ حجاز مین ایک مادہ مذہبی حکومت و طاقت کا سلطان کے پہلو بہ پہلو موجود ہے اور ممکن ہے کہ کسی دن اوس سے فائدہ حاصل کیا جاوے اور سلطان کا ایک نیچرل جانشین پیدا کیا جاوے ۔ اگر زوال سلطنت عثمانیہ کے وقت اسلام کی پولیٹکل اُفق سے کوئی ایسی نئی صورت طلوع نہ کریگی جسکی عظمت و شان مسلمانون کے عالم کو اپنی طرف قوت جاذبہ سے کھینچ لے (اور آج وقت تک ایسی صورت کے ظہور کی کوئی آثار نہین ہین) تو بلاشبہہ مسلمانونکی جماعت کثیر اپنے اعلیٰ سرداری اور اوس خلافت کی جانشینی کے لئے جسکی انکو ضرورت ہے خاندان شریف مکہ کی طرف نظر کریگی ۔ قسطنطنیہ سی مذہبی دار الحکومت کا مکہ کو منتقل ہو جانا ایک آسان و طبعی امر ہوگا اور عوام کے خیالات مین شاید ہی کچھہ حرکت و شورش پیدا ہو ۔ بلکہ علماء کی روایات و احادیث سے مطابقت و موافقت پیدا ہوگی زوال قسطنطنیہ کے بعد مکہ یا مدینہ خواہ مخواہ اہل العقد کا شرعی مقام ہو جائیگا اور ممکن ہے کہ آسانی سے وہ مقام مذہبی حکومت اسلام کا مرکز تسلیم کر لیا جاوے ۔ اس باب مین جس جس سے مین نے گفتگو کی ہے وہ سب اس امر پر متفق ہین کہ نتیجہ مذکورہ بالا تمام مذاہب کے علماکو بجز خاص ٹرکی علماء کے پسندیدہ ہوگا ۔ بیشک جہان تک مجھکو دریافت کرنے اور رائے لگانیکا موقع ملا ہے آجکے دن تمام مسلمانون کی یہہ صدا ہے کہ ((مکہ دار الخلافۃ)) اور غالباً زمان مستقبل مین بھی اس صدا کا زور زایل ہو مثل صدائے ((روم دار السلطنت)) کی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صدا جن لوگونکو سنائی جاتی ہے اونکے خیالات پر بڑا اثر پیدا ہوتا ہے اور جب اوس صدا کے ساتھہ یہہ بھی اضافہ کیا جاتا ہے کہ ((خلافت از قریش)) تو کم سے کم اہل عرب اپنے خیالات کو روک نہین سکتے ۔ سچ تو ہے جب ہم پچھلی تاریخ پر نظر ڈالین تو اسکی خلاف اور کیا ہو سکتا ہے؟ اگرچہ مین اس قطعی فیصلہ کا دعوی نہین کر سکتا کہ آیندہ سلسلہ واقعات کس رخ پھر چلیگا لیکن میری ذاتی رائے

---

۱ یہہ ایک تاریخی واقعہ کیطرف اشارہ ہے ۔ من مترجم

یہی ہی ہے کہ جسقدر قیاسات پر ہمنے نظر کی ہے اُن سب مین مکہ کیطرف خلافت کا عود کرنا
غالب تر ہے اور اوس سے اسلام کی مذہبی زندگی کے تر و تازہ ہو جانے کی عمدہ امید ہے - اگرچہ بہ نسبت
مقام باسفورس کے جہان اب خلیفہ ہے مکہ مین پولیٹکل اعتبار سے خلیفہ کی حالت کو زیادہ وقعت نہوگی
لیکن مذہبی اعتبار سے وہان خلافت کی بنیاد بہت محفوظ اور مستقل ہوگی ہر سال دنیا کے ہر حصہ کے حاجی
اوسکی زیارت کرینگے اور بہ نسبت اسکے کہ صرف ایک صوبہ کے مذہبی خیالات کا قائم مقام ہو اُسوقت وہ تمام مذاہب
اور تمام اقوام کے لیے ایک صحیح اور واقعی صدر نشین مسند خلافت کا ہو جائیگا - اسلام مین جو عرب کا
جزو ہے وہ تو یقیناً اس جانشینی کا تائید کریگا اور یہہ یاد رکہنا چاہیے کہ عرب مراکو سے بوشہر تک پہیلا ہوا
ہے اور اسیطرح اہل ہند و ملایا بہی تائید کرینگے بلکہ حقیقت حال یہہ ہے کہ سواے ترکون کے جنکی عظمت
روز بروز کم ہوتی جاتی ہے سبکے سب موئد ہونگے - مین نے تو لوگونکو اس امر کی تصدیق کرتے
ہوے بہی سنا ہے کہ مکہ مین خاندان قریش کی خلافت قائم ہونیسے فرقہ ہای معتزلہ و عباسیہ و شیعہ کو اہل
طریق یعنے سنت و جماعت سے زیادہ تر میل ملاپ رہیگا اور بہ چند وجوہ مجھکو یقین ہے کہ تین ربع
وہابیت پر بہی اثر پڑیگا - شیعونکو خصوصاً اولاد علی کو یہہ امر خواہ مخواہ پسندیدہ ہوگا - اور عمان
اور یمن کے اہل عرب کے لیے خاندان قریش کا خلیفہ بہ نسبت خلیفہ بنی عثمان کے بہر کیف کم بے
میل ہوگا - بلاشبہہ پچھلے برسون مین میان ان فرقون کے اور اونکے قدیم دشمنون یعنے اہل سنت
و جماعت کی شدت مخالفت مین کمی کے آثار نمایان ہوے ہین و در قرین قیاس ہے کہ حالت خلافت
کی تبدیلی سے تمام فرقون مین ایک پوری موافقت پیدا ہو جاے اب مسلمان ایام گذشتہ
کیطرح آپس مین لڑنے بہڑنے کا وقت نباوینگے اور مین جانتا ہون کہ دور اندیش لوگون مین تمام فرقونکو ایک
کرنیکا خیال پیدا ہو گیا ہے بالآخر یہہ امر بہی قابل لحاظ ہے کہ عرب مین جو خلافت قائم ہوگی وہ اوس
کالونس سے نجات پاویگی جسمین ترکی ملدمینیات نے اسکو مبتلا کر رکہا ہے اور وہ داغ بدنامی اوسپر سے دور ہو جائیگا جو ترکی خلافت

ذمیمہ نے اوسکو لگا رکہا ہے اور اخلاقی اصلاح کی (جسکی اسلام کو سب سے زیادہ ضرورت ہے) اوسکو
آزادی کے ساتھہ وسعت ملیگی - بلا شبہہ یہ امر قیاس کی حد معقول سے باہر نہین ہے کہ قسطنطینیہ کی
ابتری اور زوال کی ساعت آخر مین ائمہ دین علما کی ایک مجلس منعقد ہوگی اور زمانہ قدیم کے جائز
دستور کے مطابق ایک خلیفہ منتخب کریگی - کچھہ شک نہین کہ ایسی مجلس کے انعقاد سے فرمانروایونکی
سازشین بہی ظہور کرینگی مجتہدان مذاہب مین جہگڑے بہی پیدا ہونگے - جوش اور
تعصبات بہی سر اوٹہا مینگے کفر و الحاد کی الزام بہی لگائے جائینگے - اور جلسون کی طرح روپیہ
بہی اپنا کام ضرور کریگا اور شاید خونریزی بہی ہو - لیکن پندرہوین صدی کی تاریخ کرسچین چرچ
(عیسائی گرجا) اور وہ مجالس علمای مذہبی جو کونسل بیل کے انعقاد سے پہلے منعقد ہوئین ہین
جسکو یاد ہونگے وہ بالضرور تسلیم کریگا کہ ایسی سازشون اور بندشون مین مشکلات مذہبی کا حل ہو جانا
اور شرعًا فیصلہ پا جانا رک نہین سکتا بلکہ پوپ اور مخالفین پوپ کا باہم رقیب و حریف ہونا سب سے
زیادہ باعث کیتہلک اصلاح کی جلد عمل مین آنے کا ہوا -

فقط

باب چہارم

اسلام مین اصلاح

اب مین جس بحث کے قریب پہونچا ہون وہ اس تمام تحقیقات مین سب سے زیادہ اہم ہے اور دراصل سب کچھہ اوسی پر منحصر ہے او مجھکو بڑا شبہہ ہے کہ آیا ایسی مشکل بحث پر قلم اوٹھانے کی قابلیت مجھہ مین ہے یا نہین - وہ یہہ ہے کہ آیا اسلام کی پولیٹکل (ملکداری) اور مارل (اخلاقی) زندگی مین کسی عام اصلاح کا امکان ہے یا نہین - یہہ بات تو کہلی کہلی ہے کہ اگر اس مسئلہ کا جواب پیرایہ اثبات مین ندیا جاے تو جن انقلابونکی مین نے پیشین گوئی کی ہے اونمین سے ایک بہی ایسا ہوگا کہ اسلام کی آخری حالت پر کچھہ زیادہ موثر ہو - خواہ خلافت عثمانیہ کے مقابلہ مین اسلام کا شرعی مسئلہ حل ہوجاے خواہ اسلام کا دار السلطنت کسی نئے مرکز کیطرف منتقل ہوجاے خواہ اسلام بزور بازو (اگر ایسا ممکن ہو) افریقہ یا ہندوستان مین فتحمندی ہی حاصل کرے یہہ باتین براے خود زیادہ سے زیادہ زوال اسلام مین صرف تاخیر ڈال سکتی ہین - بلکہ ممکن ہے کہ اسلام کی جلد بربادی کا باعث ہون - اسلام اگر صرف تلوار ہی کا بہروسہ کہتا ہے تو آخر کار اوسی سے ہلاک ہی ہوجاے گا - کیونکہ اوسکی قوتین گو بڑی وسیع ہین لیکن وہ نہ جسمانی اور مادی اتصال نہین ہے بلکہ ہر سہ براعظم کی سطح پر پہیلی ہوئی اور منتشر ہین اور بڑے بڑے سمندرون اور دریا بانون نے اونکو تقسیم کر رکہا ہے جس دشمن کا اسکو مقابلہ کرنا ہے وہ قوی ہونیکے ساتہہ ہی ہوشیار او دانشمند بہی ہے اور اوسکو چین نہ لینے دیگا - جو چیز اسوقت روز افزون ترقی دنیا کی نام سے پکاری جاتی ہے اُسنے اسلام کو اپنے جہازون اور اپنی تجارت میں اور سب سے زیادہ اپنے چہپے ہوے خیالات یعنے اخبارات وغیرہ مین لپیٹ ہی کہا ہے اور اُن چہپے ہوے خیال کو اب اسلام نے

پڑھنا شروع کیا ہے - آیندہ بہی اُمید نہین ہے کہ ان باتونکا اثر اسلام پر کم ہوجاے - ہر سال جو گذرتا ہے اس امکانکو کہ اسلام تنہائی مین الگ تہلگ بکہر سکے کم کرتا جاتا ہے اور خواہ مخواہ اسلام کا سامنا نہ صرف اوسکے قدیم دشمنون یعنی اہل فرانس اور اہل روس سے بلکہ اہل جرمن سے اور جینیون سے اور امریکا والون سے کرایا جاتا ہے - پس باری باری سے ایک ایک دن ان سب سے اسلام کو دوچار ہونا ہوگا اگر اسلام چاہتا ہے کہ ایسے ایسے دباؤ مین ہی پڑکر اوسکا دم بند نہو تو اوسے ضرور ہے کہ بدنی طاقت سے نہین بلکہ دوسری طاقتونسے کام لے اور اپنے ہم سرحد لوگون کی باطنی اور عقلی حملونکا مقابلہ اوسی طرحکی قوتون سے کرے ورنہ اور کچہہ پیش نظر نہوگا بجز اسکے کہ بتدریج زوال ہوتا جاے اور وہ زوال روحانی اور پولٹکل دونون طور کا ہوگا - اسلام کا قانون آہستہ آہستہ بیجان ہو جائیگا - خلافت صرف ایک منسوخ اور مردہ چیز کی براے نام تجدید رہجائیگی - اور دین اسلام محض بطور ایک لاشے کے رہجائیگا - اور اسلام جو ایک جیتی جاگتی اور اخلاقی دباؤ ڈالنے والی قوت دنیا مین ہے وہ اوسوقت بتدریج زایل ہوجائیگا - اس یقین کے ظاہر کرنے مین کہ ہنوز ایک مدت تک اسلام کی تقدیر مین بربادی نہین ہے مین باور کرتا ہون کہ اپنے ملک کے بڑے بڑے مستند لوگون کی رایون سے مین خلاف کہہ رہا ہون - عوام کو سمجہانے اور ہدایت کرنے کی اعلی قابلیت جن لوگون مین ہے مین خوب جانتا ہون کہ اونکی یہہ رائے مستقل قرار پا چکی ہے کہ اسلام کی ترکیب ہی ایسی ہے کہ اوسمین کسی تبدیلی کی قابلیت نہین ہے اور اوسیکا ضروری نتیجہ یہہ ہے کہ روز افزون ترقی یافتہ زندگی کی قابلیت ہی نہین ہے بلکہ مخالف اجزا کے مقابلہ مین دیرپا زندگی کی بہی مطلق قابلیت نہین ہے شریعت کے مطالعہ کرنیوالون نے یہہ کوئی نامناسب تشبیہ نہین دی ہی کہ قرآن کا قانون مردہ کے ہاتہہ کیطرح سرد اور اکڑا ہوا ہے - اور اوسمین بلا ممانعت اوسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ ہاتہہ کاٹ ڈالا جاے - یہہ بات کہی گئی ہی

کہ مسلمانون کے خیالات کا پہلا قاعدہ یہہ ہے کہ تبدیلی کی گنجایش نہین ہے اور اعمال مذہبی کا
پہیلاؤ زمانہ متوسط کی فقہ کی تنگ راہ کی داہین یا باہین طرف قطعاً ممنوع ہے - مین اس بات
کو جانتا ہون اور یہہ بہی جانتا ہون کہ اوسکی تائید مین ہزارہا علماء اسلامیہ کی رایونکا حوالہ دیا جا سکتا
ہے اور زمانہ حال کے علماء دینیہ مین عام اس سے کہ وہ کسی مذہب کے ہون شاید چندہی ایسے
ہونگے جو اس مسئلہ کی صحت پر علانیہ اعتراض کرنیکی جراءت کرین مین اون متواتر ناکامیابیونکو
بہی نہین بہولا جو پچاس سال گذشتہ مین ٹرکی مین اون نئے قواعد شرعی کی نسبت مذہبی منظوری
حاصل کرنے مین ہوئین جنکو یوروپ کی خواہش پورا کرنے کے لیے ٹرکی مین سلطان کے
بعد سلطان نے مشتہر کیا - ان نتائج کو بہولا ہون جو کبہی کبہی تبدیلی چاہنے والونکو ملی ہین اہل شریعت
نے تمام قواعد جو لکہے ہین اور بیان کئے ہین مین جانتا ہون کہ اونکے بموجب اسلام جنبش نہین
کرسکتا لیکن باینہمہ مین کسیقدر بہروسہ کے ساتہہ گیلیلیو کی طرح جواب دیتا ہون - امر واقعی یہہ ہے
کہ اسلام جنبش کر رہا ہے - جبکہ پچہلے مجتہد اسلامیہ نے اپنی آخری شرعی راے قلمبند کی ہے اوسوقت تک
ایک عظیم تبدیلی مسلمانون کے خیالات مین آگئی ہے اور جو بات شرعی اسلام کے لیے پچاس سال
بلکہ بیس سال گذرے صحیح تہی وہ اب صحیح نہین ہے - ارکوہارٹ نے (جسنے انگریزون پر ابتداءً
محمدیت کو ظاہر کیا) جب اپنی تحریر شروع کی تہی اوسوقت تک قسطنطنیہ کی حنفی تعلیم معرض بحث و
اعتراض مین نہین آئی تہی پس اوسکی یہہ تحریر بالکل حق بجانب تہی کہ وہی مذہب کثیر گروہ سنت
وجماعت کا مسلمہ مذہب ہے اوسوقت ایسی کسی چیز کا کہین وجود نہ تہا جسکو مذہبی آزاد خیال کا فرق
کہہ سکتے جو لوگ پولیٹکل اصلاح کے نام سے شرع سے تجاوز کرتے تہے وہ صرف قانون کے توڑنیوالے
متصور ہوتے تہے - ہر نیک آدمی اونکا دشمن ہوتا تہا اور اگر کوئی شخص آزادی کا نام لیتا تہا تو اوسکا
مفہوم جواز شرعیہ ہوتا تہا اوسوقت کسیکے خیال مین بہی یہہ بات نہ تہی کہ شریعت دوسرے پیرایہ مین

بطور جائز آسکتی ہے۔ لیکن اب اور بالخصوص پچھلی دس سالون مین خدا پرست و متشرع لوگون کے
ایک بڑے گروہ نے اپنے تئین آزاد رائے کی جانب قائم کیا ہے اور بڑے بڑے ارادے اسباب
کے گئے ہین کہ ترقی کی خواہش کو بھی پورا کرین اور اسلام کی سچی خیر خواہی مین مطلق کمی نہونے
پاوے۔ چنانچہ اسطور پر ایک سچا آزاد فرقہ قائم ہوگیا ہے اور اوسمین صرف پولٹیکل سازش کرنیوالے
لوگ مثل مدحت پاشا کے جس سے یوروپ واقف ہے شامل نہین ہین بلکہ سچے اور بے ریا اور خدا پرست
لوگ بھی شامل ہین جو مسلمانون کی عملی حالت مین پولیٹکل اصلاحون کی طرح اخلاقی اصلاحونکو بھی داخل
کرنا چاہتے ہین ان لوگون کے منصوبہ کے فرد مین یہہ بات مندرج ہے کہ بجا آوری اعمال مذہبی کے لیے
زیادہ ترغیب اور تاکید کیجاے اور اوسکے ساتھہ ہی اوسکی بنیاد وسیع کیجاے تاکہ مسلمانونکی سمجھہ اور ہتیار
کو مسئلہ سائل کے ہندون سے آزادی ملی اور اوسکی ساتھہ قرآن مجید کا اعلی درجہ کا اخلاقی قانون
جو اتنی مدت سے قابل حیرت شکست پا رہا ہے نہایت تاکید کے ساتھہ نافذ کیا جاے ان تجویز مین یہہ
لوگ (مصلحان ۱) مذہب عیسوی سے بہت مشابہ ہین اور بعض حالات جو اوس تجویز کے وجود مین آنے کی باعث
ہوے ہین اُن حالات سے جو پندرہوین صدی مین یوروپ کو پیش آئی تہی ایسی مطابقت رکہتے ہین
کہ ممکن نہین کہ طبیعت مین یہہ خیال نہ پیدا ہو کہ اسلام بھی اپنے لیے اصلاح حالت کریگا۔ یوروپ مین مذہبی
اصلاح کی بڑی اور اصلی دو کارکن تہے (۱) غربا کی مصیبت اور (۲) علم کا عام طور پر پہیلنا۔ اسوقت
اس مدت کثیر کے بعد یہہ سمجہنا دشوار ہے کہ فرانس کی لوئیس یازدہم اور جرمنی کے فریڈرک سوم کے عہد
مین یوروپ مین رہنا نیوالونکی عام حالت کیسی ذلیل و ناچیز تہی۔ ہمیشہ کی جنگ و جدال۔ متواتر قحطوں کا
سامنا۔ حالات زندگی کی عام غیر محفوظی۔ غربا کی ایک بڑے گروہ کو تلون طبع حامیونکی محتاجی۔
اور فرمانروایونکے طبقہ مین بداعمالی اور نفس پرستی اور عیاشی کا سخت درجہ کو پہیل جانا۔ محکوم فرقہ
کا دلیری کے ساتھہ داد طلب نہوسکنا۔ اور سب سے زیادہ مذہب کی طرف سے غلامانہ سکوت اور

رضامندی جسکو چاہئے تہا کہ پولیٹکل قانون کی روزانہ اور علانیہ خلاف ورزیون کے مقابلہ مین اونکی
حمایت کرتا - ان تمام باتون نے - لوگونکی طبائع مین ہلچل پیدا کردی - چرچ - (گرجا) کے موجودہ
انتظام اور طریق عمل کے مخالف آوازہ شکایت بلند کرادیا - اور اونکو اصلاح پر مایل کردیا - ایک طرف
جیساکہ ہمکو سب کو معلوم ہے - چھاپہ کی ایجاد کی وجہ سے لوگونمین پڑھنا اور نئی دنیا کی دریافت کی وجہ
سے سفر کرنا شروع کردیا تہا - علاوہ برین پندرہوین صدی مین ترکان عثمانیہ جنکی طاقت اوسوقت
بے پناہ اور بے روک ٹوک تہی یوروپ پر حملہ کررہے تہے یہ بیرونی دنیا یعنے ممالک غیر کے لوگون سے
ایک اتصال ورابط کے ساتہہ ایک نیا خوف پیدا ہوگیا تہا - بلاشبہہ اوسوقت عیسائیت اس خطرہ
مین تہی یا ایکہ اوسنے ایسا خیال کیا تہا کہ اوسکی پولیٹکل حالت معدوم ہوجائیگی اور وسط یوروپ کے
صادق الایمان لوگون کے خوف واندیشہ کو اس قریب آنے والی بلا نے اس خیال سے زیادہ تیز
وقوی کردیا کہ شاید یہ ایک دوسری سزا خدا کیطرف سے مقرر ہوکر آرہی ہے - اس حالت متوازی پر مین
اوس حد سے جہان تک مطابقت قائم رہ سکتی ہے زیادہ زور دونگا لیکن یہہ کہتا ہون کہ قریب
قریب اسی قسم کے اسباب اون ممالک کے مسلمانون مین جو ہنوز آزاد ہین اپنا کام کررہے ہین اور اونکا
اثر کسیقدر اوسی طریق پر ہورہا ہے - مسلمان دہقان بالخصوص سلطنت عثمانیہ کے دہقان بری حالت
مین ہین اور اپنی بری حالت سے مطلع ہین اور مذہب کیطرف اس غرض سے دیکھہ رہے ہین کہ
وہ مثل زمانہ سابق کے اونکو اونکے حکام کے دست جور سے محفوظ و مامون رکہے لیکن مذہب
اونکی کچھہ حمایت نہین کرتا - وہ دیکھہ رہے ہین کہ اونکی تمام دنیا بداعمال ہوگئی ہے - وہی لوگ
جنکا فرض ہے کہ قانون کو نافذ کرین ہر روز قانون کو توڑتے ہین اور ان لوگونکی قانونی خلاف
ورزیون پر جو اونکو تباہ کررہی ہین ایک جماعت علما کی ہمیشہ چشم پوشی کرتی ہے - اور تمام عملی
اغراض انصاف ورحم کی نسبت مذہب نے اپنی ہدایت اور حکومت کے دعوے سے دست برداری

کرلی ہے اجنبیون سے ملکر اور شہرون مین اخبارات کے ذریعہ سے جنکو اب وہ بہت شوق سے پڑہتے ہین اونہون نے یہہ بات بہی جان لی ہے کہ ہمیشہ سے ایسا نہین ہوتا اور یہہ کہ غلامی انسان کی طبعی حالت نہین ہے اور نہ صحیح مذہب کا یہہ کام ہے کہ برائی پر رضامند ہو جاے اور جو کچہہ اونپر گذرتی ہے اوس سے وہ سمجہتے ہین کہ اسلام کے عمدہ قانون پر ستم ڈہایا جاتا ہے۔ سال گذشتہ مین مصری مسلمانون نے یہہ بات سنکر میرے دل پر بڑا اثر ہوا کہ ملکی ٹکس جو اب ہم دے رہے ہین اسکی یہہ وجہ ہے کہ ہمارا نیا حاکم ((ایک ایسا شخص ہے جو خدا سے ڈرتا ہے)) تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ بہی اسلام کی پولیٹکل تنزل و انحطاط پر اور اوس سے بہی عظیم تر خطرون پر جو اسلام کو تاک رہے ہین ڈہل گئی ہین اور چونک اوٹہے ہین۔ اور وہ لوگ انکو اوس فسق اور بد اعمالی سے منسوب کرتے ہین جسکو قسطنطنیہ کی مدت دراز کے فرمانرواؤن نے سوسیٹی کے ہر درجہ کے لوگون پر یہان تک کہ اپنی حدود سلطنت سے باہر بہی پہیلا دیا ہے اب وہ یہہ شکایت کرتے ہین کہ ہم غلط راہ پر چلاے گئے ہین اور وہ یہہ سمجہتے ہین کہ اگر اپنی طریق عمل کی اصلاح نکرینگی تو قہر الہی اور بلاے آسمانی کا اونپر نزول ہوگا مین کہتا ہون کہ ان تمام امور سے ایک ویسی ہی بات پیدا ہوتی ہے جسنے ایک مرتبہ عیسائیونکو مجبور کیا تہا کہ اُن بنیادونکو جانچین جنپر اونکے عقائد قائم تہے اور اوس قانون کے اصلیت کی تحقیق کرین جسنے ایسی سخت بد اعمالی کو روا کر رکہا تہا۔ ہمکو یہہ بہی ہرگز نہ خیال کرنا چاہئے کہ یہہ نارضامندی جو پیدا ہوئی ہے وہ ہنوز زوال عقائد دینیہ سے منسوب ہو سکتی ہے جیسا کہ ہم خود اپنے درمیان مین مشاہدہ کر رہے ہین اسلام مین ہنوز داغ کفر و الحاد نمایان ہوتا ہوا معلوم نہین ہوتا۔ اس زمانہ کا مسلمان آدمی گو اوسکی حالت زندگی کچہہ ہی کیون نہو ایسا ہی کامل عقیدہ رکہتا ہے جیسا کہ اوس زمانہ کے عیسائی جسکا فکر ابہی ہو چکا ہے باستثنای بعض کے جو منافقانہ طور پر مذہب اسلام مین در آے ہین اور یہان وہان پاے جاتے ہین اور باستثنای اُن شاذ و نادر نئے فیشن کے بیدینون کے جو یورپ مین ملتے ہین

مسلمانون مین منکرین کا وجود نہین ہے یعنے ایسا کوئی مسلمان نہین ہے جسکو محمدؐ کی منجانب اللہ رسالت پر یقین نہو۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے ہر ایک فرایض دینیہ کی بجاآوری مین غفلت کرتا ہو۔ ہر گناہ کا مرتکب ہو ہر قانون کی خلاف ورزی کی ہو۔ ممکن ہے کہ وہ بدترین خلایق ہو۔ یہہ بہی ممکن ہے کہ اوسنے یوروپ کی زبان اور ایک حد تک یوروپ کا طرز خیال اختیار کر لیا ہو اور ہو سکتا ہے اگرچہ یہہ بات نہایت ہی شاذ ہے کہ وہ مذہب کی تحقیر اور خدا کی بے ادبی کرتا ہو۔ تاہم مین یہہ نہین خیال کرتا کہ اوسکے دلمین اس یقین کی ذرا بہی کمی ہوئی ہو کہ قرآن مجید کتاب حق ہے اور بروز حشر وہ اون لوگونکی ہمراہ ہوگا جو خدا اور اوسکے رسول کا اقرار کرنے کی وجہ سے جہنم سے محفوظ رہینگے۔ اس بات کی تائید مین مینے ایسے لوگونکی جنکو تمام دنیا جانتی ہے عجیب عجیب حکایتین ایسے لوگون سے سنی ہین جنکی راست بیانی پر شبہہ نہین ہو سکتا۔ مثلاً فواد پاشا جو مدبران وسفیران سلطنت عثمانیہ مین سب سے زیادہ یوروپین طور وطریق کا تہا اوسکے ایک ساتہی نے جو اوسکے آخر زمانہ مین قیام نائیس مین اوسکے ساتہ تہا مجہکو یقین دلایا کہ فواد پاشا نے اپنا تمام وقت قرآن مجید کے پڑہنے اور حفظ یاد کرنے مین بسر کیا اسی طرح ایک دوسرا شخص جو اسلام کا والٹیر[1] کہلاتا تہا جب کبہی تنہا ہوتا تہا احتیاط اور قاعدہ کے ساتہ وظیفہ اور نماز پڑہا کرتا تہا۔ ایک تیسرا شخص جو اسیطرح منکر دین مشہور تہا مذہبی دیوانگی مین اوسنے وفات پائی۔ اور سب لوگ بہی جو مسلمانون سے زیادہ ملے جلے ہون اس بات پر ضرور متحیر ہوے ہونگے کہ غافل اور نامتشرع مسلمان تک حوادث ومصائب زندگی کو کس غایت درجہ کی صبر ورضا کے ساتہہ برداشت کرتے ہین اور کس مردانگی اور استقلال سے حسب معمول موت کا سامنا کرتے ہین اور کیسا بڑا گروہ مسلمانون کا عادتاً نماز اور روزہ مین مصروف ہے اور بڑے خطرے اور نقصان اوٹہا کر حج ادا کرتا ہے اور عموماً اونین ناپاکی اور بے دینی نہین ہے اور یہہ کہ ہم لوگونکی طرح اونین مذہب کا اقرار کبہی بطور

[1] فرانس کا ایک حکیم۔

معذرت کے پیش نہین کیا جاتا اور نہ کبھی نصیحت مین اوس اقرار پر مضحکہ ہوتا ہے - غالباً یہہ باتین
بڑے خود یقین و خلوص کی شہادت نہین ہین یعنی اونسے صدق عقیدہ ثابت نہین ہوتا کیونکہ
ریاکارونکو بھی ہر جگہہ کچھہ نمود حاصل ہو ہی جاتی ہے لیکن خود ریاکاری سے ہی طبائع مین ایک
عام خیال ایمان و یقین کے اقرار و اظہار کا ثابت ہوتا ہے - بلاشبہہ سچے خدا پرست و صادق الایمان
لوگ شاذ و نادر پائے جاتے ہین لیکن جہان کہین ملتے ہین تو یہہ صاف ظاہر ہے کہ اونکا نور
یقین اونکی زندگانی پر ایسا ہی کامل طور پر محیط اور نافذ ہوتا ہے جسطرح ہم لوگون مین سچے
دینداروں کا حال ہے - غالباً یورپ مین (مین عہدہ داران متعلقہ چرچ و دیگر اشخاص جو سلسلہ
انتظام مذہبی مین منسلک ہین گفتگو نہین کرتا) ایسے لوگونکا نشان دینا مشکل ہوگا جو بہ نسبت طبقہ کے
متقی اور صالح مسلمانونکی نسبت جنکا وجود قریب قریب تمام شرقی شہرون مین پایا جاتا ہے زیادہ
شفاف مذہبی زندگی بسر کرتے ہون یا جو اپنے مذہب اور ملت کے عقائد کے زیادہ استحکام اور سختی
کے ساتھہ پابند ہون ایسے لوگونکے خلوص پر اور نیز بجا بالی اونکی اتقا پر شبہہ کرنا گویا تمام مذہب پر شبہہ
کرنا ہے بہرکیف یہہ بات مشہور و معروف ہے کہ مکہ کا دین ہنوز نسل انسانی کی ایک بڑے گروہ کا
زندہ عقیدہ اور اونکی زندگیونکا قاعدہ ہے اور اوسنے اونکی ساری ہستی کی توضیح کر دی ہے اب تک کوئی
آثار اس بات کے پائے نہین جاتے کہ اوس دین کی زندگی جاتی رہی - اوس دین کی حالت
آئندہ پر غور کرنے مین منصف مزاج انگریز کی طبیعت کو یہہ امر بھی خواہ مخواہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ تمام
اغراض بحث و دلیل کے لئے مسلمانون کے مذہب کو ایک وہم بے سود نہ تصور کرنا چاہئے
بلکہ بالضرور ایک سچا مذہب سمجھنا چاہئے - سچا اسلئے کہ یہہ مذہب اوس خدائے واحد و برحق کی
پرستش کا ایک طریقہ ہے جسکو یورپ باوجود اپنے جدید طرز بحث و استدلال کے اب تک مانتا ہے
پس ایسی حالت مین وہ دین اوسیقدر معتبر سمجھے جانیکا مستحق ہے جسقدر اعتبار ہم دوسرے دینون

مذاہب پر رکھتے ہیں جو مدت دراز سے زندہ ہیں اور درحالیکہ ہم اپنے لئے عیسائیت کی بڑی
سچائی کو تسلیم کرتے ہیں۔ جائز ہے کہ ہم اسبات کے یقین کرنے پر بھی راغب ہوں کہ اسلام بھی اگر
کسی وطبیعت میں نہیں تو بہر کیف عرب کی طبیعت میں بڑی اور دائمی ثابت ہوگا۔ اسلام ابھی
نہایت سادہ پیرایہ میں صرف ایک تاکیدی تجدید اوس قدیمی ملت سیمٹز کا تہا اور جب تک ایک
خالص سیمیٹک نسل دنیا میں باقی رہیگی یہہ امید ہوسکتی ہے کہ گو مذہب اونکا سلسلہ سے خواہ مخواہ اونکے سلسلہ روایات
میں ملا رہیگا حال کی علمی لیبون[1] زمانہ میں عرب کے اس اعتقاد میں غالباً خلل نہ پڑیگا کہ خدا نے
مختلف زمانہ میں مختلف مقامات پر انبیا کی زبان سے انسان سے بات کی ہے اور نبیوں میں
محمد ہمیشہ نہایت ممتاز رہینگے کیونکہ وہ نہایت کہلے ہوئے قومی شخص تہے۔ اسلام کا قانون جو
میں صرف شریعت موجودہ وقت سے بحث نہیں کرتا) ہمیشہ اوسکا قانون رہیگا کیونکہ وہ ایک
مجموعہ اونکی دستورات کا اور اونکی پولیٹیکل انتظام کا ہے۔ پولیٹیکل انتظام کا مجموعہ اسلئے ہے کہ اسکی
بنیاد اوس دستور العمل پر ہے جو اونکی ہسٹری یعنے تاریخ کے ساتھہ پیدا اور شروع ہوا ہے۔ بالآخر یہہ
بات کہی جاتی ہے کہ سیمیٹک خیال ایک قوی خمیر ہے جسنے ہر جگہہ قوموں کی طبائع میں گو وہ اجنبی اور
بیگانہ ہوں نفوذ کیا ہے اور اونہوں نے ایک دفعہ اوسکو تسلیم کرلیا ہے پس اب اوسکا زائل ہو جانا
آسان نہیں ہے ہم یوروپ میں بلکہ خود انگلستان جیسے سرزمین میں جسکو کبھی عرب سے مادے اتصال
نہیں ہوا دیکھہ چکے ہیں کہ عرب کا خیال جو بذریعہ فرانس اور اسپین کی چہن کر ہمارے ساحلوں
تک پہونچا تہا کس مدت تک ہمارے تصورات پر غالب رہا ہے۔ بہادرانہ سیاحی جو خاص بدوؤں
کے خیال اور مذاق کی بات تہی وہ اب تک ہم لوگوں میں سے بالکل معدوم نہیں ہوئی۔ فسانہ پردازی
جو ملک عرب کے ماقبل ظہور اسلام کی پیداوار تہی ہنوز ہمارے عمل کے لئے ایک عام تحریک ہے

[1] ترجمہ لفظ شیولری کا ہے لیکن اوسکا پورا مفہوم ظاہر نہیں ہوسکا۔

اور ہمارے شعرا ابتک وسکو بلا لحاظ علمی زبانون کے مونون سے بین کے متقابیت مین ظاہر کرتے ہین - ہم لوگون مین ایک کثیر گروہ خلائق کا ابتک براہیم کے خدا کی عبادت کرتا ہے اور جانب مشرق یعنے اُس زمین کیطرف مُنہ کرتے ہین جو سرزمین عرب کی نصف رشتہ دار ہے یعنے یہودیون کی مقدس زمین - پس ہرگاہ ہم لوگ جو محض اجنبی ہین اس بات کو ناممکن پاتے ہین کہ اس باریک و پیچیدہ اثر سے بچین تو اُن نسلون پر اس اثر کا کیا کچھہ باؤ نہ پڑا ہوگا جو کل یا نصف عرب ہین اور جنکے بطون مین اسلام جو خیال عرب کا جو ہر فرد ہے صدیون سے بھرا ہوا ہے (کون اس قوت کے قائم رہنے کی مدت معین کرسکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ یہ اپنی تجدید نہین کرسکتے اور زندہ نہین رہسکتے) ایک مشہور انگریزی مصنف جو ایک نامی انگریزی مدبر ملک ہی ہے لکھتا ہے کہ ((ایک بڑا خیال طور سینا سے یا گلیلی کے گانون سے یا عرب کے جنگل سے ہیجد بجے جیسا کہ آپنے پہلے بھیجا تھا تب البتہ آپ انسانون کے انتظامات کو دوسرے قالب مین لاسکتے ہین اونکے افعال کے اصول کو بدل سکتے ہین اور ایک نئی روح اونکی ہستی کی حدود کے اندر پھونک سکتے ہین)) لیکن ایسے عام بیانات مین مجھکو اپنے سلسلہ سخن کا گم کردینا نہ چاہئیے - مجھکو یاد رکھنا چاہئیے کہ یہہ تحریر مین علی برتاؤ کرنے والے اہل انگلستان کیلئے کر رہا ہون - قصہ مختصر مجھکو دو طریقے نظر آتے ہین جن سے غالبا اسلام اپنی روحانی زندگی کو تازہ کرنے کا قصد کریگا اور دو جداگانہ اور ممیز خیال معلوم ہوتے ہین بلحاظ حالات خارجی کے اسلام شاید جنکا اتباع کریگا - طریق اول ایک سخت اور جابرانہ طریقہ ہے اور شاید ہی مستقل طور پر رہ سکے - دوسرا طریقہ البتہ سچا طریقہ حل مشکلات اسلام کا ہے اسلام کے مشہور ومعروف عقاید مین ایک یہہ عقیدہ بھی داخل ہے اور وہ عقیدہ ہر ملت یعنے شیعہ وعباسیہ و اہل سنت وجماعت مین مشترک ہے کہ آخیر زمانہ مین جب خدا کے پرستش کرنیوالونکی قوت ضعیف ہوجاویگی اور اونکا دین بگڑ جائیگا تو ایک پیشوا ظہور کریگا اور سچے دیندارونکی حالت کو درست کردیگا وہ

ظالمونکو جہان پاویگا اون سے جنگ کریگا خواہ وہ مسلمان ہون یا کافر او ظلم و جور سے روی زمین کو صاف کریگا - وہ خلائق کو ایک کل قانون سکہاویگا جسکو وہ بہول گئے ہونگے اوسکا لقب مہدی ہوگا اور وہ بجاے خلیفہ کے دنیای اسلامیہ پر حکومت کریگا - بعض لوگ اسمین یہہ اضافہ کرتے ہین کہ وہ پیشوا دفعتًا کسی دور دراز گوشۂ زمین سے ظاہر ہوگا اور مکہ کی طرف کوچ کریگا اور ہر جگہہ پانی کی طرح مسلمانونکا خون بہیگا اور وہ اوسوقت مکہ مین داخل ہوگا کہ تمام گلیون مین خون جاری ہوگا - ظہور امام مہدی کی تائید مین بہت سی حدیثین موجود ہین جنکو علما مستند اور صحیح جانتے ہین - چنانچہ بسند عبد اللہ ابن مسعود کے منقول ہے کہ اونہون نے پیغمبر سے یہہ سنا کہ ((جب دنیا کے دنون مین سے ایک دن رہجائیگا تو خدا اوس دن کو دراز کردیگا اور میرے خاندان سے ایک شخص کو مبعوث کریگا جسکا نام میرا نام ہوگا اور جسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا یعنے محمد ابن عبد اللہ) وہ شخص زمین کو ظلم سے پاک کریگا اور عدل و انصاف سے بہر دیگا - یہی حدیث علی ابن ابی طالب داماد رسول اللہ نے بہی سنی - اور حذیفہ ابن الیمن کہ اونہون نے بہی اسکو سنا کہتے ہین کہ پیغمبر نے یہہ پیشین گوئی مدینہ مین خطبہ فرماتے وقت جمعہ کے دن کی تہی - سلمان فارسی دوسرے شاہد کا یہہ بیان ہے کہ بعد ازان مین رسول اللہ کے نزدیک گیا اور اونکے سامنے کہڑا ہوا اور سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی کس اولاد سے مہدی پیدا ہوگا پیغمبر نے اپنے نواسہ امام حسین کیطرف ہاتہہ بڑہا کر فرمایا کہ اس لڑکے کے سلسلہ سے مہدی کا ظہور ہوگا)) علاوہ اس عام عقیدہ کے جو اگرچہ دینی اور ضروری مسئلہ مسلمانون کا نہین ہے لیکن تمام مسلمانون مین پہیلا ہوا ہے شیعہ لوگ جو ہمیشہ مبالغہ اور زینت کلام کی طرف مائل رہتے ہین یہہ کہتے ہین کہ امام مہدی کا کام صرف یہین تک محدود نہوگا کہ قانون سکہاوین اور اوسکی راہ پر چلاوین اور اوسکو پاک و صاف کرین بلکہ ائمہ کے خون ناحق کا وہ عوض لین گے - اور اس بیان کی تائید مین وہ علی ابن ابی طالب کی ایک

حدیث کا حوالہ دیتے ہین - یعنے حضرت علیؓ نے حضرت امام حسینؓ اپنے بیٹے سے جنہون نے بعد ازان کربلا مین شہادت پائی مخاطب ہوکر یہہ فرمایا کہ "بیٹا مین قسم کہاتا ہون اپنی جان کی اور اپنی اولاد کی اور کربلا اور اوسکی عمارت کی قسم کہاتا ہون کہ وہ دن آویگا کہ ہم لوگون کی ڈاڑہیان خون سے رنگین ہونگی - اور مین قسم کہاتا ہون کہ بعد ازان خدا مہدی کو مبعوث کریگا جو ہمارا قائم مقام اور انسانونکا سردار ہوگا - وہی ہمارا انتقام لیگا بلکہ ای حسینؓ وہ تیرے خون کا بہی انتقام لیگا پس ای حسینؓ صبر وتسکین رکہہ ایک آدمی کے خون کی عوض مین وہ ہزار آدمیونکا خون بہادیگا اور وہ ان لوگونکو نہ چہوڑیگا جنہون نے ہمارے دشمنونکو مدد دی ہے" شیعہ یہہ بہی کہتے ہین کہ یہہ مہدی کوئی نیا شخص نہ ہوگا بلکہ وہ اسوقت بہی اپنے جسم وجان سے زندہ موجود ہین اور وہ وہی بارہوین اور آخری امام ہین جو ۲۶۰ھ ہجری مین پیدا ہوے تہے اور جنکا نام محمد ابن الحسن ابو القاسم المہدی صاحب الامر وصاحب الزمان تہا شیعونکو اس مہدی کا انتظار اوسوقت سے ہے جبکہ ٹرکی سلطنت کو زوال ہو - انتقام لینے اور عدل وانصاف قائم کرنے کے بعد امام مہدی مدت غیر معین تک حکمرانی کرینگے تب حضرت عیسیٰؑ ابن مریم بہی تشریف لاوین گے اور محمد رسول اللہ دنیا کے خاتمہ کا اعلان کردین گے[۱] - پس نہایت قرین قیاس ہے کہ اوس مذہبی جوش وخروش سے جسکو اب ہم افریقہ مین ایک ہیجان پیدا کرتا ہوا دیکہتے ہین کوئی سرگرم اور اپنی نسبت ملہم بالغیب ہونے کا گمان رکہنے والا شخص اوٹہہ کہڑا ہوگا اور اپنے تئین ہی مہدی موعود ظاہر کریگا اور

[۱] سارجیکی تاریخ چرچ مطبوعہ ۱۸۴۳ء مین مجہکو ایک قابل لحاظ مطابقت کا حوالہ دیا گیا ہے جو عیسائیون اور مسلمانون کی پیشین گوئیون مین واقع ہوگئی ہے یعنے مصنف تاریخ مذکورہ محنت سے ایک مطول حساب لگاکر جو توریت کی پیشینگوئی پر مبنی ہے اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ ترکونکی سلطنت کو ۱۸۸۲ء مین زوال ہوگا چنانچہ یہی زمانہ مسلمانون کی پیشینگوئی کی بموجب بہی معین تہا جسکا ذکر مین نے پچہلے باب مین کیا ہے یعنے ۱۳۰۰ھ ہجری -

ایک واقعی اور عملی کا مددائی اصلاح و ریفارم کا سرگروہ و پیشوا بنجائیگا - ایسے دو شخص تو
فی الواقع ظاہر ہو بھی چکے ہین ایک بمقام ترہپولی جسکا بہت کچھہ ذکر ہمنے سال گذشتہ مین
سنا تہا اور سنتے ہین کہ وہ اب حامیان محافظان شہر کروان سے ملنے کو کوچ کر رہا ہے اور ایک
دوسرا شخص اسی حال مین بمقام سوڈان ظاہر ہوا ہے اپتے مہم بالغیب پیشوا جس قسم کا وعظ
کہیں گے اوسکا تصور کچھہ مشکل نہین ہے جن پیشین گوئیونکو اوپر مین نقل کرچکا ہون حقیقت مین
وہی اوسکے لیے دستور العمل ہون گے - وہ روی زمین کو نہر و شمشیر ظلم و نا اتفاقی سے پاک کریگا
اور سواے قرآن کے اور تمام سندونکو توڑ کر جنگ آور اسلام کی طرز و شان پر ایک آسمانی سلطنت
کو پھر قائم کرنا چاہیگا - وہابیون نے اٹھارہوین صدی مین جو تحریک کی تہی امر مذکورہ گویا
اوسیکا اعادہ ہوگا لیکن ایک عظیم تر اندازہ پر - اور چونکہ شمالی افریقہ کی بڑی بڑی آبادیون کے سرگرم
اور متعصب لوگون کے بڑے بڑے گروہ نہین عملی کارروائیونکی ایک وسیع تر بنیاد قائم ہوگی لہذا
ممکن ہے کہ امر مذکورہ سے نہایت ہی بڑے اور اہم نتائج کامیابی حاصل ہون - اگرچہ ہادی برحق
اور ملہم بالغیب ہونیکا اذعا بہی کیا جاے تاہم کچھ شبہ نہین کہ کوئی لائق اور عالی ہمت شخص موجودہ
نازک حالت مین جاہلی عربون کو بحسب ضرورت اخلاق اصلاح اور تقوی اور مجاہدہ کے سبہ ثابت کرکے
آسانی سے ترغیب دلسکتا ہے کہ ادا کرنے سے اونکو جنگ آوری مین پہر غلبہ و تفوق حاصل ہو جائیگا
اس بنیاد پر اصلاح آسان ہوگی لیکن وہ اصلاح مثل اصلاح ہوسائیٹس اور انابیپٹس کی ہوگی
اور وہ بھی اصلاح صحیح (گرجا) نہوگی جو آں اصلاح کے بعد عمل مین آئی تہی علاوہ برین ایسی
اصلاح مضبوط و مستقل نہوگی اور نہ ہر جگہہ عمل مین آسکے گی - ایک مرتبہ ایک نہایت نامور عالم نے
اوس شخص کی صفات بیان کیں جو ایسی اصلاح کا وعظ کہہ سکتا ہے - اوسنے کہا کہ (۱) وہ شخص جو
ہمکو اصلاح و ترمیم کی ترغیب دلیگا و لاضرور ہے کہ ایک مستند اور مشہور خاندان کا ہو یا تو وہ کوئی

شہزادہ ہو یا شریف ہو ۔ یا مورث ولی ہو ۔ تاکہ ابتدائی ذاتی اعتراض کفر والحاد سے وہ محفوظ رہے
ثانیاً ضرور ہے کہ وہ عرب ہو اور خالص زبان قرآن مجید اوسکی زبان ہو کیونکہ علمای عرب کسی اجنبی اور
بادل کی بات ہرگز نہ سننگے ۔ یہہ بھی ضرور ہے کہ اوسکو ایک نہایت پراثر فصاحت حاصل ہو کیونکہ
مصلح کے لیے سب باتون پر یہہ مقدم ہے کہ وہ واعظ ہو ۔ ثالثاً ضرور ہے کہ اوسکو علوم مین تبحر ہو
وہ شرع کے تمام نزاکت اور باریکیون سے آگاہ ہو اور علم تفسیر پر کامل عبور رکھتا ہو اور ذہین
اور حاضر جواب بھی ہو تاکہ بحث و تقریر مین اوسکو ہمیشہ یہہ قابلیت حاصل رہے کہ سند کا مقابلہ سند
سے اور ایک استدلال سے دوسرے استدلال کو رد کرے ۔ اگر یہہ تینون صفتین اوسمین موجود ہون
اور خدا کی طرف سے مدد اور برکت ہو تو وہ شخص جس راہ چاہے ہمکو چلا دے)) لیکن اصلی موانع جو ایسی
اصلاح مین پیش آینگے وہ ابتدا مین ظہور پذیر نہونگے اور نہ بالکل اخلاقی طور کے ہونگے ۔ مہدی کے
عمل سلسلہ کارروائی مین یہہ امر ضروری ہے کہ وہ مکہ کو فتح کرلین اور افریقہ کے مصلح کے لئے مکہ کو خشکی
کی جو راہ ہے وہ مصر اور نہر سوئز سے محصور ہے پس بجز اسکے کہ وہ بحر قلزم کو ابیسینیا مین ہوکر پار اتر جانے
مین کامیاب ہو (اور یہہ ایک ایسا حملہ ہوگا جو راہ مین ایک دوسری قدیم پیشین گوئی کو پورا کریگا
اور وہ پیشین گوئی یہہ ہے کہ ((اصحاب فیل)) اہل ابیسینیا ایکدن حجاز کو فتح کرلینگے) افریقہ کا
مصلح ابھی رفارمری کو پورا نکرسکیگا ۔ اور نہ اب خاص عرب مین کسی پرجوش دینی مصلح کے
زیادہ ہمدردی اور رفاقت ہوگی بجز اسکے کہ مصلح مذکور ترکون کے مقابلہ مین اہل عرب کا
رفیق جنگ ہووے ۔ جزیرہ نما کے اہل عرب اپنے زہد و تقوی کی اصلاح کر چکے ہین اور اونمین ایک
قومی کارروائی آزادی خیالات کی شروع ہوگئی ہے وہ لوگ ابتک اصلاح کے موید ہین لیکن
یہہ اوس قسم کی اصلاح نہین ہے جسکو عبدالوہاب نے چاہا تہا ۔ یہہ امر مشتبہ ہے کہ ایک نیا جنگ آور
اسلام ان لوگون مین اپنے بہت سے ساتہی پاسکیگا یا نہین ۔ اسوقت ملک عرب کی اصل اہل عرب

مین ایسے خیالات کا بڑا حامی اور محرک عبدالمطلب سلطان کا مقرر و نامزد کیا ہوا شریف ہے اور شک
جب سے وہ بمقام مکہ اس منصب پر مامور ہوا ہے اوسنے شمالی افریقہ والون کے آتش طبائع کی بھڑکانے
مین کوئی بات اوٹھا نہین رکھی - چونکہ عنفوان شباب مین وہ وہابی تھا لہذا ابتک وہ ایک عجیب اور
پکا مذہبی آدمی ہے اور اگر اوسکی عمر نے وفا کی (سنا جاتا ہے کہ اوسکی عمر نوّے برس کی ہے) تو ممکن ہے
کہ اسیطرح کی سرگرمی وہ عرب مین بھی پیدا کر دے - لیکن اسوقت حجاز مین کثیر گروہ اہل عرب کا زیادہ
تر شائستگی اور انسانیت کے خیالات مین مصروف ہے اور اس باب مین نجد و یمن سے کم نہین ہے -
مکہ مین عبدالمطلب کے جو خاص اور بڑے بڑے حامی اور موید ہین وہ اوسکے ملک کے لوگ نہین ہین
بلکہ وہ لوگ ہین جو ہندوستان کو چھوڑ کر وہان چلے گئے ہین اور اکثر اونمین سے اون سپاہیون کی اولاد ہین
جنہون نے ۱۸۵۷ء مین مفرور ہوکر وہان پناہ لی تھی اور بہ نسبت وہان کے تمام باشندون کے نہایت
سخت مذہبی تعصب رکھنے مین مشہور اور نامور ہین - سچے اور خالص اہل عرب شریف کی حکومت سے
بھرے ہوے ہین - علاوہ برین یہ بھی خلاف قیاس ہے کہ مذہبی پاکیزگی و زہد و تقوی کی اصلاح کا اعلان
شمالی ایشیا کی نسلون کو جو یک قلم سخت نفس پرستی اور اوہام باطلہ مین ڈوبے ہوے ہین مدد دہی پر آمادہ
کرے - اور اس بات پر تو بخوبی یقین ہو سکتا ہے کہ قسطنطنیہ سے ہر قسم کی اصلاح کی مزاحمت ہوگی -
وہابیت جب جنوبی ایشیا پر پھیلی تو ملک شام سے زیادہ شمال کی جانب اوسکو ایک قدم کی بھی جگہہ
نہین ملی اور بالآخر قسطنطنیہ کی بڑے طریق کے مقابلہ مین وہ شکست ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے -
اور ایسا ہی اب بھی وقوع مین آویگا - سلطان عبدالحمید باوجود اپنی سرگرمی اور حمایت اسلام کی اخلاقی
اصلاح کے وعظ کو ایک نئی بدعت اور گمراہی قرار دینگے اور جیسا کہ مین لکھہ چکا ہون مہدی کی خدمت
یہ ہوگی کہ تمام ترکی حکومتو کا مقابلہ کرین خواہ سلطان کی حکومت ہو خواہ خلیفہ کی - پس بجز اوسصورت
کے کہ سلطان عبدالحمید کھلم کھلا افریقہ کے جنگی کاروائی کے پیشوا اور سردار بنجائین وہ کسی حریف سے پیدا

ہونے سے پہلے خود پیشقدمی کریں غالباً وہ زیادہ عرصہ تک اوس کارروائی کے قابل ہو نہ سکینگے ابھی سے ایسے آثار پیدا ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعات ٹیونس کو وہ شبہہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور میری دانست میں جون ہی کسی الہامی مصلح نے اپنا اظہار و اعلان کیا سلطان بلا تامل اوسکو مخالف قرار دینگے - ٹریپولی میں ترکی جنگی قوت جو زیادہ کی گئی ہے میں اوسکو جسقدر کفار فرانس کے مقابلہ میں حفاظت کی تدبیر سمجھتا ہوں اوسیقدر اس حزم و احتیاط پر بھی مبنی سمجھتا ہوں کہ شاید عرب کے جوش اصلاح سر اوٹھاوے - پس جنگی طریقہ پر مذہبی پاکیزگی و تقوی اگر خود مہدی[1] بھی چاہینگے تو وہ نہ تو عام ہوگا اور نہ دیرپا اور اوسکا عمدہ ترین نتیجہ غالباً یہہ ہوگا کہ ایک چند روزہ جوش اور ہمت کا اوبھار ہو جائیگا اور اوس سے خیالات اسلامیہ کو انبعاث ہوگا اور اسلام کی روحانی زندگی تر و تازہ ہو جائیگی لیکن یہہ ایک گذران حالت ہوگی اور بعد ازان مثل عرب کے ایک زیادہ تر شائستگی و انسانیت کے خیالات اوس حالت کے قائم مقام ہو جائینگے اور اسوجہ سے کہ وہ خیالات زیادہ معقول ہونگے اونسے ایک زیادہ دیرپا اصلاح ظہور میں آویگی لیکن میں نے یہہ جو کہا ہے کہ اسلام اپنی تحفظ کے لئے بالآخر اپنی اصلاح آپ کریگا تو میرا مقصود ایسی سخت زاہدانہ و متعصبانہ اصلاح سے نہیں تھا نہ میں اسبات کو قرار دیتا ہوں کہ اسلام کو طریق اصلاح کا نشان بتانے کے لئے ایک ملہم بالغیب رہنما کی ضرورت ہے - حقیقت حال تو یہہ ہے کہ اوسکی اصلاح شروع ہوگئی ہے اور شاید رفتہ رفتہ کامل نتائج بلا وسائل جبر و زور کے پیدا ہو جائینگے اور وہ اصلاح اس طرز کی نہوگی کہ قدیمی حالت کی طرف بازگشت مقصود ہو بلکہ اوسکا میلان ترقی روز افزون کی طرف ہوگا - اور فی الواقع ایسی ہی اصلاح سچی اصلاح قرار پا سکتی ہے کیونکہ یہہ قاعدہ اور قانون مثل افراد اشخاص کے ادیان[2] اور اقوام سے بھی یکسان طور پر متعلق ہے کہ وہ سالہاے گذشتہ کیطرف واپس نہیں جا سکتی اور اونکے حق میں جو کچھ مفید تبدیلی ہو سکتی ہے وہ زندگی کی نئی حالتون سے متعلق ہو سکتی ہے

۱ یعنے مدعی مہدویت - من مترجم - ۲ دین کی جمع -

عہد کہ حال اور گذشتہ حالتون سے۔ صحیح تر علم و آگاہی سے متعلق ہو سکتی ہے نہ یہہ کہ کم علمی سے خیالات
کی آزادی سے متعلق ہو سکتی ہے نہ یہہ کہ خیالات کی پابندی و غلامی سے۔ اسلام کے اصول صحیحہ مین
بھی ایسی کوئی بات نہین ہے جس سے ترقی کا ہونا اسلام کی حالت شکلاعد کے لیے ایک غیر طبعی
ذریعہ سمجھا جاوے (یعنے اسلام کے اصول صحیحہ مخالف ترقی نہین ہین) مذہب محمدی اپنی ابتدائی
نظم و ترکیب مین اور اپنے ظہور کے بعد بہت سی صدیون تک نہایت عمدہ اور صاف صاف عقل پسند
مذہب تہا اور محمدیت نے ابتدا زمانہ مین جو عالی فتحمندیان حاصل کین وہ صرف عقاید کے ذریعہ سے بلکہ عقل
اور تمیز کے ذریعہ سے بہی حاصل کین اگر ہم محمدیت کے بنیاد و نکو اوسکی ابتدائی تاریخ کے لحاظ سے جانچین
تو امر مذکورہ ہمکو بالضرور تسلیم کرنا پڑیگا۔ قرآن مجید جسکو ہم مسلمانون کے قانون کا تحریری مجموعہ کہنے کے
خوگر ہو رہے ہین حقیقت مین کوئی شرعی کتاب مسائل نہین ہے جو مسلمانون کی زندگی کا دستور العمل ہو
زیادہ سے زیادہ یہہ بات ہے کہ اوسمین صاف طور پر بعض حقائق مذہبی کا۔ خدا کی وحدانیت کا۔ آخرت
مین جزا و سزا کا۔ خدا کے حقوق کا جو انسانون پر ہین۔ اظہار و اعلان ہے۔ قرآن کا بڑا حصہ
خدا کی ثنا و صفت اور دعاؤن سے کہ اونمین سے اکثر نہایت عمدہ اور عالی درجہ کے ہین بہرا ہوا ہے
بعدہ وعدہ و وعید ہے یعنے مومنین کو مبارکی و بشارت اور کفار کو تباہی اور ہلاکت۔ پہر انبیا کے
تاریخی حالات و سطور پر مذکور ہین جیسے کہ وہ سمیٹک نسل مین مشہور و مروج تہے۔ صرف مبہم طور پر چند
اجزا ایسے ہین جنکو ٹہیک ٹہیک طور پر قانون کہہ سکتے ہین تاہم قانون اسلام کا اصلی جوہر ہے اور
ابتدائی اسلام سے بطور سوشل اور مذہبی انتظام مملکت کے ایسا ہی رہا ہے اور یہہ صاف ظاہر ہے کہ دنیا
مین اسلام کی بڑی اور مدت تک علی الاتصال قائم رہنے والی فتحمندیان اسی قانون کی وجہ سے تہین نہ یہہ کہ
قرآن کے مسائل متعلق دین و عقیدہ کی وجہ سے اب یہہ بات سمجھنی چاہیے کہ یہہ قانون عالم بالا سے
قرآن کی طرح مکمل حالت مین نازل نہین ہوا ابتدا مین یہہ قانون عرب کے عام دستورات کے بجائی سے

شاید ہی کچھ زیادہ تہا البتہ بات تہی کہ بذریعہ وحی کے دستورات عرب کی تصحیح اور اون مین کچھ اضافہ ہوا تہا لیکن اونکی بنا اونہین قواعد متعلقہ جور و انصاف پر تہے جو موجود تہے لیکن اسلام جب اپنے ظہور کی ابتدائی عشرہ سنین مین عرب سے باہر نکلا اور اجنبی ملک کی معاشرت و تہذیب کو اختیار کرکے اوسنے اپنے تئین نئے نئے حالات زندگی کے مقابل پایا تو محض رسم و رواج ہدایت کے لیے ناکافی ہوگیا اور چونکہ صریحی وحی کا سلسلہ منقطع ہوچکا تہا لہذا مومنین اپنے طریق عمل مین ہدایت پانے کے لیے عقل سے رجوع لائے۔ تاہم اونکے استدلال کی بنا نص پر رہے اور جون جون معاملات پیش آتے گئے اور اونکو اخذ مسائل کی ضرورت ہوئی اونہون نے ہر مسئلہ کے قائم کرنے مین اپنے پیشوائے اعظم کے ارشاد و تعلیم کو سند گردانا قرآن مین جب سند کا ملنا ممکن ہوتا تہا تو قرآن سے استدلال کیا جاتا تہا اور جب اوسمین کوئی سند نہ ملتی تہی تو حدیث سے رجوع کرتے تہے۔ پہلے اصحاب رسول سے استفسار ہوتا تہا اور اونکی یاد کے اعتبار پر رسول اللہ کے افعال و اقوال کا بے تکلف حوالہ دیا جاتا تہا اور بعد ازان جب اصحاب رسول ہی باقی نرہ گئے تو تابعین اونکی جگہہ لی اور اونسے استناد ہونے لگا چنانچہ اسی باریک اور غامض طریقہ قیاس و استدلال نے جو بہت پشتون تک جاری رہا بتدریج وہ شرع محمدی مرتب کردی جسکو ہم اب دیکھتے ہین یہانتک کہ تیسری صدی اسلامیہ مین بحکم خلیفہ اوس قانون کا ایک مجموعہ تحریری بنایا گیا فخر الدین فاخر الشریعت جو ابو حنیفہ ایک عالم نے جسکو یہہ خدمت تفویض کی گئی تہی مرتب کی وہ گویا پہلا ارادہ تہا کہ جو حدیثین مسلمانون مین رائج تہین ایک عقلی اور مدلل پیرایہ مین لائی جائین اور ایک مجموعہ موجودہ دستورات شرعی کا مرتب کیا جائے۔ ابو حنیفہ اور اونکے معاصرین نے اوس بیش قیمت ذخیرہ اسناد کو جسپر شریعت مبنی تہی جانچا اور اوسکو ترتیب دیا اور پیشوایان و اکابر اسلام کی بعض احادیث کو صحیح و مستند اور بعض کو موضوع یا غیر مستند قرار دیکر اونکی بنا پر ایک مذہب ہدایت و تعلیم کے لئے قائم کیا چنانچہ آجتک وہی بنا و فقہ محمدی کی ہے

لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا کہ ابو حنیفہ رح کا مجموعہ جس وقت مرتب ہوا تہا اوس وقت اوس سے یہہ مقصود
تہا کہ مسلمانون کے تمام شرعی دستور العمل کے نسبت وہ ایک قطعی و آخری مجموعہ مسائل کا ہے - اوس
مین بہت زیادہ ایسی حدیثین مندرج نہین جنپر یا تو مولف مجموعہ نے عمل نہین کیا یا جو خود ایسی
متناقض تہین کہ اونہین منطقی دلائل سے اونکی مختلف طور پہ بہی تعبیر ہوسکتی تہی - ابو حنیفہ نے
نسبت فیصلہ کرنے کے زیادہ تر یہی کیا کہ ایک قول کو نقل کیا اور اوس سے بحث کی - اور جب تک
اسلام مین عرب کی طبیعت کو غلبہ اور تفوق رہا عقل و استدلال کے پہیلاو کا تسلسل قائم رہا - بعد کے
علما - مالک - و شافعی - و ابن حنبل نے - و دیگر اشخاص نے جنکے مذاہب اب متروک
ہوگئے ہین مجموعہ حنفیہ پر کچہہ زیادہ کیا - سب کا خاص کر یہی ارادہ تہا کہ شرع کو مسلمانون کے روز افزون
ضرورتون کے لائق اور مطابق کرتے رہین اور سب نے مستند طریق انتخاب و تعبیر اور استدلال
احادیث پر عمل کیا - یہہ مجموعی اوس زمانہ کے حالات زندگی کے لئے نہایت ہی تعریف کے لائق
ہین اور اب بہی جہان کہین وہ حالات بدستور رہین اور اونمین کوئی تبدیلی نہین ہوئی مجموعہ ہاے مذکور
عمدہ انتظام سلطنت اور درستی طریق معاشرت کے لئے بخوبی کافی ہین - لیکن اگر اسلام کی عنان
تقدیر دوامی طور پر ابتدائی بانیان اسلام کے ہاتہہ مین رہتی تو مجموعہ ہاے مذکور وضع قانون اسلامیہ
کے سفر مین صرف بطور درمیانی منزلون کے متصور ہوتے - لیکن افسوس ہے کہ گیارہوین صدی عیسوی
مین علماے عرب کی مجالس مشورہ پر ایک نیا اور لائق تاسف دباو محسوس ہونے لگا اور اوسنے آہستہ
آہستہ جڑ پکڑی یہان تک کہ سر چشمہ اولین سے عقلی و باطنی موج کا ظہور اور اوبہار بند ہوگیا - تاتاریون
کی صورت میدان ملکداری اسلامیہ مین اوس وقت پہلے پہلے نمودار ہوئی - یہہ لوگ بازو کے تو مضبوط
تہے لیکن عقل اور سمجہہ کے سست تہے - یعنے اسلحہ اور جنگ مین قوی تہے لیکن فہم و دانش مین ضعیف تہے
اونکے دماغ خیالات کے خوگر نہ تہے اور چونکہ وہ لوگ اسلام کو قبول کرچکے تہے لہذا اونکو اوس کی نسبت

زیادہ بحث کرنے کی ضرورت ہی نہ معلوم ہوئی - قرآن مجید اور حدیث کی زبان اونکے لئے ایک
ایسا علم تہا جسمین اونکی آنکھین بالکل بند تہین اور اہل عرب کی قوت دراک و استدلال جنکی
سلطنت پر اونہون نے حملہ کیا تہا ہمیشہ اون لوگون کو مورد اعتراض رکہتے تہے لیکن انہون نے
یہہ جرات نہ کی کہ اپنی جاہلانہ اور وحشیانہ جاہ وجلال کو اس جنگ سخن ومعنی کے خطرہ مین ڈالین
جسمین مذاہب مشغول تہے اور اپنی ناقابلیت فہم وادراک کو عقائد دینیہ اور دیوہمون بالغیب کے قلعہ
مین مامون ومحفوظ کرلیا - چونکہ خود اونمین توسیع وتشریح شرع کی قابلیت نہ تہی لہذا اونہون نے
اندہون کی طرح اوسی مجموعہ تحریری کو پکڑ لیا جو اسوقت اونکو ہاتہ آیا - ابو حنیفہ کا مجموعہ انکو
مکمل معلوم ہوا چنانچہ اونہون نے اوسکو اپنی شرعی دلائل کا دارومدار ٹہرایا - بعد ازان
جب رفتہ رفتہ اونکو پوری حکومت حاصل ہوگئی تو اونہون نے زیادہ علم حاصل کرسکنا ناجائز
ٹہرایا اور حقیقت مین گویا دروازہ مذہب علما کا بند کردیا - سولہوین صدی مین اونکو جو جنگی
فتحیابیان حاصل ہوئین اونسے اسلام کے قوای عقلی وباطنی بالکل ہی سوگئے اور اوس زمانہ سے
اسوقت تک مسلمانون کے خیالات کو بحث واستدلال کی حرکت نے اونکے قدیمی پیرایہ فہم و
ادراک مین کبہی متنور نہین کیا - عقل ودلیل جو ابتدائی زمانہ مین اونکے دین کی آنکہہ تہی بالکل بند
ہوگئی ہے اور بہت لوگونکا یہہ قول ہے کہ کور ہوگئی ہے - صرف اس زمانہ مین اور ان خطرات
اور مصائب سے دوچار ہوکر جنکو اسلام اپنی انکہہ سے دیکہہ رہا ہے - ایک مرتبہ پہر طریقہ ہاے
عقل وادراک سے لوگ رجوع کر چلے ہین - اور باطنی زندگی کے عود کرنے کی پوری پوری
اثار ٹہیک ٹہیک ہمکو اونہین ممالک اسلامیہ مین دکہائی دیتے ہین جہان عرب کا خیال سب سے
زیادہ قوی ہے زمانہ حال کے ملک عرب کا سامنا جہان کہین اوس چیز سے ہوگیا ہے جسکو ہم
سویلیزیشن آف دی ورلڈ یعنے دنیا کی تہذیب کہتے ہین وہان اوس ملک نے اپنے تئین

اس بات پر آمادہ اور اسکی لائق ثابت کر دیا ہے کہ اوس تہذیب کے چہرہ پر اچھی طرح نظر کرے اور
اب ملک مذکور فی الواقع اور بدل اس امر مین مصروف ہوتا جاتا ہے کہ اوس تہذیب سے اوسکو اور
اوسکے مذہب کو جو کچھہ نسبت و تعلق ہے اوسکے مسائل متعلقہ کو حل کرے۔ شمالی افریقہ مین بیشک
اسوقت تہذیب ایک دشمن کے طور پر دیکھی جاتی ہے لیکن جہان کہین پولٹیکل (متعلقہ امور سلطنت)
زیادتیان نہین ہوئین اور اوسکی (یعنے شمالی افریقہ کی) عقل غصہ و رنج کے ابر کے پردہ مین نہین آگئی
وہان اوسنے اپنے تئین صرف اسی لائق ثابت نہین کیا کہ یورپ کے عمدہ خیالات کو بخوبی سمجھہ لے
بلکہ ان خیالات کو اپنے خیالات کے موافق سمجھنے اور اونکے ساتھہ ہمدردی اور تائید کرنے کے
لائق بھی ثابت کیا ہے۔ چنانچہ قاہرہ مین اب جو قسطنطنیہ کا دباؤ کسقدر کم ہو گیا ہے تو ہم دیکھتے
ہین کہ علمائے عرب جلد جلد ہمارے یورپ مین خیالات کی اعلے اصول کو اپنے خیالات مین ملائے جاتے
ہین اور اپنے سست اور بے قید اخلاقی عمل در آمد پر ہماری بعض عمدہ اخلاق کے پیوند لگائے
جاتے ہین۔ مصر جو مختلف مذاہب سے تحمل اور بردباری و موافقت کا برتاو کرنے کے لئے شرعی
وسائل ڈھونڈ رہا ہے اس بات سے مثل ترکون کی اوسکی خیالی آن بان و منزلت شان
مین کچھہ کمی نہین ہوئی اور وہان کے عمائد نے اپنی طرز معاشرت اور نیچ کے طریق زندگانی
کی جو اصلاح شروع کی ہے اور صرف ایک وجہ کا دستور جو اختیار کیا جاتے ہین اس باب مین
بھی اونپر سوائے خود اپنی عقل اور امتیاز کے دباؤ کی اور کچھہ دباؤ نہین ہے۔ اصل بات یہہ ہے
کہ افریقی طبائع مین اوسی طرز استدلال و عقلی کارروائی کا میلان معلوم ہوتا ہے جو طرز بابل
مین اونکے مورثون کا تھا۔ آٹھوین صدی مین جب فلسفہ یونانی سے اہل عرب کا سامنا ہوا
تو اونہونے اپنے استدلال کی طبعی طریق سے اوسکو خود اپنے مجموعہ عقاید سے مطابق کر لیا
اور اسیطرح اب اونیسوین صدی مین ایک غیر ملک کی طرز اخلاق کو اپنی خاص مجموعہ اخلاق مین

داخل اور اوسکی مطابق کر رہے ہین ۔ نہ صرف مصر مین بلکہ عمان اور جزیرہ نمای عرب مین بہی
عموماً ایک مسلمان اور اوسکے عیسائی مہمان مین واقعی صاف دلی اور خلوص کے خیالات پائے جاتے
ہین ۔ زنجبار مین رواج غلامی کا منسوخ و مسدود ہو جانا جسقدر یوروپ کے دباؤ سے ہوا اوس سے زیادہ
اسوجہ سے ہوا کہ زنجبار نے یوروپ کی رائے کو مان لیا ۔ اور ملک عیسائیہ و ملک اسلامیہ مین جو ایک
اخلاقی ہمدردی تسلیم کر لی گئی ہے اوسکی بنیاد اوسی عام خیال پر ہے جو جور و انصاف کی نسبت انسانونکے
دل مین ہے ۔ مجھکو بوجوہ معقول یہہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ اگر مین قسطنطنیہ کے قبضہ سے اپنے تئین
چہڑا لے تو وہان بہی ایسی ہی شایستگی و انسانیت کے خیالات کا وجود پایا جائیگا اور یہہ مین
جانتا ہون کہ نجد مین ایسے خیالات موجود ہین بلکہ خود حجاز مین بہی جو غیر مذہب کے عدم تحمل کی گرماگرمی
کا منبع سمجھا جاتا ہے مین نے تمام وہ باتین جو سچی عرب کے خیال کی ہین اوسی خلقت مین پائین جو
سچے آزاد طبع تہی شریف اعظم سابق (جسکی نسبت مشہور ہے کہ سلطان عبدالحمید کی بدولت اوسکی جان بہی گئی)
کے تحت حکومت مین یہہ خیالات جلد جلد جگہہ پکڑتے جاتے تہے اور اگر شریف موصوف ناگہانی اور
بیوقت کی اجل سے دوچار نہو جاتا تو مین نہایت معتبر سند کی بنیاد پر یہہ کہتا ہون کہ مسلمانونکی ارض
مقدس اسوقت اہل یوروپ کی آمد و رفت و معاملات کے لئے کہل گئی ہوتی اور غلامی یا کم
سے کم بردہ فروشی مسدود و منسوخ ہو گئی ہوتی ۔ پس بلحاظ امور مذکور بصدر بوجوہ معقول یہہ امید
ہو سکتی ہے کہ اگر عرب کے خیال کو اسلام مین پہر ایک مرتبہ غلبہ و تفوق حاصل ہو تو اوس خیال کا میلان
ایک وسیع تر اور آزاد تر تعبیر شرع کیطرف ہوگا اور ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ عیسائیون سے بلکہ شاید عیسائیت
سے میل اور موافقت پیدا ہو جائے ۔ بلحاظ حالت موجودہ اصلاح مین جو ایک بڑی مشکل پڑی ہوئی ہے
وہ یہہ ہے کہ شریعت یعنے تحریری مجموعہ قانون مشترع مسلمانون مین ہنوز ایک ایسی سند کیطرح قائم ہے
جسمین کچہہ دخل نہین دیا جا سکتا ۔ شریعت برائے خود ایک نہایت عمدہ قانون ہے اور اس وجہ سے

خدا ترس لوگ اسکو صدق و خلوص کے ساتھہ پسند کرتے ہین لیکن بعض امور مین اسلام کو زمانہ کی ضرورتون سے اوسکو مطابقت نہین ہے اور شرعًا تبدیلی ہو نہین سکتی جسوقت وہ قانون مرتب کیا گیا تہا یہہ احتمال بہی نہ تہا کہ مسلمان لوگ کبہی عیسائی سلطنت کی رعایا ہو جائینگے یا آنکہ سلطنت اسلامیہ کو کبہی یہہ ضرورت پڑیگی کہ اپنی اندرونی حکمت عملی اور انتظام مین عیسائیون کی خواہشون پر لحاظ رکہی اوس قانون مین زیادہ تر جنگی حالت مدنظر رکہی گئی تہی اور غلامی اور حرم سرا مین لونڈیون کا داخلہ جنگ کے لوازم طبعی مین سے سمجہا گیا تہا۔ اوسوقت یہہ بات ذہن مین نہین آئی کہ شاید اسلام اگر رہبی جائیگا تو اوسکو اپنے ہمسایون کے ساتھہ صلح و آشتی کرکے رہنا ہوگا یا یہہ کہ اہل دنیا اور زمانہ کی عام اخلاقی اصول کا ایک وقت مین اسلام پر ایسا زور اثر پڑیگا کہ خود مسلمانون کی عالی خیالیون اور اعلی درجہ کی طبعی آمادگی کو اوس قدیم اور کسیقدر وحشیانہ اجازت نکاح و طلاق کی روکنے اور محدود کرنے کی ضرورت محسوس ہونے لگے گی۔ لیکن بالآخر یہہ سب باتین ظہور مین آئین یا آنکہ جلد جلد ظہور مین آتی جاتی ہین اور اسلام مین عمدہ ترین سوچ سمجہ کے جو لوگ ہین وہ اب تسلیم کرتے ہین کہ اوسطور کی تبدیلی جسکا ذکر ہو چکا ہے جلد یا دیر مین بالضرور ہوگی۔ اُن لوگونکو صرف اس امر پر اصرار ہے کہ وہ تبدیلیان شرعًا اور باضابطہ جائز کیجائین نہ یہہ کہ شرع کو بالای طاق رکہکر زبردستی اونپر ڈالی جائین۔ وہ چاہتے ہین کہ تبدیلی کے لئے شرعی سند ملے لیکن ایسی سند نہ سلطان عثمانیہ مین ہے نہ شریف مین نہ کسی شیخ الاسلام یا مفتی مین ہے نہ دنیا کی کسی جماعت علما مین۔ ان مین سے کوئی اچہی طرح یہہ جرات نہین کرسکتا کہ شرع مین دست اندازی کرے کوئی ایسا محکمہ بہی نہین ہے جسکو تمام دنیا کے مسلمان بالاتفاق تسلیم کرتے ہون اور جن مسائل کے معانی اونمین مشتبہ اور متنازعہ ہون ونکو اوس محکمہ مین پیش کرکے اپنے مباحث کا فیصلہ کرالین۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا ہے کہ فتوے دیدیا جاے اور اظہار راے کردیا جاے لیکن وہ فتوی اوسی مقام سے متعلق رہتا ہے جہان وہ صادر ہو۔ ایک ملک اسلامیہ مین ایک بڑے عالم کے فتوے کو دوسرے

ممالک اسلامیہ مین وہان کا ایک دوسرا بڑا عالم رد کر سکتا ہے قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام کے فتوی کا
اپیل مکہ یا قاہرہ کے مفتی کے پاس ہوسکتا ہے پہر اونکے فتوونکا اپیل بخارا مین ہوسکتا ہے۔ الغرض
کوئی ایسا نہین ہے کہ اور سب پر اوسکو قطعی ترجیح ہو۔ چنانچہ جب مین جدہ مین تہا تو ایک سات
مسلمانان بنگالہ کیطرف سے مکہ کو اس مسئلہ کی نسبت فتوی حاصل کرنے کے لئے جارہے تہے کہ آیا
مسلمانون کو یوروپین لباس پہننا جائز ہے یا نہین۔ اس مسئلہ کی نسبت پہلے قسطنطنیہ سے فتوی حاصل
کیا تہا لیکن اہل رسالت کو رہ وہان مطمئن نہوے اور اونہون نے یہہ کہا کہ یہان کے شیخ الاسلام پر اعتبار نہین
کیا جا سکتا اور مکہ کے مفتی کو ہم ترجیح دیتے ہین۔ پس شرعی طبیعت کے مسلمان جو ترقی چاہتے ہین اونکو ہمیشہ
یہہ شرعی مشکل پیش آتی ہے یعنے نہونا سند کا۔ بلحاظ حالت موجودہ اسکا کچہہ علاج نہین ہے
لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اب ذی علم لوگون مین یہہ راے قرار پاتی جاتی ہے کہ یہہ مشکل ایک دن اسطور سے
حل ہوجائیگی کہ صوت الحی یعنے اسلام کی زندہ آواز۔ جو ابتدای اسلام مین بلکہ اوس وقت تک کہ ہلاکو
نے خاندان عباسیہ کو برباد کیا جانشینان رسول اللہ کو حاصل تہی۔ خلافت کیطرف پہر عود کریگی۔
یہہ بات تحقیق ہے کہ ابتدائی دور حکومت خلفای اربعہ یعنے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ
و حضرت علیؓ مین ایک زندہ اور موجود قوت وضع قانون کی خلفا کو حاصل تہی اور خلایق اوسکو مانتی تہی
خلفا، خود اپنی راے کی سند پر اوس قانون کو جو ہنوز ضبط تحریر مین درنہین آیا تہا ترمیم کرتے تہے۔
چنانچہ منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے قانون مطاع کو باوجود اسکے کہ وہ صریحا بعض آیات قرآنی
پر مبنی تہا یہہ کہکر منسوخ کردیا کہ قانون مذکور عمدہ تر روایات و حدیث کے مطابق نہین ہے۔ اور یہہ کہ
حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے اس فیصلہ کو پہر مسترد کردیا لیکن باوجود اسکے اہل سنت جماعت اوس
فیصلہ پر اب تک قائم ہین۔ بعد اسکے خلفاے امیہ و عباسیہ نے بہی بذریعہ نائب کے اس حق وضع قانونکو
نافذ کیا۔ چنانچہ مجتہدین ابوحنیفہؒ و دیگر علما نے اونہین کے نام سے اپنا ابتدائی مجموعہ ہاے

قانون مرتب کیے اور مسلمانون نے اُن علماء کی باتونکو آخر تک دل لگا کر سنا گویا ایک حد تک وہ
باتین الہامی تہین لیکن جب مبارک و مقدس خدمت پاک و مقدس و شرعی خاندان سے علٰحدہ ہوگئے
صرف اسوقت یہہ بات ہوئی کہ مبادا ربانی خیالات جاتے رہے اور خلیفہ کی زندہ آواز پر اسلام
مین کچہہ لحاظ نرہا ۔ فاتح عثمانیہ نے جب خطاب[1] امیر المومنین کا اختیار کیا تو اوسوقت وسکو اپنے تئین منصب
ہدایت و ارشاد پر متمکن سمجہنے کے دعوے کرنے کی جرات نہوئی اور نہ اوسکے ایسے دعوی کے مسلمان لوگ
کچہہ اعتنا کرتے ۔ خاندان عثمانیہ ابتدا ہی سے ذلیل و حقیر کرنے والی بدعتون مین ڈوبا ہوا تہا اور
خود ہی کیا جا سکتا تہا کہ وہ سرورونکو سکہاتا ۔ پندرہوین صدی مین برٹرینڈن ڈی لا بروکوا نے جو سلطان
(ترک اعظم) کے دربار و عادات کی لکہی ہے بیشک اوسمین کچہہ مبالغہ نہین ہے اور ان حالات کو دیکہکر یہ آسانی
ذہن مین آتا ہے کہ علماء عرب کے لئے یہہ بات کسقدر ناممکن ہوئی ہوگی کہ الہام کے خیال کو ایسے شخص کے
ساتہہ متعلق کرین جیسے کہ اوسوقت کے سلطان تہے ۔ امر واقع یہہ ہے کہ سلطان سلیم نے کبہی خود اوسکا
کا دعوی ہی نہین کیا اور نہ کبہی اوسکے اولاد مین کسیکا ایسا حق مانا گیا ۔ لیکن تاہم متشرع مسلمانون کو مستند
آوازکی ضرورت روز بروز زیادہ عام طور پر محسوس ہوتی جاتی ہے اور مجہکو اس امر مین کچہہ شبہہ نہین معلوم
ہوتا کہ ضرورت کو وہ بہت جلد عام طور پر تسلیم کرلیجائیگی ۔ سلطان عبد الحمید نے جنکی روحانی اور مذہبی
بلند حوصلگی کا ذکر مین کرچکا ہون ابہی حال ہی مین ایک شرعی بیان یا اظہار اپنے حقوق خلافت کا باقاعدہ
طور پر مرتب کرایا ہے اور اوسمین حق صوت الہی بہی مندرج ہے اور اگرچہ یہہ بات قرین قیاس نہین ہے
کہ وہ چند لوگ سلطان کی حکومت کے گیارہوین[2] گہنٹہ مین ایسے اعلے درجہ کا حق اونکو دیدین لیکن یہہ امر غالب
تر ہے کہ جب اوس منصب و خطاب پر کوئی شخص قوی تر استحقاق شرعی کے ساتہہ قابض ہونے والا

---

۱ عبد المطلب نے بہی اسی دعوی کی تائید مین اپنی تحریر کی ہے اور اسی سال ایک رسالہ تائید خلافت سلطان عبد الحمید کے حاجیونکو تقسیم کر رہا ہے ۔

۲ یعنی ساعت اخیر مین ۔

ملجائیگا تو اوس ملک اور مقدس مذہب کے متعلق تمام حقوق اوسکے تفویض ہو جائینگے - اور اوسوقت یہہ
شرعی مشکل بالآخر حل ہو جائیگی اور شرع کا بیجان ہاتہ پہر بیجان نرہیگا بلکہ ایک زندہ آوازہ و مرضی کی
روح اوسکو تازہ کردیگی - ہرگاہ ہم بہت سی باتونکا تصور کر رہے ہین تو اس بات کا تصور بہی کرسکتے ہین
کہ ہمارا قریشی خلیفہ جسکو دیندار لوگ منتخب کرینگے اور جو مکہ مین تخت خلافت پر بیٹہایا جائیگا ہر سرزمین
کے علما کو دعوت کریگا اور ایام حج مین ایک مجلس منعقد کریگا اور اوسوقت مین ایک نئے مجتہد کو مقرر کرکے
شریعت مین بعض ایسی ترمیمونکا جو اسلام کی خیر و عافیت کے لئے ضروری ہین اور جو احادیث کی روسے
ہوسکتی ہین اظہار کریگا - عقائد مین دست اندازی کی تو کچہہ ضرورت نہوگی صرف قانون سے بحث ہوگی
فاتح الدین مین شاید ہی ترمیم کی ضرورت ہو - فاتح الشریعت کے بعض ابواب البتہ پہر سے لکہے جائینگے کیا
کسیکو اس بات مین شبہہ ہوسکتا ہے کہ اگر اس زمانہ مین کوئی حضرت محمدؐ یا وہان موجود ہوتی تو وہی
ان تبدیلیون کو روا رکہتے اور اگر اوس عہد کے مسلمان ہوتے تو وہ بہی ان تبدیلیون کو مذہب قرآنی
کی ضروری و جایز تشریح قرار دیکر تسلیم کرلیتے - یہہ بات بہتر اور دلچسپ ہوگی اگر یہہ بحث اور آگے
بڑہائی جاوے اور بتفصیل دیکہا جاوے کہ کیونکر اسکا عملدرآمد ہوگا - سویلائیزڈ - یعنے مہذب اور شایستہ
اسلام کو سخت ضرورت اسکی درپیش ہے کہ یوروپ سے شرعی جواز کے ساتہہ راہ و رسم پیدا کرے اور جن
امور پر یوروپ کو اصرار ہے اونسے اپنے قانون کو اس طور پر متعلق کرسکے کہ مخالفت دور ہو جاوے -
یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ اب ان عیسائیونکے حقوق جو مسلمانونکے قانون کے تحت مین رہتے ہین قانونا
مساوی ہو جانے چاہیین - اسیطرح بعض امور مین ملک غیر کے قانونکے مطابقت ان مسلمانون کے
لئے ہونی چاہیے جو سلطنت عیسائیہ مین جاگزین ہین - غلامی کو بہی کسی نہ کسی طور پر ناجائز قرار دینا
ضرور ہے اور یہہ بہی ضرور ہے کہ قرآن مجید مین جو اجازت نکاح کی اور مدخولہ بنانے کی اور طلاق
کی مندرج ہے اوسکی تعبیر نہایت سختی سے کیجاوے بعض علماے اظہار امور کی نسبت حال مین جو فتوی

دست چھکنے ہین جسکا دیا و ہوگی اوسکو صحابت کے شبہ کرنے کی کچھ ضرورت نہوگی کہ احادیث بہ
سلسلہ دلائل کے قائم کرنے سے اور قرآن کے وسیع پایہ نہایت تنگ و محدود و تغییر کرنے سے
تمام تبدیلیان بروے قواعد علم یعنی حجت و دلیل کے ساتھ عمل بانتگی ہین - علمای علم کے
نزدیک سولنت نام موضعین ہین قابل اطمینان ہین کیونکہ ہین تمام سند و جمیع صحابہ کے مین انکو
کوئی سلسلہ نسبت بطور پیشری ہین نقل سیند کا حال نہین سے لیکن یہ وثوق اور عدالت بین کر منقد
تحقیق بطرز ثبت ہون تو وہ مقبول ہو سکتی ہین کہ ہم نہ سہی تو تحقیق سلسلون ہوگی
تو تجہ یا نتائج سلسلون کی بابت ایسی ہی معلوم ہوگی یہ بات بخدا دیکھے جائیگی
دلائل سو رتبدیلی طلب کے طریقے مشرح لکھے جاتے جائیں اور امید ہے کہ کسی دن ایسی تحریر کا موقع مجھکو
ملجائے لیکن بالفعل تو مجھکو فرصت ہے نہ اس قدر علم ہے کہ جو غرض کہ درپیش ہے اسکا انجام دے - مین بطریقہ
اصول ذکر کرنے پر قناعت کرتا ہون بطریق مذکورہ بالا مطلوب کی لیو تفصیل توضیح نہین ہوسکتا
لیکن قاعدہ یعنی مصطلح لوگ احادیث مین جس قسم کا مواد ڈھونڈھتے مین اوسکا مثال اسکے لیئے
بیہتر ہے کہ مین ایک سند تحریری کو یہان پر نقل کرون جو موسم بہار گذشتہ مین کتاب الطبرین کے گردش
زائل ہو کر اوس تحریر سے پایا جاتا ہے کہ یہ مضمون اوسکے پہلے عہدنامہ کا جو عیسائیون سے
ساتھ منعقد ہوا تھا لیکن مین اس دستاویز کی صحت کا ذمہ دار نہین ہون - اسکا مضمون حسب تفصیل ذیل
ہے یہ عہدنامہ خدا کے رسول محمد کا عیسائیون کے اور اونکے عابدون و پیشوایان مذہب کے ساتھ ہے
(سنہ ۵ ہجری) محمد رسول اللہ جو تمام انسانون کیطرف امن و عافیت کا پیغام لائے مین ان الفاظ کو لکھاتے
ہین تاکہ خدا کا منشا اونکے اور عیسائیون کے درمیان تحریری ہو جاوے - جو شخص اس معاہدہ کو قائم رکھیگا
وہ سچا مسلمان خدا کی دین کی لائق کہلائیگا اور جو اوس سے انحراف کریگا وہ دشمن کہلائیگا خواہ وہ بادشاہ
ہو یا رعیت بڑا ہو یا چھوٹا - مین انکی آئندہ ذمہ داری کرتا ہون - مین اونکی زمینون کی اپنے سوارون

اور پیادون اور اپنے مددگارون کے ساتھہ تمام دنیا مین حفاظت کرونگا مین اونکی اور اونکے
معابد اور مقامات وعظ کی اور اونکی خانقاہون کی اور اونکی زیارت گاہونکی حفاظت کی فکر کرونگا
جہان کہین وہ مجھکو ملین ۔ زمین مین خواہ سمندر مین ۔ پورب مین خواہ پچھم مین ۔ پہاڑ مین خواہ میدانون
مین ۔ شہر مین خواہ صحرا مین ۔ وہان مین اونکے عقب مین پڑا رہونگا تاکہ اونکو کوئی نقصان نہ پہونچنے پاوے
اور میرے ساتھی اُن تک کوئی برائی نہ پہونچنے دینگے ۔ یہہ میرا معاہدہ اونکے ساتھہ ہے ۔ مین نے تمام باتون
جن سے مسلمان مستثنی ہین اونکو بھی مستثنی رکھونگا ۔ مین یہہ بھی حکم دیتا ہون کہ اونکا کوئی اسقف یعنے
پیشوائے مذہب اپنے علاقہ حکومت سے نکالا نجاوے نہ کوئی عیسائی ترک مذہب پر مجبور کیا جاوے نہ
کوئی مانک (عابد جسنے شادی نکی ہو) کسی خانقاہ سے نکالا جاوے نہ کوئی رہبان اپنے حجرہ سے خارج کیا
جاوے ۔ میری یہہ مرضی ہے کہ اونکی کوئی مذہبی او مقدس عمارت برباد نکیجاوے نہ مسلمان لوگ اوسکو
مسجد بنانے کے لیے یا اپنی سکونت کے لئے تصرف مین لاوین ۔ جو شخص اس حکم کی پروا نکریگا
خدا کے سامنے گنہگار ہوگا اور رسول خدا کے ذمہ داری کی تحقیر کریگا ۔ تمام مانکس یعنے عابدونکو اور پیشوونکو
اور اونکے متعلقین کو مین جزیہ سے بری قرار دیتا ہون بجز اسکے کہ وہ لوگ خود اپنی رضا و رغبت سے
کچھہ حاضر کرین ۔ عیسائی تاجر جو بذریعہ سمندر کے اپنا کام کرتے ہین یا موتیون کے لئے غوطہ
لگاتے ہین یا کانون سے سونا یا چاندی یا جواہرات نکالنے کا کام کرتے ہین ۔ گو وہ بہت
دولتمند اور صاحب اقتدار بھی ہون بارہ درہم سالانہ سے زیادہ محصول ندین یہہ حکم اون
عیسائی تاجرون کے لئے ہے جو عرب مین ہین لیکن مسافر اور اجنبی لوگ بری ہین ۔
اسیطرح قابضان اراضی باغات میوہ دار و کشت ہای غلہ اپنے مقدور سے زیادہ محصول
ندینگے ۔ جن لوگون سے مین یہہ ذمہ داری کرتا ہون اونکو یہہ ضرور نہوگا کہ اپنی حفاظت کے
لئے خود جنگ کرین بلکہ مسلمان لوگ اونکی حفاظت کرینگے اور نہ اونسے ہتھیار مانگینگے نہ خوراک

جنگ سے گھوڑے طلب کرینگے - بجز اسکے کہ وہ اپنے دل سے کوئی چیز کوئی شخص [illegible] -
اور اگر کوئی شخص یہہ دیکھا یا لڑائی مین مسلمانون کی مدد کریگا تو اوسکا اعتراض نہ کیا جائیگا [illegible] ساتھ
کیا جائیگا - اور میرا یہہ حکم ہے کہ کوئی مسلمان کسی عیسائی کو تنگ نہ کرے اور اگر اوسپر بحث و حجت
آ پڑے تو عمدہ طرح سے - اور اگر کوئی عیسائی کسی کو نقصان پہنچاوے تو مسلمانون پر لازم ہوگا کہ
اوسکا خواہ کو کہین و آن دونون مین صلح کرادین - اور اگر [illegible] اسکی صورت ہو تو [illegible]
اور یہی یہہ معنی ہے کہ جیسے ہر ایک عیسائی [illegible] ٹھہری [illegible] ثابت کیونکہ مین
عہد کئے ہے [illegible] قول دیا ہے کہ وہ بھی مسلمانون کی طرح [illegible] مین ہونگے اور [illegible] لوگون کے
[illegible] مین اونکا حصہ مساوی ہوگا - اور [illegible] کرتے ہین وہ لوگ تنگ نکئے جاوین - کوئی مسلمان
کسی عیسائی سے یہہ نہ کہے کہ اپنی لڑکی مجھکو دے اور نہ بغیر رضامندی کے اوسکی لڑکی کو لے اور
اگر کوئی عیسائی عورت کسی مسلمان کی لونڈی ہوجاوے تو بذریعہ معاہدہ کے اوس مسلمان پر لازم
ہوگا کہ اوس عورت کو اپنے مذہب پر رہنے دے اور اوسکو اس بات پر مجبور نکرے کہ اپنے مذہب
مذہب کی عدول حکمی کرے - یہہ خدا کا حکم ہے اور جو کوئی اسکے [illegible] کریگا خدا اوسکو
کاذب قرار دیگا - علاوہ برین میرے پیرووان پر لازم ہوگا کہ عیسائی [illegible] کی مرمت کرانے مین
اور یہہ خدمت یون نکرین کہ گویا اونکو قرضہ دیا بلکہ [illegible] کرین اور اونکا [illegible] قائم رہنے کے لئے کرین
خدا کے رسول نے اونسے کہا ہے - کوئی عیسائی [illegible] جنگ مین [illegible] رکھا جائیگا غیر یا جاسوس
بلکہ اپنے ہی لوگون کے مقابلہ [illegible] یہہ عالم [illegible] رسول اللہ نے [illegible] مامون کو عطا
کی مین - اور اونکی عوض مین [illegible] سوال [illegible] نہ کرے [illegible] بیرونی [illegible] سامنے [illegible]
[illegible] دلی [illegible] کوئی عیسائی دشمنان اسلام کو خفیہ یا علانیہ
مدد دیگا - نہ عیسائی [illegible] دشمنان اسلام کو پناہ دین گے -

سے - نہ ہتھیاروں یا خوراک یا گھوڑوں یا آدمیوں سے اونکی مدد کرینگے - ۱۲ - اگر ہماری دشمنان اسلام سے وہ لوگ تو ونکو میں گے نہ اپنے گھروں میں ونکو آنے دیں گے نہ اپنا روپیہ اونکے پاس جمع کرینگے - ۱۵ - جو مسلمان خواہش کریگا کہ وہ لوگ تین روز تک اوسکی مہمانداری کریں لیکن کوئی مسلمان اپنے لئے خاص کھانا پکنے کا طلبگار نہوگا - بلکہ وہی عام اور معمولی کھانا اپنے میزبان کے ساتھ کھائیگا - ۱۶ - اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی کے ہاں پناہ گزین ہونا چاہیگا تو وہ عیسائی اوسکو پناہ دینے سے انکار نکریگا اور نہ اوسکو اوسکے دشمنوں کے حوالہ کریگا - جو عیسائی ان شرائط سے انکار کریگا وہ اس معاہدہ کی عاید جو میں نے عابدان و پیشوایان و بقیہ اشخاص ملت عیسائیہ سے کیں ہیں فائدہ نہ اوٹھاویگا - اور میں اپنے پیروؤں پر خدا کو شاہد کرتا ہوں اور انکو حکم دیتا ہوں کہ میرے اس حکم پر اسوقت سے قیامت تک قائم و مستحکم رہیں - یہہ دستاویز بحاضری ان لوگوں کے لکہی گئی جنکے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اور رسول خدا نے اسکو لکھوایا اور معاویہ ابن ابو سفیان نے اسکو لکھا - بروز دوشنبہ سال چہارم کی ماہ چہارم کے آخر میں بمقام مدینہ - سلامتی ہو صاحب مدینہ پر ۞

دستخط - ابو بکر الصدیق - عمر ابن الخطاب - عثمان ابن عفان - علی ابن ابو طالب -
اکیس دستخط اور ہیں

جو کچھ اس عہدنامہ میں قرار پایا ہے اللہ اوسکا گواہ رہے - الحمد للہ رب العالمین - اب آخر میں میں باصرار یہہ لکھتا ہوں کہ اگرچہ یہہ بات کو ہم بالفعل مسلمانوں ہی کے ذمہ سمجھتے ہیں کہ وہ خود اپنے شرع اور اوس وقت کے قواعد کے مطابق جو نیک اور ہم میں امتیاز کرتی ہے اپنی اصلاح حالت کریں اور بندوبست اور انتظام کرکے بالآخر اپنی دوبارہ زندگی پیدا کریں لیکن تاہم سلطنت عیسائیہ بھی فوری عمدہ نتایج کے لئے بہت کچھ کرسکتی ہے - میں امید کرتا ہوں کہ مسلمانوں اور عیسائیوں

میں تعصبی نفرت و مخالفت کا دور ڈھل گیا اور عرصہ گذر جاتا ہے [illegible] اور [illegible]
کا قول نقل کرتے تعالیٰ فریقین نے اسے جھگڑے کو ترک کر دیا ہے لیکن اب [illegible]
زور شور [illegible] دوسری طرف سے بہاؤ کے طور پر ہو جاتا ہے ۔ عیسائیت [illegible]
واقعہ ہے کہ اسلام کو بمقابلہ عیسائیت کے [illegible]
اس طرح اسلام سے [illegible]
کہ [illegible] ہمدردی ان دو بڑے گروہ انسانی کو [illegible]
[illegible] ہے کہ انگلستان [illegible] سلطنت محمدیہ کی
تو نہیں ہے کہ [illegible] منازعت و مخالفت کبھی ہے اور [illegible] ہے بلکہ ایسی چیز ہے کہ
انگلستان و [illegible] اور [illegible]
اسلام ایک امر واقعہ ہے جو برائی یا بھلائی کے ساتھ دنیا میں قائم اور موجود رہے گا [illegible]
اسے معدوم [illegible] ہو سکتا اور اسی سبب سے اسلام سے [illegible] بیان [illegible] میں جو انگلستان
کسی خاص پولیٹیکل فلاسفی سے حاصل نہیں کر سکتا ۔ انگلستان والوں کو ان معاملات کے [illegible]
کچھ موجود ہو سکتا ہے کیونکہ اس وقت وہ امور انگلستان کی پولیٹیکل [illegible] کی حالت [illegible]
[illegible] دنیا میں دوسری حکومتوں کا حال ہے اوسی طرح اسلام میں بھی ایک اچھا [illegible]
اور آئندہ انگلستان [illegible] بالکل وہی بری پہلو کو بتانی مدد دیتا رہے لیکن [illegible]
تا وقتیکہ نازک امور فیصلہ طلب کے حل میں آئی ہے اور مجھکو یقین ہے کہ جس وقت انگلستان اس
امر کو سمجھیگا تو اپنی اوس غلطی کا اعتراف کریگا جسکا ارتکاب نادانستگی کی حالت میں
اب تک کرتا رہا ہے اور اپنی غلطی کی اصلاح اوسی حالت میں کر لیگا کہ ہنوز وقت
باقی ہے ۔ اب آئندہ اور اخیر باب میں میں اوس پالیسی یا حکمت عملی کا خاکہ

کھینچونگا جو انگلستان کو بلحاظ اسکے کہ بلند خیالی اور عالی رتبگی کے ساتھ اپنے
فرائض کو ادا کرے اور اپنے اخلاقیات کی موافقت کو مدنظر
رکھے - اسلام کے ساتھ اختیار کر لی نمایاں ہے -

باب پنجم

اسلام کے ساتھ انگلستان کی اغراض و تعلقات

اب صرف یہ بات باقی رہ گئی ہے کہ ان مضامین سے جن کا تعلق [illegible] ان کی توضیح کی جاوے - ناظرین نے خیال کیا ہوگا کہ اب تک ہم نے ان مضامین [illegible] صرف یہی پولیٹکل اثر کی طرف نہیں لیا جو عیسائیت کی طرف سے اسلام کی نسبت [illegible] اور روز بروز زیادہ ہوگی - اور اس میں دو خیالوں پر [illegible] میں نے اسباب کو نظریات اور [illegible] پر کر دیا جاتا ہے کہ انسان کی [illegible] مذہبی [illegible] باطنی حرکتوں میں ترقی یا تنزل کی قوت کو نسبت اسباب [illegible] کی زیادہ تر بلحاظ [illegible] اندرونی کے دیکھنا چاہئے - دوسری وجہ غرض یہ تھی کہ ذاتی مطلب میں وہ سادگی [illegible] اختیار کروں تاکہ ناظرین کے لئے میرا مضمون قریب الفہم ہو جاوے - لیکن اب [illegible] ہم اس مقام پر پہنچے ہیں کہ تقریر کا پیرایہ بدلنا ضروری ہے اور اسلام پر بلحاظ [illegible] اندرونی نظم و ترکیب کی نہیں بلکہ [illegible] حیثیت سے نظر کرنی ہے کہ عام دنیا کا اور [illegible] اثر پڑتا ہے - ہمکو اس امر کی تحقیق ضرور ہے کہ یورپ کے واقعی اور مادی دباؤ سے لیونٹ میں اسلام پر غالب آ کیا اثر پڑنیوالا ہے اور افریقہ اور وسط ایشیا میں کیا اثر پڑیگا اور سب سے زیادہ نہایت باریک یہ ہے ہمکو خود اپنی نسبت اسلام کے ساتھ دریافت کرنی چاہئے - اور سلطنت ہند کے مسلمانوں کی عظیم الشان آبادی کی نسبت [illegible] طریق عمل کی تحقیق کرنا چاہئے جسکا برتاؤ بلحاظ فرائض اور مصالح و اغراض متعلقہ سلطنت کے ہمکو ضرور ہے - انگلستان سے میرا مقصود [illegible] ہے لیکن بر اعظم یورپ کے عام خیالات کو محمدیت کی نسبت ایسا ہی سمجھتا ہوں یعنی کہ وہ [illegible] ہے ہیں یعنی سوشیل مخالفت اور پولیٹکل جبر و حملہ آوری - باوجود ان تمام تبدیلیوں کے

جنکا اثر کہ تمام یورپ کے مذہبی خیالات پر پڑا ہے اور باوجود اس مسئلہ زمانہ حال کے کہ جو امور محض
رائی پر منحصر ہین اونکی نسبت لوگ باہم تحمل و بردباری رکہین — اُن قومون مین سے جنکا مقابلہ
ابتدائی حال مین فرقہ دین اسلام سے ہو گیا ہے کسی نے حقیقت مین اپنی حکمت عملی مین کچہہ بہی
تبدیلی وقت سے نہین کی جب سے شروع شروع اونہون نے یہہ ٹہرالیا ہے کہ جو عیسائیون کی زمین
جو کہ غیرون کے قبضہ مین چلی گئی ہے اوسکو پہر فتح کرلینا چاہیے — یہہ سچ ہے کہ اون مین سے اکثر
اب نہ تو جرات کو اپنی کارروائیون کا محرک نہین ظاہر کرتے اور نہ بیت المقدس کے قبضہ کو
اپنا مقصود قرار دیتے ہین — لیکن تہذیب و شائستگی کے نام کے پردہ مین درحقیقت
اونکے جہاد کا سلسلہ جاری ہے اور اونکی کوششون کا رخ برابر اسی امر کیطرف ہے کہ اون تمام
صوبون پر جو ایکدم شہنشاہی روم کے اجزا تہے یورپ کو پولٹکل اختیار پہر حاصل ہو جاے —
یہہ خیال ابتدا کے لحاظ اپنی اصلیت کے درست و برحق بجانب تہا او اگرچہ اب مختلف ممالک عیسائی
مین وہ خیال بہت کچہہ مبدل بہ خودغرضی ہو گیا ہے اور اونکو عیسائی ممالک کے فائدہ مین صرف
اپنا فائدہ مد نظر ہے لیکن یہہ ایسا خیال ہے کہ قدیم اور معززِ اخلاق مقبولی و منظوری وسکو حاصل ہے
پس وسکا ادب آگین اثر دلون پر پڑتا ہے اور یہہ بات بہی خود ایک ایسی قوت ہے جسکو کم
نہ سمجہنا چاہیے — اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ جو صوبہ ہای اسلامیہ واقع میڈیٹرنین (بحیرہ روم)
ہنوز خود مختار ہین اون پر خواہ مخواہ اور بلا اشتعال طبع بہی جو حملہ کیا جائیگا اوسکو فرانس یا اسپین
یا اٹلی یا آسٹریا قومی خیالات کی وجہ سے کبہی ناجائز قرار نہ دین گے اور اوس حملہ پر عوام کی راے
کا فیصلہ صرف اُسکی کامیابی یا عدم کامیابی پر منحصر رہیگا — پس اسلام کی پولٹیکل حالت آئندہ
کا قیاس کرنے مین وہ بلحاظ اس امر کے کہ مادی اور جسمانی قوت کی جمیع امور متعلقہ مین اس زمانہ
کے یورپ کو اوسکے قدیم حریف پر تفوق حاصل ہے ہم بالضرور اس بات کو دیکہنے پر آمادہ ہونگے

[illegible] ہو [illegible] پر اسلام [illegible] سے [illegible] کا [illegible]
قبضہ مکمل [illegible] ہے [illegible]
ہو [illegible] پر اس بر [illegible] اگر اہل [illegible]
[illegible] ہو [illegible] کامیاب ہونگے [illegible]
ہوں [illegible] کیا ہے اور غالباً آئندہ [illegible] ہو جائیگا تو
[illegible] آئندہ کے [illegible] لوگ [illegible] میں [illegible]
[illegible] اعظم [illegible] اہل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سلطنت [illegible]
[illegible] ہوگی اور [illegible] تو تمام [illegible] ساحل افریقہ [illegible]
[illegible] ہے کہ ساحل [illegible] عمدہ زمین [illegible]
اہل زراعت کا ایک طوفان نازل ہو گیا ہے [illegible]
[illegible] اور اگر ایسا ہوا تو شاید [illegible]
[illegible] کہ چند روز کے لئے [illegible] طرف [illegible]
کی پولیٹکل قوت میں انحطاط عظیم کا مشاہدہ ہوگا لیکن میں یہ نہیں خیال کرتا کہ اس کی

جانب جنوب یورپ وہ کبھی ترک وطن کرنے مستقل طور پر سکونت کے لیے قدم جما سکیگا یا انکے مسلمان صحرا[1] کی موجودہ حالت مذہبی کو کچھ ضرر پہنچیگا - زیادہ سے زیادہ ہوگا تاہم جنوبی مورا کو اور یہ ان جو گویا باربری کی مذہبی زندگی کی اصل اور مغز ہین ور مسلمانان شمالی افریقہ اور وسط افریقہ مین باعث قیام تعلق ہین ہمیشہ خود مختار ممالک اسلامیہ ہین گے - اور اسکے بڑھکر جانب مشرق سے مصر کا روز افزون بڑا اور دباؤ وہانکے مسلمانون کی باطنی اور عقلی ترقی انکو فائدہ ہوپنچاتا رہیگا - لیکن جانب مغرب بھی مرکز ثقل کے لیے اسلام کو وسط افریقہ پر نظر کہنی چاہیے کیونکہ وسط افریقہ مین حبشی نسلون کے مسلمان ہو جانے سے جو اسقدر جلد جلد مذہب اسلام قبول کرتے جاتے ہین اسلام کو اون تمام نقصانات کے معاوضہ کی جو ساحل [illegible] پر واقع ہین عمدہ امید ہے - اور چونکہ صحرا کا جانب میان مین ہے اور آب وہوا بھی وہ ہے جو یورپ مین زندگی کو سازگار نہین ہے لہذا وہان اسلام صدیون تک اپنی پولیٹکل و مذہبی خود مختاری قائم رکھہ سکتا ہے - حبشی انسین صرف مسلمان ہی نہین ہو جاوینگے بلکہ عربی بنجائین گے زبان و رسم کا اشتراک سوڈان کا تعلق مکہ کے ساتھہ اور بنا علیہ عام اسلام کے ساتھہ محفوظ رکھیگا - الغرض افریقہ مین اسلام کے نقصانات واقعی نہین بلکہ ظاہری ہونگے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہی نقصانات بالآخر نئی قوت کا ذریعہ ہو جائین - ہمکو اس بات سے ہی قطع نظر کرنی چاہیے کہ ممکن ہے کہ فرانس شکست پاوے - میری دانست مین ہمارے مددگارونکے جنگی حالت نو آبادی مین درمیان چالیس سال گذشتہ کے کبھی اسقدر عظیم خطرہ و خرابی مین نہین پڑے جیسے کہ اسوقت ہے اور نہ کبھی اونکے مخالفون کے وسائل قوت اسقدر زیادہ ہوئی جسقدر اب زیادہ ہین - افریقہ مین فرانس کا یہ ایک ضعف انتظام ہے کہ اوسنے وہان کے باشندونکو

[1] افریقہ کا ایک حصہ ہے -

متحد و موافق کرنیکا ارادہ نہین کیا - جہان تک اہل عرب یا دین اونکی قوت یہہ ہے کہ وہ خیالات
فرانس کو خود اپنے فوائد کے پہلو پر لیتے ہین - کیا الجیریا کی فتح کا نتیجہ کبھی یہہ ہوگا
کہ تمام ساحل بار بری پر محمدیت کی پولیٹکل زندگی اسطرح تباہ ہوجائے یا عربی بحث سے کہ یقینا
کے ساتھہ ہرگز نہین کہا جاسکتا کہ ایسا اثر نہوگا - لیکن یورپ و مغربی ایشیا مین زیادہ قطعی
اور فوری نقصانات کا بالضرور خیال کرلینا چاہئے - وہان یہہ امر بہت قریب قطعی ہے کہ چند
برسون مین حکومت عثمانیہ جاتی رہیگی اور وہ زمین جن پر مملکت عثمانیہ مشتمل ہے اور جہان ترکی
بولنے والے بستے ہین اُن قوی ہمسایون مین سے ایک یا دوسرے کی سلطنت مین شامل ہوجاینگی
جو اتنے دنون سے اونکے قبضہ پر دانت لگائے ہین - قیاس مقتضی ہے کہ سمندری ساحل کے
تمام ملک آسٹریا خود یا بذریعہ نائب کے یوروپین صوبے سلطنت ترکی کے لیلیگی اسیطرح
روس ایشیائی صوبے لے لیگا - شام اور مصر کی تقدیر اگر ٹلنے والی ہوگی تو صرف انگلستان کے
مداخلت سے ٹل سکیگی - اس بات مین کہ شاہنشاہی عثمانیہ آسانی کے ساتھہ نیست و نابود کی
خود مجکو بہت کم شبہہ ہے - قسطنطنیہ کی جنگی قوت اگرچہ اندرونی انتظام کی اغراض کیلیے
ابہی تک بہت زیادہ ہے لیکن شاید ہے اب وسکی یہہ جرات ہو کہ کسی یوروپین سلطنت کا مقابلہ تنہا
ہو کر کرے نہ یہہ امر ذرا بہی قرین قیاس ہے کہ اب سلطان کو باہر سے عیسائی لوگ مدد دین -
قارص کی شکست نے ایشیائی کوچک کا دروازہ روسی ہتیارون کے لئے کہول دیا ہے اسیطرح
سان اسٹیفنو اور برلن مین جو تفویض حصص ملک ہوگئی ہے اوسنے رومیلیا کو آسٹریا کے لئے
کہولدیا ہے - اب جون ہی سلطنت ترکی کے ساتھہ کوئی جہگڑا قائم ہوگا تو دونون طرف سے
وقت واحد مین حملہ آور بڑہین گے اور زیادہ روک و مقابلہ کا بہی اوسوقت موقع نہوگا اور بلا دقت
ترکی بولنے والی نسلین مفتوح کرلی جاوینگی - بلحاظ جنگی حالت کے سلطنت ترکی کا ضعف یہہ ہے

کہ سلطنت ہند بالکل بحری قبضہ اور تدابیر پر منحصر ہے اور جسکی سبب سے وہ اس لائق ہے کہ وقت
ضرورت بہت جلد فوج جہان چاہے فوراً بھیج کرے لیکن اس قوت کو ایک دوسرے درجہ کا فرمانروا اسے
بحیرہ روم (مذہبی) نہین رہی اور نہین رہ سکتا ہے ۔ پس جب تک بحری محاصرہ ایس
سلطنت سے وسائل آمد و رفت کو منقطع کر دیگا تو وہ سلطنت قریب قریب بلا کسی لڑائی بھڑائی کے
خود شکست کھا جائیگی ۔ حال مین سلطان نے اپنی عملداری سے باہر جو کچھہ جوش لوگون مین
پیدا کر دیا ہو لیکن خود ایشیائی کوچک مین کوئی مادہ قومی جوش اور مدافعت حملہ کا نہین ہے
بلکہ وہان کے صوبے جن مین اکثر مسلمان ہین حملہ آور فوج کا خیر مقدم کہینگے اور اوسکو ٹرکی
سے اپنا مبارک نجات دلانے والا سمجھینگے ۔ جب ایشیائی کوچک کے لوگ آزاد ہو سکینگے تو بار امن
سلطانکی رفاقت و زیادہ نہ ہو سکینگے اور آئندہ ٹرکی کے ساتھہ کسی یورپین ملک کی جنگ ٹرکی
کی صرف جنگ اخیری نہ ہوگی بلکہ دنیا ٹرکی جنگ ہی نکریگی ۔ مین یہہ بھی نہین خیال کرسکتا کہ زوال
سلطنت عثمانیہ اور ٹرکی صوبون کے یورپین ممالک مین شامل ہو جانے سے اسلام کو صرف ایک
پولٹیکل نقصان اسقدر ملکونکا ہوگا بلکہ تمام ایشیائی شمالی و مغربی کے مسلمان آبادیون کے لئے
اس سے کہین زیادہ اخلاقی نتائج پیدا ہونگے ۔ حال کے ایشیائی مدبران ملک مین سب سے اعلی
اور دانا تر لوگون کی سند میری اس رائے کی تائید مین موجود ہے کہ زوال سلطنت عثمانیہ محمدیت
کے لئے اس حیثیت سے کہ بحر اخضر کی جانب غرب تمام ملکون مین وہ ایک مستقل عقیدہ مذہبی ہے
پیام اجل یہہ ہوگا بلکہ دوسری جانب مشرق کی تاتاری قومون پر اور یہہ پیام اور ریاستہای
خوانین پر دیوار چین تک ایسا ہی منتشر ہو پہونچیگا کہ انکی صورت موجودہ مشکل و سے جانبر ہوگا
اور ملکون مین جو سابق مین سلطنت عثمانیہ مین شامل تھے اور اب روس کے ماتحت ہوگئے ہین
جس پیرہ نے اہل طالوت لینے مسلمانان اہل سنت و جماعت کو اپنے مذہب پر قائم اور مستقل کہا ہے

...اونکا یہ علم و خیال ہے کہ [illegible] جو کچھ [illegible] ہمارے [illegible] ولونکی ایک سی
بنا اور جماعت موجود ہے اور خود اونکا [illegible] مین [illegible]
اونکے مذہبی مجمع کا مرکز قسطنطنیہ ہے جہان [illegible] سلطنت
پیدا ہوا اور وہ [illegible] بڑے [illegible] مسائل و رسوم
کی قدیم عبادتگاہون [illegible] جس کے ساتھ محفوظ اور باقی
کر رکھا ہے ۔ یہی بات ہے [illegible] جس نے [illegible] کا خیال
قائم کر رکھا ہے اور اسی کے ساتھ اونکی [illegible] استقلال [illegible] روایات مذہبی کی
نسبت قائم ہے ۔ علاوہ [illegible] کا مرکز [illegible] دین کا [illegible] جہان علمای قرآن
و فقہ [illegible] اسلام [illegible] نے تعلیم پائی ہے اور [illegible] قسطنطنیہ
مرکز ہے اون لوگون مین جاتے ہیں اور اونکی شوکت ماضیہ کی یاد اون مین تازہ کرتے
رہتے ہیں ۔ اسی بنا پر اونکے دین کا کچھ خاص استقلال اور [illegible] جو [illegible] کے
جو اون لوگون پر پڑا ہے رہ گیا ہے لیکن [illegible] یہ [illegible] مرکز برباد ہو جائیگا تو وہ بغیر
چرواہے کے گلہ گوسفند کی طرح رہ جائینگے اور روز افزون عیسائی آبادی کے درمیان
مین متفرق طور پر اونکی چھوٹی چھوٹی جماعتیں جہان تہان رہ جائینگی اور اونکے دین کی حصن
حصین کا دروازہ اون پر بند ہو جائیگا ۔ یورال پہاڑون کے مغربی جانب کے تمام مسلمانونکو
[illegible] قسطنطنیہ ہی وہ مقام ہے جہان وہ سفر حج کے لئے بڑا مجمع [illegible] ہوتے ہیں [illegible] اونکے
لئے کوئی نیا مرکز زیادہ [illegible] جنوب [illegible] عرب [illegible] قومون کے درمیان مین [illegible] اونکو [illegible]
موافقت و ہمدردی یا صریحی مذہبی تعلق سب بجائے قسطنطنیہ کے قائم ہو سکیگا ۔ [illegible]
جو خلیفہ ہوگا وہ اونکے لئے شاید کچھ کر سکیگا اور ترکی بولنے والے [illegible]

بخارا سے قریب تر نہ سمجھا جائیگا۔ مُورّخ لوگ لکھتا ہی کلیۃ یوروپ کی رعایا ہوجائین لیکن اس باب مین اُن لوگون کی حالت مورلوگون سے کہین بدتر ہوگی اور اونکی مذہبی ابتری محض مرور ایام پر منحصر ہوگی۔ لہذا میری دانست مین اسلام کو یوروپ اور مغربی ایشیا مین نہ صرف پولیٹکل قوت کا نقصان اوٹھانے کے لئے طیار رہنا چاہئے بلکہ اوس آبادی اسلامیہ کا نقصان ہی گوارا کرنے پر آمادہ رہنا چاہئے جو زمین عثمانیہ مقبوضہ اور مفتوحہ روس مین واقع ہے۔ اگر ترکان عثمانیہ جنکو اتنی صدیون سے یوروپ نے علامت محمدیت قرار دے رکہا ہے کسی دن محمدیت پر باقی نہ رہینگی تو حقیقت مین یہہ ایک عجیب تاریخی انتقام ہوگا لیکن بہرکیف یہہ ایک ایسا انتقام ہے جسکو ہمارے بیٹے پوتے اپنی زندگی مین دیکہہ لین گے۔ اس مذہبی شکست اور ابتری کے پورے نتائج جانب مشرق کہان تک پہلین گے اس امر پر خیال کرنا غالبا محض قیاس ہی قیاس ہوگا۔ میرا میلان خیال اس جانب ہے کہ ایران کے صوبہ ہاے شمال و مغرب مین جو ترکی بولنے والے مسلمان مخلوط نسلون کے آباد مین اور ارمنی عیسائیون سے بہت کچھہ ہلے جلے ہین اونکی حالت ہی پچہم والونکی قسمت کی پیروی کریگی اور وہ بالآخر مذہب عیسائی کو جسکو غلبہ ہے قبول کرلین گے۔ لیکن بحر اخضر کی جانب مشرق لستن کو اگرچہ سخت جنبش پہنچیگی تاہم اُمید ہے کہ وہ بچ جاے اور صدیون تک قائم رہے۔ روس کی موجودہ حکمت عملی یوروپ مین جو کچہہ ہو لیکن وسط ایشیا مین ہرگز محمدیت کے خلاف نہین ہے۔ بلکہ بحیثیت مذہب تو وہان اسکی حمایت کیجاتی ہے اور اسٹیپس کی بت پرست فرقون مین اور ریوہ والون مین واعظان اسلامیہ کی کوششون کو منجانب گورنمنٹ جرات دلائی جاتی ہے چنانچہ انتہائی مشرق مین اون فرقون مین بہت لوگ عقاید اسلامیہ قبول کرتے جاتے ہین۔ ابتک بجانب بتہائی

---

[1] افریقہ والے۔

خوانین کوئی عیسائی نوآبادی قائم نہین ہوئی نہ وہان کوئی دیسی طریقہ عیسائیت کا موجود ہے
علاوہ برین وسط ایشیا اگرچہ تعلقات ہمخیالی اور ہمدردی کے ذریعہ سے قسطنطنیہ سے
منسلک ہے لیکن پولیٹیکل بلکہ مذہبی طور پر بھی کبھی قسطنطنیہ سے اوسکا تعلق نہین ہا - اوسکا مدرسہ
خود بخارا مین موجود ہے جو ہنوز تمام ایشیا مین ایک مشہور او معروف دار العلم ہے اور بحیرہ
اخضر کے جانب مشرق کی سنی مسلمان مدارج فضیلت کو حاصل کرنے کی غرض سے وہین
جاتے ہین سینٹ صوفیہ کو نہین جاتے - پس محمدیت کو مشرقی ایشیا مین ایسے فوری خطرہ
کا سامنا نہین ہے جیسا کہ مغرب مین - گو بخارا کی پولیٹیکل خود مختاری جاتی رہی لیکن بہت سی
پشتون تک یہہ امر قرین قیاس نہین ہے کہ وہ مبدل بہ عیسائیت ہوجاے جیسا کہ قسطنطنیہ
کو بالضرور ہونا ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعد زوال قسطنطنیہ بخارا اصلی مرکز موجودہ حنفی طریق سنن کا
ہوجاے اور غالبا بہت دنون تک بعد اسکے کہ بقیہ اسلام حنفیت کو ترک کر چکا ہو بدستور قائم
رہے - لیکن یہہ بات صریح ظاہر ہے کہ باعتبار جغرافیہ ریاستہای خوانین کیطرح اسلام کی
عام زندگی سے منقطع ہوکر بخارا ٹھیک طور پر قسطنطنیہ کی موجودہ مذہبی قوت کی قائم مقامی نکرسکیگا
اور اوسکو یہہ طاقت نہوگی کہ خیالات اسلامیہ مین عام میلان و راہیار کو نگاہ رکھے - وہ اپنے
اثر پر صرف بذریعہ ہندوستان زور دے سکیگا اور کوئی پولیٹیکل عظمت اوسکی حامی نہوگی -
پس نہایت قرین قیاس ہے کہ زمانہ آیندہ مین بجاے پیشوا ہونے کی عوض مقلد ہوجائیگا اور اگر
یہہ نہین تو صرف الگ اور تنہا رہنا اوسکی قسمت مین ہے - خاص ملک ایران مین شیعہ اسلام
کی حالت آیندہ اور بھی زیادہ ایک مشتبہ بحث ہے - چونکہ بقیہ وسط ایشیا کیطرح ایران بھی
روس کی فتحمندیون کیلیے کھلا ہوا ہے لہذا بجز اسکے کہ سلطنت ایران کے اندرونی حالت
مین نہایت جلد ایک کامل انقلاب ہوجاے سلطنت مذکورہ مطیع اور زیر ہوجانے سے بچ نہ سکیگی

لیکن اصلی اہل ایران کی حالت اشیای اسلامیہ مین ایک خاص طور کی ہے اور ممکن ہے کہ وہ انکو
روس زبن کلیۃً جذب و جاسِ نہ بنا سکے ۔ باستثنای عربون کے اور تمام مسلمان نسلون کے
برخلاف وہ ایک ممیز طور پر ایک قومی گروہ ہین ۔ ترک اگرچہ ہمیشہ فاتح رہے ہین لیکن اب تک
لقب ترک سے دست بردار ہین اور اپنے تئین صرف مسلمان کہنے مین وہی حال کم ممتاز نسلونکا
بھی ہے جنکو اونہون نے مطیع کرلیا ہے ۔ لیکن ایرانی ایسا نہین کرتا وہ ہر حالت مین وہ ہر
چیز کے سامنے ایرانی بنا رہتا ہے اور محمدیت کو اوسنے اپنے لیے خود اپنا بنا لیا ہے ۔ اوسکو
اپنی تاریخ اور اپنے علم ادب پر جسکی عمر اسلام سے کہین زیادہ ہے ناز ہے اور وہ اس بات پر
شادمان نہین ہوا کہ ان چیزونکو ایام جاہلیت کی چیز سمجھ کر بھلا دے ۔ ایرانیونکو بہت کم خطرہ ہے اس بات
کا ہے کہ فتح کے ذریعہ سے وہ روسی یا ... انی بنا دیا جائیگا اور چونکہ باطنی قوتون مین روسیون
پر ایرانی کو تفوق ہے اور جہان تک اس تغیر سے بادی کا تعلق ہے اوسکی قوت جسمانی بھی ایسی ہی
ہے پس یہہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اگر پولٹیکل اطاعت سے ایران بچ نہین سکتا تو بہرکیف باوجود
اسکے وہ قائم رہے گا ۔ مجکو اطلاع ملی ہے کہ اسوقت ایران مین زمانہ حال کی حکمرانی کی بنیاد پر
انتظام سلطنت کو ازسرنو قائم کرنے کی ایک آخری و بیدت کوشش ہو رہی ہے اور اگرچہ اوس
کوشش کی کامیابی پر بہت کچھہ منصوبہ باندہنا نادانی ہے تاہم کامیابی خلاف قیاس نہین ہے
قسطنطنیہ کیطرح ایران مین محمدیت بالتہ اصلاح پانی نجانیکی کیونکہ ایرانی تشیع ایک نہایت ہی
لچکدار ملت ہے بلکہ یہہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ وہی ذریعہ شمول اصلاح کا قرار دیا جائیگا لیکن
بات یہی ہے جسکو مین کہہ چکا ہون کہ اوسکی کامیابی پر منصوبہ باندہنا نادانی ہے اور ایرانی
اوضاع اور خصائل مین بعض ایسے اخلاقی نقص ہین کہ دیکھنے والونکو کچھہ امید نہین بندہتی ۔
بہرکیف ایران روس مین شامل ہوجاے یا نہ شامل ہو ۔ عالم اسلام کی حالت آئندہ پر نظر کرنے مین

شعبہ سلام یعنی تشیع کچہہ ضروری اور باوقعت نہین ہے اور اصل امر زیر بحث سے اوسکو کوئی صریح تعلق نہین ہے لہذا بلا دقت اوس سے قطع نظر کیجاتی ہے - پس بتسلیم اس امکان بلکہ یقین کے کہ فتوحات یوروپ کے سخت حملہ اور دباؤ کی وجہ سے جانب شمال بڑے بڑے پولیٹکل ورملکی نقصانات وقوع مین آئینگے اب ہمکو یہہ دیکہنا چاہئے کہ اسلام کے لئے یقینی اور معین ترکہ کیا باقی رہجائیگا اور جن انقلابونکی مین نے پیشین گوئی کی ہے اسلام کی عام زندگی پر اونکا کیا اثر پڑیگا - مجکو تو اس بات سے کہ اُن سمتون مین جنکو مین نے ظاہر کیا ہے اونکے مذہبی رقبہ مین کمی ہوجائیگی مسلمانون کے لئے کوئی وجہ یاس و بیدلی کی نہین معلوم ہوتی نہ اونکی دشمنون کے لئے اس خیال سے کہ زوال قسطنطنیہ کی ساتہہ اسلام بہی زائل ہوجائیگا کوئی محل مسرت وشادمانی کا نظر آتا - بلکہ برخلاف اسکے مین یہہ کہتا ہون کہ زوال حکومت عثمانیہ سے اور مسلمانونکی صلاح ومشورہ سے شمالی نسلون کے خارج ہوجانے سے کہ اوسکی ساتہہ گو مذہبی امداد بہی جاتی رہے - آیندہ کے لئے ایک مادہ عمدہ امید کا ایسا پیدا ہوتا ہے جو اوس ناخوشی اور جہلاہٹ سے کہین زیادہ ہے جو بوجہ نقصان سلطنت یا نقصان آبادی کے سردست پیدا ہوگی - زوال قسطنطنیہ سے جس مسلمان آبادی کا اصلی جماعت اسلامیہ سے منقطع ہوجانا قرین قیاس ہے وہ اگر زیادہ سے زیادہ ہوگی تو بیس ملین یعنی دوکروڑ سے زیادہ نہوگی اور جب ہم خیال کرتے ہین کہ بلحاظ کل مردم شماری اسلامیہ کے یہہ تعداد ایک سوین حصہ سے زیادہ نہین ہے اور یہہ نسبت بہی ہمیشہ گہٹتی رہنے والی ہے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی وجہ نہین ہے کہ یہہ نقصان خواہ مخواہ مذہب اسلام کے حق مین مہلک سمجہا جاوے - شمالی نسلین اب تک محمدیت مین ایک جسمانی قوت کا ظہور دکہاتے ہین لیکن یہہ صرف ایک نمایشی جلوہ ہے اور جو بہی قوت باطلی کو کہوکر قائم رکہا گیا ہے - ترکونکی پولیٹکل کامیابی نے صدیون سے اسلام کو اپنے اخلاق

وزن کا پلہ برابر رکھنے کے مقام سے ہٹا دیا ہے پس جب وہ اوسکی اعلی درجہ کے مشہور بیچ بنگلہ
تو اون انسانون کو وقعت اور عظمت ملیگی جو اغراض مذہبی کے قائم مقامی کرنے کے لئے لائق ترین
ہیں - قسطنطنیہ کی جگہ قاہرہ یا مکہ قائم ہوجائیگا اور تاتاریونکی عوض اہل عرب ہوجائینگے -
اور یہہ ایسی تبدیلی ہے کہ عقلی اور باطنی اعتبار سے نظر کرکے کسی محب اسلام کو اوسپر افسوس کرنے کی
ضرورت نہین ہے - زوال قسطنطنیہ سے ایک بڑا نتیجہ تو یقینی پیدا ہوگا اور وہ میری دانست
مین عمدہ و مفید ہوگا - یعنی اوس سے محمدیت کو بہ نسبت اوس پیرایہ کے جو بہت سی صدیون سے
اوسکو حاصل ہے ایک ممیز تر اور نمایان تر مذہبی پیرایہ ملجائیگا اور مسلمانونکو بعوض دنیاوی اور
عارضی قوتون کے مذہبی اور روحانی قوتون پر خواہ مخواہ متوجہ کرے گے وہ اونکو بہ نسبت کسی ایسی
چیز کے جو کوئی پولٹیکل فتحمندی دے سکتے ایک بڑی چیز واپس دیگا یعنی اسلام کی گمشدہ اخلاقی
زندگی - اگر ترک اور عرب مین نسلونکی امتیاز سے قطع نظر کیجائے تاہم میری دانست مین زوال
سلطنت اسلامیہ اس حیثیت سے کہ وہ ایک بڑی دنیاوی سلطنت ہے اسلام کو اوس بار
سلطنت سے سبکدوشی حاصل ہوجائیگی جسکو اس نئی دنیا کے مقابلہ مین اب وہ نہین سنبھال سکتا -
اسلام پولیٹکل ابتری اور ذلت کے اوس داغ بدنامی سے بچ جائیگا جو اب اوسپر لگا ہوا ہے
اور اوسکے مقاصد و منشا سہل و سادہ اور تیز و قوی ہوجائینگے - مین اپنی رائے ظاہر کرچکا
ہون کہ مسلمان لوگ اپنے مذہبی انتظام کے مرکز کے لئے آیندہ ملک عرب کیطرف نگاہ کرینگے اور
مکہ کیطرف خلافت کا عود کرنا محض ایک پولیٹکل تبدیلی ظاہر نہ کریگا بلکہ اوس سے زیادہ - یہہ بات
صریح ظاہر ہے کہ لفظ شہنشاہی یا سلطنت کا جو مفہوم قسطنطنیہ مین قرار پایا ہے باعتبار اوس مفہوم کے
عرب مین سلطنت کا قائم ہونا ناممکن ہوگا - فوجون کی زرق برق - بڑے بڑے ایوانون
اور محلسراؤن کی شان و شوکت - غلامون کے گروہ در گروہ - یہہ سب باتین وہان خارج

از بحث ہونگے - خلیفہ آیندہ عام اس سے کہ کسی شہر کو اپنا دار الخلافہ قرار دے دنیاوی بادشاہ
نہین بلکہ بالخصوص ایک دینی بادشاہ ہوگا - اور اپنی حکومت کو بقیہ چند ضروری شرایط موجودہ کے
نافذ کریگا - وہ اوس بار حکومت سے جو ایک خود راے اور خود سر گورنمنٹ کو اوٹھانا ہوتا ہے اور
اوس نفرت و کراہیت سے جو ملک کے حصول و مجتمع کرنے مین اور رعیدل و ناراضامند آبادیون مین
سے لوگونکو فوج مین بھرتی کرنے مین پیش آتی ہے محفوظ رہیگا - اپنی حکومت کو بزور شمشیر
قائم رکھنے کے لیے ہمیشہ کی کشمکش اور حریفون یعنے دیگر مسلمان والیان ملک کے برخلاف ہمیشہ
کی سازش اور بندش اوسکو نرہیگی - غالب ہے کہ یہہ سب والیان ملک اوس خلیفہ کی براے نام
سلطنت کو جو اونپر جسمانی زور و جبر کرنیکا ادعا نہ کریگا بلا تامل تسلیم کرلین اور ہر مقام کے مسلمانان
اہل طریق کے مذہبی اور روحانی اطاعت و رفاقت جب تک کہ سلطنت اسلامیہ سے جدا ہو تو اوسکی
ساتھہ قائم ہو جاے - پس ہنوز اسطور پر مجموعی اتفاق اسلامیہ کی امید پوری ہوسکتی ہے اگر
اوسکا وہ طرز و انداز نہوگا جو اسوقت سلطان عبد الحمید اور علماے قسطنطنیہ مسلمانون کو دکھا رہے ہین
ہم بخوبی یقین کرسکتے ہین کہ اسلام بہ نسبت زور اسلحہ کے اس مذہبی اور روحانی طریقہ سے مشرقی
اور جنوبی ایشیا مین زیادہ نمایان کامیابیان حاصل کرسکیگا بلکہ یہہ یقین ہی ہوسکتا ہے کہ ایک
نہ ایکدن اوس بر اعظم کا یہی عام مذہب مروجہ بنجائیگا - زمانہ حال مین جزائر ملایا و ملک چین
اور تاتار اور ہندوستان مین اسلام نے جو اخلاقی ترقی کی ہے اس سے اس خیال کی تقویت
ہوتی ہے کہ محمدیت مخالف سلطنت مین بطور خود قائم رہ سکیگی بلکہ تمام حریفون کے مقابلہ مین
یہی قائم رہیگی اور مذہب بودھ کے انحطاط و زوال پر عیسائیت نہین بلکہ اسلام ہی وہ پیرایہ ہوگا جس
بالاخر ممالک موقوعہ درمیان خطوط سرطان و جدے یعنے منطقہ حارہ مین خدا کی پرستش کیجائیگی
اہل ملایا ماتحت عملداری ڈچ مین اسلام نے جو ترقی کی ہے بلاشبہہ یہہ ایک تعجب خیز بات ہے

اور چونکہ قریب قریب ایسی ہی نمایاں ترقی اوسنے افریقیہ واقع تحت خط استوا مین بھی کی ہے لہذا یہہ دونون باتین ملکراون مسلمانونکو بخوبی تسکین قلب دے سکتے ہین جو یہہ سمجھتے ہین کہ اونکی شمالی دنیاوی سلطنت کے زوال مین انحطاط و زوال اسلام کی علامتین پائی جاتی ہین ۔ اگر ایسی اصلاح جسکا ذکر مین نے باب گذشتہ مین کیا ہے حقیقت مین عمل مین آسکے تو ۔ بلا کسی قید و شرط اس امر کے کہ سلطنت اسلامیہ کی قدیمی دارالحکومتون مین پولٹیکل سرسبزی کامیابی قائم رہے ۔ بلاشبہ تبدیل مذہب یعنی قبول اسلام کی قوت دونی ہوجائیگی ۔ لہذا اسلام اس حیثیت سے کہ وہ دنیا مین ایک اخلاقی اور باطنی قوت ہے ممالک کے نقصان سے اوسکی اس قوت کی بربادی کی مجکو کوئی علامت نظر نہین آتی ۔ لیکن اب مجکو اس بات کا دیکھنا چاہیئے کہ مسلمانونکی حالت آیندہ کے میدان تدبیر و عمل مین انگلستان کو کیا خاص کام کرنا ہوگا ۔ اگر مین انگلستان کی تاریخ کو صحیح طور پر سمجھتا ہون تو انگلستانکی حالت اسلام کی نسبت بقیہ سلطنت ہاے یوروپ سے بالکل جداگانہ ہے ۔ ان سلطنتونکی نسبت مین لکھہ چکا ہون اونہون نے اوسی قدیمی مخالفت و رحملہ آوری کا تسلسل قائم رکھا ہے جو انہون نے سابق کے عیسوی مذہبی جہادون سے اور اون سخت و تلخ لڑائیون سے بطور ورثہ کے پایا ہے جو روم و یونان کے شہنشاہون نے ترکان عثمانیہ کی بڑہتی ہوئی قوت کے مقابلہ مین کین ۔ ان لڑائیون مین انگلستان نے شرکت نہین کی کیونکہ مذہبی تفرقہ نے اوسکو کیتھلک یوروپ کے منشا و اغراض سے پہلے ہی جدا کر رکھا تھا ۔ اور جنگ اول الذکر سے انگلستان اوسی زمانہ یا وہ وقت مین بہ اعزاز علیحدہ ہوگیا تھا ۔ پس اوسکو ایسی کوئی ذلت و عاجزی یاد نہین ہے کہ اب اوسکو انتقام لینا ہو ۔ اسی وجہ سے انگلستان کو حال مین جو تعلقات مسلمانون کے ساتھ ہوئے اون مین وہ اونکی مقابلہ مین بلاتعصب آیا اور اس لائق رہا کہ مسلمانون کے مذہبی امور

پولیٹیکل رایون کے ساتھہ انسانیت او فیاضانہ طریقہ کا برتاؤ کرے اور بجائے فتحمندی کے زیادہ
تر اوسنے تجارت کی عملی و واقعی فوائد کا خواہان ہو اور مثبتاً اوسکی اس خاص طرز او برتاؤ کی
جو اوسنے مسلمانون کے ساتھہ اختیار کیا مسلمانون نے بہی ناقدردانی اور نافہمی نہین کی۔
باوجود اون دہوکون کے جو سنین حال مین بعض امور مین دیے گئے اور باوجود اوسی تذبذب
او تنزلزل حکمت عملی کے جو اونکی نسبت حال مین رہے۔ اب تک اسلام کی آزاد و خودمختار قومین
انگلستان کو بقیہ عیسائی سلطنتون سے اپنی نسبت کسیقدر جداگانہ حالت مین سمجھتے ہین۔
وہ اوسکو بلحاظ اوسکی صلیبیت و نیچر کے اپنا مخالف اور اپنے حقوق اور اپنے مطالب او تعلقات
سے بیخبر اور بے پروا نہین سمجہتے ہین۔ کم سے کم وہ یہہ سمجھتے ہین کہ مذہبی روک ٹوک او مخالفت کے
باب مین ہمکو انگریزون سے کچہہ اندیشہ نہین ہے اور اون مین سے بعض لوگ تو اون مین دینی
نسبت جسکا اظہار اونسے کیا جاتا ہے مبالغہ کرکے یہان تک خیال کرنے پر مائل ہین کہ بعض امور
مین جنکو وہ اہم سمجھتے ہین اونکا اور انگلستان کا عقیدہ مشترک ہے۔ چنانچہ اکثر مسلمان ملکون کے
جہلا مین یہہ عام خیال پہیلا ہوا ہے کہ انگریز لوگ برخلاف اور مشرک عیسائیون کے موحد ہین
۔ اور ترکون کے ساتھہ اونکی موافقت کی توجیہہ وہ اسی بنا پر کرتے ہین اور خود ترکون مین
تو اس خیال کے ساتھہ اس خیال کا اضافہ بہی کیا جاتا ہے کہ انگلستان خود ایک جزو اسلام کے
لہذا بمجمل طور پر رفیق اسلام ہے۔ بیشک یہہ خیالات گنوارون اور عوام الناس کے ہین۔
تاہم ان خیالات سے ایک ایسی بات نکلتی ہے جو بالکل بے وقعت نہین ہے۔ یعنے انگلستان
کی قوت و اثر کو مسلمان لوگ قبول کرتے ہین کہ مخالفانہ نہین ہے بلکہ دوستانہ ہے اور انگلستان کی

اہل عرب کا یہہ خیال ہے کہ جب مسلمانون نے شام کو فتح کرلیا تو بنی غسان عیسائی بدو قوم جنہون نے خلیفہ عمر کا
مقابلہ کیا تہا ترک وطن کرکے گریٹ برٹن یعنے برطانیہ اعظم کو چلے گئے اور وہین جا بسے ۱۲

حاجت بغیر اوس شبہ اور اندیشہ اور پس و پیش کے چلتے ہین جو دیگر سلطنتون کی دوستانہ امداد قبول کرنے مین اونکو ہوتا ہے - خود ہندوستان مین جہان انگریزون نے مسلمانونکو اس حیثیت سے کہ وہ فرمانروا نسل ہتے علیحدہ اور برطرف کر دیا ہے - مسلمانونکا خیال انگریزی حکومت کی نسبت جہان تک مجکو علم ہو سکا ہے اور جہان تک بمقابلہ دیگر ہندوستانی اقوام کے مین نے اندازہ کیا ہے اور جانچا ہے - مخالفانہ نہین ہے - دہلی و پنجاب کے مسلمان بلاشبہہ یہہ خواہش کرینگے کہ عملی طور کی حکومت کو اوس ملک مین پھر حاصل کرلین جسکے ابہی تہوڑے دن ہوے وہ مالک ہتے - لیکن وہ اس بات کو اپنے دل مین سمجھتے ہین کہ اب اون مین اتنی طاقت نہین ہے کہ اس بات کو پورا کرین اور اونکے خیالات بمقابلہ انگریزی حکومت کے یقینًا ایسے تلخ نہین ہین جیسے ہندوون کی نسبت ہین جو سابق مین اونکی رعایا ہتے اور اب اونکے حریف و رقیب ہین - اگر گورنمنٹ ہند مذہبی اُمور مین اونکی کوئی خاص حمایت کرے تو مین بوثوق ساتھ کہتا ہون کہ وہ لوگ صرف رضامند او قانع ہی نہین ہین بلکہ حقیقت مین اور عملی طور پر وفادار رعایا بنجائین پس بلحاظ حالات موجودہ یہہ بات ضروری اور طبعی معلوم ہوتی ہے کہ زوال قسطنطنیہ سے جو ایک عالم شکست جمعیت ہوگی تو اوسوقت اسلام کی مختلف قومین انگلستان ہی کی طرف اس امر کو لئے بالخصوص نظر کرینگے کہ پولیٹکل مشکلات مین اپنی راہ پاوین ناصح اور حامی کی جگہہ بے شک انگلستان کے لئے معین معلوم ہوتی ہے - جب سلطان عثمانیہ نرہیگا تو دنیا مین پھر اور کوئی بڑی سلطنت مسلمانونکی نرہ جائیگی اور اوسوقت ہندوستان کے مسلمان خلقت کو جو پہلے ہی سے دولتمند تر او شمار مین زیادہ تر ہے مصلحت اندیشان اسلامیہ مین پوری عظمت و وقعت ملجائیگی - یقینًا اوسوقت تاج انگلستان سے یہہ اُمید کیجائیگی کہ شہنشاہان مغلیہ کے قدیم اسلامی لقب کا حاصل کرنا روا رکہے یعنے کسی نہ کسی طریقہ سے اسلام کی پولیٹکل سروری اختیار کرلی - جناب ملکہ معظمہ ہی اوسوقت اسلام کی نہایت اعلی اور زبردست سلطانہ باقی رہجائین گے اور اونکے مشیر (بہ شرطیکہ اونکی دلمین

ایسا خیال آوے اسلام کے تمام امور اپنی ہی عمل و خلل کو سب سے بالا تر رکہہ سکینگے - مین یہہ نہین کہتا کہ اونکے دل مین ایسا خیال آویگا لیکن اوسوقت اونکو تمام دنیا کے مسلمانون سے طرز خیال کی باگ اپنے ہاتہہ مین رکہنے کا اور ایشیا مین سب سے بڑی مذہبی طاقت کو اغراض تجارت اور ترقی کے لئے کام مین لانیکا اسقدر اختیار ہوگا اور اسقدر موقع ملیگا کہ آجتک کسی عیسائی گورنمنٹ کو نہ ملا ہوگا - خود مجہکو تو کامل یقین اس امر کا حاصل ہوگیا ہے کہ انگلستان کی سلطنت ہندوستان کی آیندہ حالت بالخصوص اسی خدمت کے قبول یا انکار پر منحصر ہوگی و جنوبی ایشیا کو شایستہ بنانے کا جو سلسلہ انگلستان نے اپنے لئے قائم کیا ہے اوسکا حاصل ہونا تمام و کمال وہان آیندہ حالت پر منحصر ہوگا - اب ہم یہہ بات دیکہتے ہین کہ ہمارے واقعی تعلقات محمدیت کے ساتہہ کیا ہین اور اگر ایشیا مین وہ ہم سے خوشدل رہے تو اوس خوشدلی کی قیمت و منزلت کیا ہے - اولا مین ہندوستان پر نظر ڈالتا ہون - ہنٹر صاحب کے گزیٹیر مین جو سب سے پچہلی سنہ سے مجکو حسب تفصیل ذیل اعداد ملتے ہین -

مردم شماری مسلمانان ہند

بنگال	١٩٥٥٣٨٣١	ایک کروڑ پچانوی لاکہہ ترپن ہزار آٹہہ سو اکتیس
آسام	١١٠٤٦٠١	گیارہ لاکہہ چار ہزار چہہ سو ایک
ممالک مغربی و شمالی	٤١٨٩٣٤٨	اکتالیس لاکہہ نواسی ہزار تین سو اڑتالیس
اجمیر	٤٧٣١٠	سینتالیس ہزار تین سو دس
اودہ	١١٩٧٧٢٤	گیارہ لاکہہ ستانوی ہزار سات سو چوبیس
پنجاب	٩٣٣٧٦٨٥	ترانوی لاکہہ سینتیس ہزار چہہ سو پچاسی
ممالک متوسط	٢٣٣٢٤٧	دو لاکہہ تینتیس ہزار دو سو سینتالیس
برار	١٥٤٩٥١	ایک لاکہہ چون ہزار نو سو اکیاون

میسور	۲۰۸۹۹۱	دو لاکہہ آٹھ ہزار نو سو اکیانوی
کورگ	۱۱۳۰۴	گیارہ ہزار تین سو چار
برٹش برہما	۹۹۸۴۶	ننانوی ہزار آٹھ سو چہیالیس
مدراس	۱۸۵۷۸۵۷	اٹھارہ لاکہہ ستاون ہزار آٹھ سو ستاون
بمبئی	۲۸۷۰۴۵۰	اٹھائیس لاکہہ ستر ہزار چار سو پچاس
میزان	۴۰۸۶۷۱۴۵	چار کروڑ آٹھ لاکہہ سڑسٹھ ہزار ایک سو پینتالیس

یہہ بڑے بڑے اعداد ہین جو بہ حیثیت موجودہ لکہدیے گئے ہین لیکن حقیقت حال یہہ ہے کہ اونکے جو ظاہری تعداد معلوم ہوتی ہے اوس سے کہین زیادہ تعداد ہے ۔ اونکی پوری پوری وقعت ذہن نشین کرنے کے لئے یہہ یاد رکہنا ضرور ہے کہ اولاً مسلمانون کی آبادی ایسی ہے جس مین بڑی افزونی ہوتی جاتی ہے اور وہ افزونی نہ صرف باعتبار شمار واقعی کے ہے بلکہ اس جزیرہ نما مین بمقابلہ دیگر نسلون اور فرقون کے اونکو جو نسبت عددی ہے وہ نسبت بہی بڑہتی جاتی ہے اور مجھکو یقین ہے کہ ۱۸۸۱ء کا رپورٹ[1] مردم شماری جب مشتہر ہوگا تو میرے اس بیان کی کافی طور پر تصدیق ہو جائیگی ۔ ثانیاً مسلمان آبادی کی تقسیم ارضی یعنے جغرافیائی جو واقع ہوئی ہے وہ اس ملک کی پولیٹیکل زندگی اور چستی و چالاکی سے بہت ہی مطابقت و موافقت رکہتی ہے ۔ صرف پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی مین ایک مجموعہ تیرہ ملین[2] مسلمانون کا ہے ۔ ثالثاً مسلمانون کی آبادی مین ایک ہم جنسی اس درجہ کی ہے جو اور کسی ہندوستانی خلقت مین پائی نہین جاتی ۔ اگرچہ یہہ لوگ مجموع ہندو آبادی کے مقابلہ مین دو ثلث کم ہین لیکن بلحاظ ہندوؤن کے مختلف فرقون کے مسلمان لوگ ہر فرقہ کے مقابلہ مین کہین زیادہ ہین ۔ پس وہ لوگ اس سلطنت ہندا

---

[1] فی الحقیقت ایسا ہی ہوا ۔ من مترجم +

[2] ایک ملین = دس لاکہہ ۔

مین سب سے بڑی جماعت اہل رای کی ہین ۔ رابعًا ۔ یہہ لوگ سب سے زیادہ دانشمند اور
روشن ضمیر ہین ۔ یہانکی خلقت کا ہی ایک حصہ ہے جو اپنی تاریخ کو جانتا ہے اور اپنی گذشتہ
پولٹیکل وقعت وعظمت کی اخبار واحادیث کو محفوظ و مستحضر رکھتا ہے اور اگر اسنے اب تک
سرکاری عہدونکے لیئے دوسری انسلونکے مقابلہ مین کوشش کرنے سے کنارہ کشی کی ہے
توبہہ بات زیادہ تر بوجہ کبرو خودبینی کے ہے نہ بسبب ناقابلیت کے ۔ جو مسلمان
ملازمت گورنمنٹ مین در آئے ہین وہ نمایان لیاقت کے ہوئے ہین ور بالآخر یہہ کوئی علحدہ
اور تنہا جماعت نہین ہے بلکہ تمام دنیا مین اپنے ہم مذہبون کے اپنی آمد ورفت او خط وکتابت
اور پیام وسلام قائم رکھتی ہے ۔ پس ہندوستانکی مسلمان آبادی جسطرح بہت بڑی ہے
اوسیطرح اوسکی حالت بہی خاص او رممتی ہے ۔ ہماری دوسری غرض جو محمدیت سے تعلق
رکہتی ہے مصر مین ہے ۔ مصر ہماری مشرقی تجارت کی دہلیز ہے اور وہان کہڑے ہوکر ہم ایک
اور بڑی خلقت پاتے ہین کہ وہ بہی قریب قریب تمام مسلمان ہی مسلمان ہین جنکی بہتری کے
لیئے ہم ایک حد خاص تک ذمہ دار بہی ہوچکے ہین اور جنکی آیندہ پولٹیکل حالت پر ہم خود اپنی آیندہ
پولٹیکل حالت کو منحصر پاتے ہین ۔ یہہ بات ہمنے صحیح طور پر قرار دے رکہی ہے کہ مصر اگر عدو اور
مخالف ہوا تو وہان ہماری حالت کا قیام ناممکن ہوگا اور قاہرہ کی مذہبی مخالفت اگر فوجی
قبضہ سے دبائی گئی تاہم اوس سے ہمیشہ کے لئے ہم پر ایک دہمکی رہے گی ۔ یہہ بہی نہ خیال کرنا
چاہیئے کہ مصر ساحل باربری کیطرح جسکے ہاتہون مین آجائیگا اپنی مذہبی طرز کو بدل دیگا ۔ وہانکے
مفصلات کی خلقت ایسی محنتی ایسی کم صحیح الحواس اور سلیم الطبع اور قانع نہین ہے کہ بہ حیثیت کاشتکارانہ
کسی سے مقابلہ کرنے مین ڈر جائے خواہ اٹلی والے ہون خواہ یونان کے لوگ ہون خواہ مالٹا کے
۔ اور آفتاب منطقہ حارہ کے نیچے جو زندگی کیحالت ہوتی ہے وہ مصر کو اس بات سے ہمیشہ بچاویگی

کروہ یورپین کالونی یعنے نوآبادی ہوجاسے - شہرون مین بلاشبہہ اجنبی ملک کے لوگ بہر کبہی جا
مین بیکن قلب ملک غیر متبدل ہیگا - اور ہندوستان کیطرح اس بات سے انکار کریگا کہ کسی
اجنبی ملک کی تہذیب و شایستگی کے سانچہ مین پہر اپنے تئین ڈہالے - پس مصر مین محمدیت اپنے
تئین مضبوطی اور استحکام سے قائم رکہیگی ور اوسکی خوشدلی کی ہمکو ضرورت رہیگی - تیسری غرض
ایشیائی ٹرکی سے تعلق ہے - اس تمام کو ہم نے بذریعہ عہدنامہ کے ملک غیر کے حملہ سے محفوظ رکہنے
کی ذمہ داری کی ہے اگرچہ ہماری ذمہ داری براے نام سلطان سے ہے ایسی سلطنت کے باشندون
نہین ہے اور اگرچہ وہ ذمہ داری ایک امر ناممکن الوقوع کے وقوع پر محمول مشروط ہے یعنے انتظام
اصلاح - اور اسوجہ سے اوسکی پوری پابندی نہین ہے تاہم اس بات کا مقر نہ ہونا ناممکن ہے
کہ مسلمانان ایشیائی کوچک و شام کے مقابلہ مین ہم پر ایک اخلاقی ذمہ داری ہے - اب یہہ
بات دیکہنے باقی ہے کہ ہم اوس ذمہ داری کو کہان تک پورا کرتے ہین یا کرسکتے ہین -
خود مجکو یہہ خیال نہین ہے کہ انگلستان ٹرکی بولنے والی آبادیون کی تحفظ و حمایت مین آیندہ
دست اندازی کریگا - یہہ آبادیان بلحاظ اپنے جغرافیائے مواقع کے ہماری عملی اور موثر جنگی
کارروائی کے احاطہ سے باہر ہین ور اگرچہ معاہدون ور ذمہ داریون سے منحرف ہونا
بے عزتی کی بات ہے لیکن ممکن ہے کہ ضرورت اسکو لازم کردے - اس بات کا کہنا مشکل ہے
کہ انگریزی فوج ایشیائی کوچک یا مسوپوٹمیا کو روس کے حملہ سے موثر طور پر کیونکہ محفوظ رکہہ سکتی ہے

---

[1] بعد اس تحریر کے مصر نے یوروپ کو اپنی پولٹیکل زندہ دلی کی تعجب خیز شہادت دی ہے اور اب میری دانست مین
بہت کم شبہ ہے کہ مصر اپنی محفوظی کے لیے خود اپنے طریق عمل پر چہوڑ دیا جائیگا - واقعہ مذکورہ سے خیالات کے لیے
ایسا وسیع میدان کہل گیا ہے کہ اس حاشیہ مین اوسکی تفصیل و توضیح کی گنجایش نہین ہے لیکن مصنف کتاب اس امر
کیطرف توجہ دلاتا ہے کہ یہہ ایسا واقعہ ہے جو نسبت اوسکے تمام بحث و دلائل کی سب سے زیادہ قابل غور و لحاظ ہے -

۔ فارس کے قبضہ نے روس کو دجلہ اور فرات کا اور اوہنین کے ساتھ آرمینا اور کردستان اور
عراق کا حاکم بنادیا ہے پس ہماری حفاظت ایشیای کوچک کی ساحل سمندر اور خلیج فارس سے
آگے کیونکر بڑہ سکتی ہے ۔ لیکن یہہ وقت اور ناقابیت شام سے تعلق نہین رکھتی ۔
وہان اگر ہم چاہین تو یقیناً اپنی ذمہ داریونکو نافذ کر سکتے ہین ۔ صرف ایک حصہ ساحل سمندر
یعنے شام کو جسکے عقب مین صحرا واقع ہے اور جس پر صرف جانب شمال سے ایک تنگ سرحد پر جو
قریب سویدیہ کے ہوگا حملہ ہوسکتا ہے وہ قوم جو قابض و حاکم بحر ہو آسانی سے بچا سکتی ہے ۔
غالب ہے کہ اگر خلیج اسکندرون ۔ سے فرات تک ریلوے بنادی جاوے اور صرف ایک مضبوط
قلعہ اوسکی تائید مین ہو تو اوسکی فوجی حفاظت کے لئے کم سے کم بہت سے برسونتک کے
لئے کفایت کرے اور شام مین موقع ملے گورنمنٹ کا نکل آوے اور ان وقتون اور
نقصانات کا کچہہ معاوضہ ہوجاے جس مین ہمارا بھی کچہہ کم حصہ نہین ہے ۔ لیکن یہہ غرض
اور تعلق انگلستان کو زیادہ تر بنظر اعزاز کے ہے نہ بوجہ کسی پولٹیکل ضرورت کے اور بیشک
اوس شخص کے خون مین بڑی حرارت و طبیعت مین بڑی تیزی اور سرگرمی ہوگی جو (بلحاظ
انگریزون کے موجودہ طرز طبیعت کے) ایسی باتون کو بہت کچہہ سمجہے اور یہہ خیال کرے کہ انگلش
گورنمنٹ ایسے ہی مقاصد اور منشا کی بنا پر اپنی عملی حالت کا فیصلہ کریگی ۔ پس اس منشا کی
مطابق عمل ہونے کی کچہہ امید نہین ہے لیکن اگر ایسا ہوا تو یہہ صریح ظاہر ہے کہ اوس انتظام
حکومت کی کامیابی مسلمانان شام پر منحصر ہوگی کیونکہ بمقابلہ کسی اور اجزاے ملک کے مسلمانون
ہی کا جزو غالب تر ہے ۔ ایک چوتہی غرض کہ جو اخلاقی بہی ہے لیکن انگریزی حکمت عملی
کے ایک واقعہ مسلمہ سے متعلق ہے ۔ افریقہ کی غلامون کی تجارت کے مسدود کرنے کا
ارادہ ہے ۔ اب اگرچہ یہہ امر بلا شبہ ظاہر ہے کہ محمدیت نے غلامی کو انسانی سوسیٹی کی ایک

نیچرل یعنے طبعی لازمہ کے طور پر روا رکہا ہے اور اب تک اوسکی تائید کی ہے لیکن یہہ
بہی بالکل سچ ہے کہ بغیر اسکی کہ مختلف مسلمان فرمانروایان ساحل افریقہ و عرب اس باب
مین ہمارے موئد و شریک ہون بردہ فروشی مسدود و موقوف نہین ہو سکتی بجز اسکے کہ
یوروپین موج بحر احمر کے تمام مواضع پر اور گرد نواسے جانب جنوب موزا جیک تک قبضہ
کرلے اور وہان مورچون یا قلعون مین متمکن ہوجاے خواہ تمام آزاد اور خود مختار جماعتہای
مسلمانان عرب و مقامات دیگر مطیع اور رعایا بنائے جائین اس تجارت کے واقعی مسدود
ہوجانے یا انکہ اوسکی کچہہ روک ہی ہوجانے کی کوئی صورت نہین ہے الا اوسحالت مین کہ مسلمان
لوگ خود ہمارے ساتہہ اوسکی انسداد کی کوشش مین شریک ہون ۔ مختلف اور متواتر عہدنامجات
اور انتظامات جو سلاطین ٹرکی و زنجبار و عمان و گورنر مصر کے ساتہہ ہوے ہین اونمین اوسکی پوری
پوری ضرورت تسلیم کرلی گئی ہے اور اگرچہ ہرگز مین یہہ نہین کہتا کہ ان فرمانروایون نے بطیب
خاطر ان انتظامات کو قبول کیا ہے تاہم صرف اوسی حالت مین وہ انسداد و ممانعت موثر اور
عملی پیرایہ اختیار کرسکتی ہے کہ وہ لوگ خوش اور رضامند رہین ۔ اسکا ایک نہایت عمدہ ثبوت
ٹرکش گورنمنٹ سے ملتا ہے کہ جب سے انگریزون سے جہگڑا ہوگیا ہے اوسنے بحر احمر مین اس تجارت
کی کامل اجازت دیدی ہے اور انگریزون کے اختیار مین کوئی ایسے وسائل نہین مین
کہ اوسکی روک کرین ۔ زمانہ حال مین کبہی ایسا کثیر گروہ غلامونکا حجاز اور یمن مین نہین آیا
جیسا کہ گذشتہ اٹہارہ مہینون مین آیا ہے اور جب تک سلطنت ٹرکی کے ساتہہ یا کسی اوس مسلمان
سلطنت کے ساتہہ جو اُن صوبون مین سلطنت ٹرکی کے قائم مقام ہو دوستانہ تعلقات نہ قائم
ہونگے غلامونکی تجارت جاری رہیگی ۔ مسلمانون کے ملکون سے جو خیالات برخلاف تجارت
غلامی کے متعلق کئے جاتے ہین ۔ مین بذات خود اُن خیالات سے تمام تر ہمدردی نہین کرتا

کیونکہ اون لوگون مین حبشیون کی جو سوشیل حالت ہے اور جس تحمل و بردباری سے اونکے
ساتھہ برتاو ہوتا ہے بلکہ حسن عائدہ اور آرام کے ساتھہ وہ رہتے ہین اوسکو مین خوب جانتا ہون
- لیکن تاہم میری خواہش ہے کہ غلامی کا سلسلہ منقطع ہوجاے اور مجکو یقین ہے کہ مسلمانون کے ساتھہ
ایک محکم لیکن دوستانہ طرز اختیار کیا جائیگا تو آیندہ دو نسلون تک غلامی کی حالت بالکل معدوم
ہوجائیگی - مسلمانون کے ساتھہ جھگڑا اور اختلاف صرف یہی نتیجہ بخشیگا کہ غلامی کا وجود عظیم
تر ہوجاے اور اوسکو زیادہ امتداد ہو - بالآخر بلحاظ حالت آیندہ ہمکو انگلستان کا ایک تعلق
اس امر ممکن الوقوع سے ملتا ہے کہ ملک کافری بہت دن نہ گذرین کہ مبدل بہ محمدیت ہوجاے
اور اسلام جنوبی افریقہ مین اوسکی سرحدون تک پھیل جاے - بیشک ابھی سے اس خیال پر
برانگیختہ ہوجانا قبل از وقت ہے کیونکہ یہہ ایک ایسا امر ممکن الوقوع ہے کہ شاید ہی اس زمانہ کے
لوگون مین سے کسیکی زندگی مین وقوع مین آوے لیکن محمدیت ایسی ملت نہین ہے کہ سو دو سو
برس مین افریقہ یا ایشیا سے جاتی رہے اور خط استوا سے جانب جنوب بہت دور تک یہہ
پھیل ہی چکی ہے - کیپ کالونی مین اسوقت قریب پندرہ ہزار کے مسلمان موجود ہین
- پس بربناے ان جملہ امور کے یہہ بات مشکل معلوم ہوگی کہ انگلستان اسلام کے ساتھہ معاملہ
رکھنے مین اونکا ساتھی بنے جو مجاہد ممالک یوروپ کہے جاسکتے ہین - انگلستان کی حالت
اونمین سے ہر ایک سے قطعی طور پر علیحدہ اور جداگانہ ہے اور اسکی اغراض و تعلقات جیسے
ہین ویسے عیسائی قومون مین شاید سواے روس کے اور کسیکے نہین ہین - یہہ اچھائی ہو خواہ برائی
لیکن بہرکیف اوسنے مسلمانون کی ایک بڑی جماعت کو اپنے سوشیل گروہ مین قبول کرلیا ہی
اور وہ معاہدات و ذمہ داریان کی ہین جن سے شاید ہی وہ کنارہ کشی کرسکتا ہو پس انگلستانکے
لئے یہہ بات ناممکن ہے کہ وہ فی الحقیقت اپنی عملی حالت مین مسلمانون کے ساتھہ مخالفانہ طریق

عتیار کریںگے ۔ ممکن ہے کہ انگریز لوگ بحیثیت عیسائی ہونے کے اسبات پر افسوس کرین لیکن
اس حیثیت سے کہ عمل کرنیوالے انسان مین بلاشبہہ اونکی دانشمندی ہوگی کہ اس امر واقع کو مان لین
اور اون فرائض کو جو اوسکے لوازم مین سے ہین قبول کرلین ورنہ یہہ فرائض صرف سکوت اور
خاموشی کے حکمت عملی کے برتنے سے پورے نہین ہوسکتے ۔ اسیقدر کہدینے اور اسی عام قاعدہ
کے مقرر کردینے سے کام نہ چلیگا کہ جمیع مذاہب مساوی سمجھے جائینگے اور سب کے ساتھہ تحمل اور
بردباری سے یکسان برتاؤ کیا جائیگا بلکہ مذہب اسلام کی نسبت انگلستان کو کچھہ اس سے زیادہ
کہنے اور کرنے کو طیار ہوجانا چاہیئے ۔ محمدیت محض ایک راے اور خیال نہین ہے بلکہ ایک خاص
اور معین پولیٹیکل نظم ونسق اور ایک خاص ومعین وسعت جغرافیائی اوسکے وجود کی شرط مین داخل
مین اور علاوہ برین محمدیت ایک ایسی قوت ہے جو بلا یکسو ہونے کے نہین رہسکتی ۔ محمدیت یا
تو دوست ہوکر رہے گی یا عدو ہوکر ۔ آیندہ دس برس تک مسلمانون کیلئے کچھہ نکرنا گویا اونسے
مخالفت کا ٹہان لینا ہے ۔ اونکی حالت مین بے پروائی اور بیخبری کے قبول کی قابلیت نہین ہے
اور وہ ایسے نازک محل کے قریب ہوتی جاتی ہین کہ جہان کم سے کم اونکو دو باتون مین نہایت قوی
اور مستحکم پولیٹکل حمایت کی ضرورت واقع ہوگی ۔ خلافت کو دنیوی سلطنت کے کسی نہ کسی پیرایہ
مین خواہ مخواہ قائم رہنے دینا پڑیگا گو شاید وہ سلطنت بطور شہنشاہی کے نہو ۔ اور اگر اس باب
مین اور حج مکہ کو آزادی کے ساتھہ ہوپچنے مین اونکی حفاظت وحمایت مین کچھہ بھی کمی ہوئی تو پھر
یہہ دعوی کرنا فضول اور بے سود ہوگا کہ ہم اونکے اغراض اور تعلقات کی حمایت کرتے ہین یا اونکے
ساتھہ اپنے فرایض سلطانی کا کوئی حصہ ادا کرتے ہین ۔ یہہ دلیل نہین قائم ہوسکتی کہ اگر ہم
مسلمانون کے ساتھہ پولیٹکل جسٹس (انصاف ومعدلت) کرینگے تو ہندوستان کے قاعدہ مساوات
مذہبی مین کچھہ خلل پڑیگا ۔ پس بعد زوال شہنشاہی عثمانیہ کے (جب کبھی اوسکا وقوع ہوا) انگلستان کا

طریق عمل اسلام کی نسبت صاف کھلا ہوا معین نظر آتا ہے۔ خلافت کو جو اگرچہ بہت بڑی نہ رہیگی لیکن تاہم ایک خودمختار سلطنت ہوگی۔ برٹش سایہ حمایت مین سے لینا ضرور ہوگا اور اوسکی پولیٹکل قایم وجود کے علانیہ ذمہ داری کرلینی ہوگی کہ آیندہ سے یوروپ کا کوئی حملہ اوس مین خلل اندازی نہ کرے۔ بافسوس بر اسوقت بوجوہ معقول ایسی کوئی ذمہ داری نہین کیجا سکتی کیونکہ وہان اوسکی حالت فوجی اعتبار سے ناقابل حمایت ہے۔ انگلستان ایک بحری طاقت ہے اور دارالخلافہ ایسی جگہہ ہونی چاہیے کہ تمام بری حملون سے محفوظ رہے۔

اوسوقت یہہ بات مسلمانون کے لیے اور بالخصوص مسلمانان ہند کے لیے ہوگی کہ اپنے دین کی نئی دارالسلطنت کے مقام کا فیصلہ کرین۔ انکا انتخاب وہی ہنوز آزاد و خودمختار ممالک کی تنگ حدود پر محدود ہوگا۔ اگر شام ہنوز آزاد ہو تو دمشق دارالسلطنت ہوسکیگی اگر عراق آزاد ہو تو بغداد دارالسلطنت قایم ہوسکیگا یا ممکن ہے کہ مصر یا عرب یا وسط ایشیا مین دارالسلطنت قائم ہو۔ جہانتک بمقابلہ یوروپ کے برٹش حمایت کو تعلق ہے۔۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ جہانتک وہ دارالسلطنت ممالک عیسائیہ سے علیحدہ ہو اور زیادہ تر آسانی کے ساتھہ بذریعہ سفر بحری وہان پہونچ سکین وہین تک بہتر ہے۔ مین اپنی راے ظاہر کرچکا ہون کہ دارالخلافت جب منتقل ہوگا تو اوسکی حرکت بجانب جنوب اور بالآخر عرب کی طرف ہوگی۔ لیکن بہہ اتفاق ہوسکتا ہے کہ پہلی منزل قاہرہ مین ہو۔ خلافت مصر کی راہ سے قسطنطنیہ پہونچی ہے۔ پس ہوسکتا ہے کہ اوسی راہ سے بازگشت کرے اور بیشک ابھی حال ہی مین بعض آثار ایسے پیدا ہوے ہین جن سے پایا جاتا ہے کہ یہی طریقہ وقوع مین آئیگا۔ مصر کی واقعات سال گذشتہ صاف اور نمایان ہین۔ اسکی زمانہ حال کی تاریخ مین یہہ پہلا ہی وقت ہے کہ ایک قوی قومی فریق نے کنارہ نیل پر ظہور کیا ہے اور علماے ازہر نے جواب اسلام مین مذہبی یونکی

قومی تربیت جماعت مین اوسکی پوری تائید کی ہے ۔ وہ لوگ پولیٹکل طور پر سلطان کے
مخالف ہین اور اگرچہ ابتک اونکا یہ عزم نہین ہوا کہ سلطان کے لقب خلافت سے منکر و منحرف
ہو جائین لیکن امید نہین ہے کہ وہ لوگ سلطان کی شکستہ حالی کے ساتھہ اپنی وفاداری قائم رکھین
بلکہ بلاشبہہ بعد زوال قسطنطنیہ کے وہ خود کسی اپنے ہی خلیفہ کا اعلان کر دینگے ۔ اگر محمد علی کا خاندان
ہر دل عزیز ہوا تو اوسکو اپنی تلافی مافات کی اُمید ہو سکیگی ۔ یا آنکہ کوئی سید یا شریف ۔ جائز اور
مستند خاندان قریش سے ظہور کرے اور خلیفہ بنجاے ۔ بہرکیف قاہرہ مین خلافت کا قائم
ہونا ایک ایسا امر امکانی ہے جسکا ہمکو ضرور تصور کرنا چاہئے اور جب وہ خلافت انگلستان کی
پولیٹکل ہدایت اور خاص و قطعی ذمہ داری مین رہیگی لیکن تمام حقوق سلطنت اور حکومت آزادانہ
سے متمتع ہوتی رہیگی تو یہ مشکل اسطور پر حل ہو جائیگی کہ مسلمان ہی اوسکو قبول و پسند کرلین گے
اور اعزاز و تعلقات انگلستان کے خلاف ہی کوئی بات نہ ہوگی ۔ لیکن مجکو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ انتظام مستقل اور دوامی نہوگا بلکہ چند روزہ ہوگا کیونکہ مصر مین اجنبی ممالک کے تعلقات گوناگون
مسلمانون کے پیشوا کو ایسے شرائط اور حدود کا پابند رکھین گے جو مسلمانون کے مذہبی خیال کو
ناگوار اور گران ہون گے ۔ مصر مین خلافت کا قائم ہونا حقیقت مین عرب مین خلافت قائم
ہونیکا ایک تمہید اور مقدمہ ہوگا ۔ اگر اور کسی کے خیال مین نہین تو اہل عرب کے خیال مین تو
ملک عرب خلافت کے لئے مقرر ہو چکا ہے ۔ شریف مکہ آیندہ ایسے امیر المومنین کی اطاعت
شاید ہی گوارا کرے جس سے اصلی صفتین طاقت اور خود مختاری کی زائل کرلی گئین ہون اور جو
شاید پھر اپنی حکومت کو نافذ نہ کر سکے ۔ پس جلد یا دیر مین خلافت کسی نہ کسی پیرایہ مین اپنی آخری
آرامگاہ کی طرف عود کریگی ۔ جب خلافت مکہ مین قائم اور مستحکم ہو جائیگی تو ہمارا یہہ فرض کہ مسلمانون کے
سردار مذہب کے حامی رہین باعتبار جملہ امور کے سہولت اور سادگی سے ادا ہو سکیگا ۔ جملہ اغراض

جنگی و فوجی کے لئے سرزمین حجاز بذریعہ سفر بحری اہل یوروپ کی دسترس سے باہر ہے اور
اگر کبھی یہہ ضرورت پڑیگی کہ خلیفہ کو مسلمان فوجون کی ایک جماعت قلعہ کے لئے دیجاوے تو مکہ
ساحل سمندر سے صرف ایک شب کی راہ ہے - عرب مین عیسائیون کے کسی حق کی تائید
یا حمایت کی ضرورت نہین ہے اور نہ وہان کوئی یوروپین سلطنت دست اندازی کا دعوے
کرسکیگی - یمن صرف ایک ایسا صوبہ ہے کہ اہل یوروپ کے خیال کو اپنی طرف رجوع کرسکتا ہے
لیکن مین جانتا ہون کہ یمن خوشی سے انگریزی نیابت انتظامی کو قبول کرلیگا جیسا کہ ابھی حال
ہی مین عمان مین ہوا ہے اور اوسکے ایسے اچھے نتایج نکلے ہین - اسیطرح اور مقامات ساحل
سمندر عرب کی بھی ناقابل فتور دست اندازی قرار دیدیے جاسکین گے - فی الواقع یہہ بات
بالاعلان کہدی جاسکتی ہے کہ ملک عرب خلافت یعنے مذہب اسلام کی علی سرداری کے نیچرل
متعلقات مین سے ہے - خلافت کے اندرونی انتظام مین ہمکو کوئی وجہ دست اندازی کی نہوگی
اور نہ اس بات مین ہمکو کچھہ صرف کرنا پڑیگا کہ باہر سے اوسکے حامی رہین - یہہ بات مین ثابت
کرچکا ہون کہ خلافت عرب سے اسلام کی ترقی کرنیوالے خیالات پر کیسا عمدہ عملی اثر ہوچکیگا -
اور اسیطرح یہہ بھی تحقیق ہے کہ خلافت اسلامیہ ایسی قوت نہوگی جو انگلستان کی مخالف ہو - خلیفہ
مکہ مین رہے یا نہ رہے لیکن شریف اعظم بالضرور ہمیشہ وہین رہیگا اور حج کا تسلسل بھی قائم رہیگا
اور ہم امید کرسکتے ہین کہ اوسوقت حج خاص کر انگلستان کی زیر حمایت عمل مین آیا کرے -
حج کا انتظام بلاشبہہ ہمارے فرایض کا ایک فوری اور ضروری حصہ ہے اور دنیای اسلامیہ مین
ہمارے دباؤ اور رسوخ قائم رکھنے کے لئے ایک مقدم شرط ہے - ہماری سخت غلطی ہے اگر ہم
اسمین غفلت کرین - باب اول مین جو نقشہ مین نے مندرج کیا ہے اوس سے معلوم ہوا ہوگا کہ
اب قریب قریب تمام حج عرب کو بذریعہ سفر بحری کے ہوتا ہے اور سب سے بڑا حصہ کسی قوم کی

حاجیونکا جو عرب کو جاتا ہے برٹش ممکت سے اتا ہے ۔ پس جب منتظم یا نائب سلطنت مصر مین یا (جیسی کہ ہم امید کرسکتے ہین) شام مین قائم ہوگا تو انگلستان کو موقع ملیگا کہ مقدس شہرونکے معاملات تجارت پر اپنا اعلی درجہ کا اختیار اور دباؤ نافذ کرے ۔ حجاز کے محاصل جو حج سے ہوتے ہین ونکا تخمینہ مین ملین سٹرلنگ ہے ۔ حجاز کے بندرگاہون کی داخل تجارت بہ نسبت خارج کی ہر سال گھٹتی رہتی ہین ۔ کیونکہ حجاز مین کچہہ پیداوار تجارت نہین ہے پس اس بڑی محاصل کا ایک نصف بلکہ دو ثلث بہی انگلستان کے زیر حمایت ہو جائیگا تو وہان انگلستان کی حالت نہایت مستحکم اور ناقابل شکست ہو جائیگی ۔ حج کی روک اور ممانعت یا کسی ایک سال ہی ممانعت حج کے خطرہ کا اثر ہر حجازی شخص کی کیسہ پر پڑیگا اور وہان کے خلفا یا شریفون مین سے بڑے مخالف مزاج کی مخالفت کو ساکن کردیگا ایسی حالت مین اگر خود گورنمنٹ عمدہ انتظام توسیع حج مین ہر آوے اور جدہ سے مکہ تک ریلوے بنادے اور بڑے بڑے مقامات سے جہان سے مسلمان لوگ جہاز پر سوار ہوتے ہین نہایت عمدہ انتظام کے ساتہہ اسٹیمرون یعنے جہازون کی لین کا سلسلہ قائم کردے تو یہہ ایسے انتظام ہون گے کہ مصارف کا معاوضہ بہی کامل طور پر ملجائیگا ۔ اور ہر سال انگریزی قوت اور دباؤ کو زیادہ فوقیت ہوتی جائیگی اور اگر یہہ ایک سہل سی تدبیر اور بہی کیجاے کہ محاصل جائداد وقف مکہ کے لئے ہندوستان مین تحصیل کرکے سرکاری طور پر باضابطہ بہیجا جایا کرے تو یہہ سوخ اور دباؤ اور بہی زیادہ بڑہجائیگا ۔ اس محاصل کی مقدار ڈیڑہ ملین سٹرلنگ بیان کیجاتی ہے اور ممکن ہے کہ مثل ٹرکی کے یہہ محاصل گورنمنٹ کی جانب سے ایک خراج یا پیشکش کا پیرایہ اختیار کرلے ۔ بالفعل یہہ رقم خانگی طور پر تحصیل و جمع کیجاتی ہے اور مین نے سنا ہے کہ کارروائی تحصیل مین رقم مذکورہ دو ثلث کم ہوکر شریف کے پاس پہونچتی ہے پس اگر حکام ہند اس تمام تر جائز فرض کو صرف اختیار کرلین تو ایک بڑی رقم حکام مکہ کے ہاتہہ مین جایا کرے اور اس تحصیل کنندونکا اختیار اور قوت بڑہ جائے ۔ بیشک

...وں سے زیادہ ہوگی جو ہماری گورنمنٹ شیعہ لوگونکی زیارتگاہ ہاے کربلا و مشہد کے لیے کرے
جبکہ ... انگلش نے ہر دل عزیز ہونے اور رسوخ اور دباؤ حاصل کرنے کے حق مین تمام
... ہین ... بسبت حج کے مین ایک نہایت ممتاز اور خیرخواہ مسلمان ہندوستان کی راے
... جو حال مین اپنے ہم مذہبون کی ان دعاوی کو - کہ گورنمنٹ ہند اسباب مین لیعنے
... دیگر امور مین اونکی حمایت کرے - پیش اور اُن پر بحث کر رہا تھا - اسلام مین مجموعی اتفاق
... و تدبیرین سلطان عبدالحمید کر رہے ہین اور جو بقول وہ مسلمان سکنے ہندوستان مین
... نہین ہوئین - اُن تدبیرون کے تذکرہ مین وہ کہتا ہے کہ " لیکن مین یہہ بھی کہونگا
اُس قسم کے خیالات نئے پھیلانے مین یا اسلام مین اتحاد کی خواہش کو جوش و ابھار دلانے مین
سب سے بڑا اور نہایت قوی وسیلہ یہہ ہے کہ حاجیان مکہ کو رسالہ تقسیم کیے جائین - سالانہ حج مکہ زیادہ
ہی آدمیون کو ہندوستان کے ہر حصہ سے کھینچ لاتا ہے اور جب حاجی لوگ سفر حج سے معاودت کرتے
ہین تو اونکے ساتھ ایک خاص عزت اور ادب کا برتاؤ ہوتا ہے - اور اونکے دوست و ہمسایہ اونسے
ملنے کو آتے ہین اور اُن لوگون کے لیے یہہ امر طبعی ہوتا ہے کہ اُن نئی خبرون و مسائل کو پوچھین اور
دریافت کرین جو اُن مقدس شہرون مین ظاہر اور شائع ہوئی ہین - پس اُن اشتہار دینے والون کے
لیے سب سے زیادہ موثر طریقہ یہی ہے کہ حاجیونکو اپنے قابو مین لاوین - مین اسکو موثر طریقہ کہتا ہون
کیونکہ حاجی لوگ جو کہتے ہین اوسکا اثر متصل کے دورترین مواضع تک پہونچ جاتا ہے" بعدازان
یہہ لائق شخص اس تدبیر کو قطع کر دینے والی تدبیر بتاتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ "گورنمنٹ حاجیونکو
جدہ پہونچانے کا کام اپنی سپردگی مین لے اور ایک ہندوستانی شخص کو اجنٹ مقرر کرے کہ حاجی لوگ
جب تک اُس مقدس سرزمین مین رہین اُنکے اغراض و تعلقات کی نگرانی کرتا رہے" بالآخر وہ یہہ کہتا ہے
"اگر یہہ انتظام جو پیش کیا ہے عمل مین لایا جاے تو اس سے انگلش گورنمنٹ تمام ہندوستان کے

مسلمان باشندون کی صرف خوشدلی اور رضامندی ہی نہ حاصل کر
عمدہ خیال ہی کرسکینگے کہ ہم ہر ایک ایسے سلطنت کی مخالفت وا
سے ہم حمایت پانے کا دعوی کر سکتے ہین جو علاوہ اوس سلطنت کے ہے جسکے ہاتھ مین عرب مین
(یعنی ترکی)۔ یہہ امداد اگر گورنمنٹ کی جانب سے کیجاسے تو اون تکلیفات کے مقابلہ
جو حاجیونکو مکہ میں اور سفر مدینہ مین بوجہ بدانتظامی کے ہوتی ہے دلون پر اسکا نہایت عمدہ
۔ علاوہ برین عملی طور پر یہہ مدد جو گورنمنٹ کی طرف سے کیجایگی نہایت موثر طریقہ سے اوس
روکیگی جو واعظ لوگ حاجیون پر اس غرض سے قائم کرین کہ ہندوستان مین انگریزی عملداری کے
برخلاف اون مین ایک اوبھار پیدا کردین۔ میری دانست مین اگر گورنمنٹ ہند کسی ایسے انتظام کی
صرف خواہش کرے تو وہ اپنا فائدہ آپ کیا دیکا مجکو قطعی طور پر یقین ہے کہ ایسے انتظام سے حکومت
برطانیہ ہنے انگریزی عملداری کے نسبت مسلمانون کے پولٹیکل خیالات پر اندازہ سے کہین زیادہ
عمدہ اثر پڑیگا۔ پس امید ہے کہ انگلستان محض اپنی ہی اغراض و تعلقات پر نظر کرکے آیندہ صدی
مین ہی یا اسیطرح کا طریق عمل اختیار کرے اور اوسکی ابتدا اسی صدی سے کردی۔ انگلستان بالضرور
تسلیم کریگا اوسکی ایشیائے تعلقات و اغراض یہہ ہین کہ ہندوستان اسلامیہ مین امن اور اطمینان اور
مصر مین خوشدلی اور رضامندی رہی و ہر جگہ اسلام کی زیادہ تر انسانیت کی خیالات کی عمدگی کے
ساتھہ افزونی ہوتی رہی پس یہہ باتین اوسکو اطمینان کے ساتھہ اوس وقت حاصل ہوسکتی ہین جب وہ
اوس حالت کو اختیار کرے جسکا نشان مسبب الاسباب نے بتادیا ہے یعنے دنیای اسلامیہ کو ترقی کی
راہ مین عمدہ اور بہتر باتون کی طرف لیجانے مین پیشوا بنجاسے۔ یہہ خدمت بڑی جلیل الشان ہے اور
اسی لائق ہے کہ انگلستان اوسکو قبول کرے اور انگلستان کو جو وسائل حاصل مین وہ اوس خدمت
کو ادا کرنے کے لئے پورے طور سے کافی مین۔ دنیای اسلامیہ کو اپنے پولیٹکل و اخلاقی خطرات